توضیح المسائل

مطابق با فتاویٰ

فقیہ اہل بیتؑ آیۃ اللہ سید مظہر علی شیرازی دامت برکاتہ

ناشر: مؤسسہ جواد الائمہ علیہم السلام

نام کتاب: توضیح المسائل

تالیف: فقیہ اہل بیتؑ آیۃ اللہ سید مظہر علی شیرازی دامت برکاتہ

پہلا ایڈیشن: ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۳ ھ

دوسرا ایڈیشن: ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۵ھ

تعداد: ۲۰۰۰

ناشر: مؤسسہ جواد الائمہ علیہم السلام

رابطہ نمبر: پاکستان: 0332-4602522

رابطہ نمبر: ایران: 0098-9196650627

سائٹ مؤسسہ جواد الائمہؑ: www.aljawaad.com

ایمیل ایڈرس: Mazharshirazi5@yahoo.com

Mazaharshirazi5@gmail.com

ملنے کا پتہ

عمران بکڈپو چوک بہادر پور رحیم یار خان

فون نمبر: 03027625914

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی اشرف خلقه و اکرم بریّته محمد و آله الذین اذھب اللہ عنھم الرجس و طھّرھم تطھیراً و لعنۃ اللہ علی أعدائھم من الاولین و الآخرین الی یوم الدین۔

عرصہ سے مومنین ہم سے اصرار کر رہے تھے کہ آپ اپنے فتاوی پر مشتمل فقہی کتاب لکھیں لیکن ہم انہیں صبر کی ہی تلقین کرتے رہے لیکن حال میں مومنین کا اصرار بہت شدت پکڑ گیا ہے لہٰذا ان کے تقاضے کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہم نے اپنے فتاویٰ پر مشتمل کتاب توضیح المسائل کو تحریر کیا ہے جس میں ضروری اور محل ابتلاء مسائل کو ذکر کیا ہے۔

مومنین، اس رسالہ عملیہ کے مسائل پر عمل کر سکتے ہیں، سب مومنین و مومنات سے دعا کی التماس ہے۔

الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاھراً و باطناً۔

والسلام

خادم شریعت

سید مظہر علی شیرازی عفی عنہ و عن والدیہ

حوزہ علمیہ قم المقدسہ ۲۰ شوال ۱۴۳۳ھ ق

فہرست

تقلید ۸
طہارت کے احکام ۱۳
نجاسات ۲۲
مطہرات ۲۷
وضو ۴۴
غسل ۵۷
حیض ۶۳
استحاضہ ۶۷
نفاس ۶۹
غسل میّت ۷۰
میت کا کفن ۷۲
نماز میت ۷۳
تیمّم ۷۷
نماز کے احکام ۸۲
اذان اور اقامت ۹۵
نماز کے واجبات ۹۸
تکبیرۃالاحرام ۱۰۱
قیام ۱۰۵
قرائت ۱۰۷
رکوع ۱۱۲
سجدے ۱۱۴

تشہد ۱۲۱
سلام ۱۲۴
سجدہ شکر ۱۲۸
مبطلات نماز ۱۲۹
شکیات نماز ۱۳۱
نماز احتیاط ۱۳۶
سجدہ سہو ۱۳۶
قضا نماز ۱۳۸
نماز جماعت ۱۴۲
مسافر کی نماز ۱۵۱
نماز آیات ۱۵۶
نماز جمعہ ۱۵۹
عید کی نماز ۱۵۹
روزے کے احکام ۱۶۲
مبطلات روزہ ۱۶۷
احکام مبطلات روزہ ۱۶۸
روزے کی قضااور کفارہ ۱۷۳
مسافر کے روزے کا حکم ۱۷۶
زکات فطرہ ۱۷۷
زکات ۱۷۸
خمس ۱۸۸

حج ۱۹۶
حج تمتّع ۱۹۹
جہاد ۲۰۲
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے احکام ۲۰۴
تولّی (تولّا) و تبرّی (تبرّا) ۲۰۷
خرید و فروخت کے احکام ۲۱۳
نقد اور ادھار ۲۱۹
معاملہ سلف (پیش خرید) ۲۲۰
اجارہ (کرایہ) کے احکام ۲۲۷
شراکت کے احکام ۲۳۲
جعالہ کے احکام ۲۳۵
مضاربہ کے احکام ۲۳۷
امانت کے احکام ۲۴۱
عاریہ کے احکام ۲۴۳
نکاح ۲۴۵
وہ عیوب جن کی وجہ سے عقد فسخ کیا جاسکتا ہے ۲۵۱
دودھ پلانے کے احکام ۲۵۳
دودھ پلانے کی وہ شرائط جو محرم بننے کا سبب بنتی ہیں ۲۵۸
طلاق ۲۶۱
گرا پڑا مال پانے کے احکام ۲۶۸
مزارعہ کے احکام ۲۷۱

مساقات اور مغارسہ کے احکام..۲۷۸
وہ اشخاص جن کے لئے اپنے مال میں تصرف کرنا منع ہے........................۲۸۴
وکالت کے احکام..۲۸۶
قرض کے احکام..۲۹۳
حوالہ دینے کے احکام..۳۰۰
رہن کے احکام..۳۰۵
ضامن ہونے کے احکام..۳۰۹
کفالت کے احکام..۳۱۳
صلح کے احکام..۳۱۶
غصب کے احکام..۳۲۲
کھانے کے احکام..۳۲۵
حیوانات کو شکار کرنے اور ذبح کرنے کے احکام........................۳۲۹
کھانے کے آداب..۳۳۹
نذر اور عہد کے احکام..۳۴۶
قسم کھانے کے احکام..۳۵۶
وقف کے احکام..۳۶۰
وصیت کے احکام..۳۶۷
وراثت کے احکام..۳۷۰
میاں بیوی کی میراث..۳۷۲
مختلف مسائل..۳۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم ولہ الحمد

تقلید

اصول دین میں تقلید جائز نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ انسان اصول دین کو دلیل اور برہان کے ساتھ جانے۔ اگرچہ دلیل سادہ ہی کیوں نہ ہو۔ منقول ہے کہ ایک بڑھیا عورت چرخہ کات رہی تھی تو اس سے کسی نے پوچھا تو نے اپنے رب کو کیسے پہچانا ہے تو اس نے کہا میں نے اسے اس چرخہ سے پہچانا ہے جب میں اس کو حرکت دیتی ہوں تو یہ حرکت کرنے لگ جاتا ہے اور جب حرکت نہیں دیتی تو یہ رک جاتا ہے جب یہ معمولی سا آلہ -چرخہ- کسی چلانے والے کے بغیر نہیں چل سکتا تو پوری کائنات کا نظام بغیر کسی چلانے والے کے کیسے چل سکتا ہے جب حضورؐ نے اس بڑھیا کا استدلال سنا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا: علیکم بدین العجائز، بوڑھی عورتوں والے دین کو لازم پکڑو۔ یعنی دلیل سے اپنا عقیدہ اختیار کرو خواہ وہ دلیل سادہ ہی کیوں نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ اصول دین کو دلیل کے ساتھ جانا جائے اس سلسلے میں علماء حق سے راہنمائی لی جاسکتی ہے۔ بلکہ سزاوار ہے کہ انسان اپنے اعتقادات کو علماء حق کے سامنے پیش کرے۔

مسئلہ ۱: فروع دین یعنی دینی مسائل جو کہ عمل کے ساتھ مربوط ہیں ان میں اگر خود انسان مجتہد ہو یعنی قرآن، سنت، اجماع و عقل کے ذریعہ سے شرعی مسائل کا استنباط کر سکتا ہو تو اس کو اپنے نظریے (فتوے) پر عمل کرنا ہوگا۔ مخفی نہ رہے کہ مجتہد بننا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے اجتہاد تک پہنچنے کے لیے کافی مدت درکار اور بہت زحمت کرنا پڑتی ہے۔

جو شخص مجتہد نہیں ہے اس کا وظیفہ ہے کہ کسی جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرے جیسا کہ ہر فن میں لوگ اس فنّ کے ماہر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کی باتوں کو مانتے ہیں۔ فقہ کے ماہر فقہاء ہوتے ہیں لذا دینی مسائل میں ان کی طرف رجوع کیا جائے۔

جو شخص مجتہد نہیں ہے وہ احتیاط پر بھی عمل کر سکتا ہے یعنی اپنے اعمال کو اس طریقے سے انجام دے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے اپنے حکم کو انجام دے دیا ہے۔

لیکن احتیاط پر عمل کرنے کے لیے احتیاط کے موارد اور احتیاط کے طریقہ کو جاننا ضروری ہے۔

خلاصہ یہ کہ آسان ترین راستہ تقلید ہے۔

سوال: کیا شریعت میں اجتہاد کرنے کی اجازت ہے؟

جواب: شریعت میں اجتہاد کی اجازت ہے جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بعض صحابیوں کو استنباط کرنے کا طریقہ بھی تعلیم دیا تھا۔[۱]

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں : علینا القاء الاصول و علیکم التفریع، قواعد اور اصول کا بتانا یہ ہمارا کام ہے اور ان سے فرع نکالنا (مسائل کا استنباط کرنا) یہ تمہارا کام ہے۔ چنانچہ امام صادق علیہ السلام سے بھی یہی مضمون منقول ہے۔[۲]

نوٹ: اس مسئلے کو ہم نے اپنے تحقیقی رسالہ دفع الشبہات عن الاجتہاد و التقلید میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ جن لوگوں نے امام صادق علیہ السلام کے مقابلے میں فتوی سازی کا سلسلہ شروع کیا تھا اور قیاس اور استحسان وغیرہ سے کام لیتے تھے وہ اجتہاد اور تقلید، روایات میں باطل اور مذموم بیان کیا گیا ہے۔

لیکن فقہاء شیعہ، قرآن اور محمد وآل محمد علیہم السلام کی تعلیمات کی روشنی میں جو شرعی استنباط کرتے ہیں یہ اجتہاد صحیح اور فقہ جعفریہ کی ترجمانی کرتا ہے۔

غیبت کبریٰ میں فقہاء شیعہ کی طرف دینی مسائل میں رجوع، واقع میں ائمہ علیہم السلام کی طرف رجوع ہے کیونکہ فقہاء، باب الائمہ علیہم السلام ہیں اور

۱۔ تہذیب الاحکام ج۱ ص ۳۸۴ ح ۱۰۹۷۔

۲۔ وسائل الشیعہ، ج۱۸، ابواب صفات قاضی، ب۶، ح ۵۲۔

ائمہ طاہرین علیہم السلام باب اللہ ہیں۔ آج کل اجتہاد اور تقلید کے خلاف جو پروپیگنڈہ ہو رہا ہے یہ استعماری سازش کا نتیجہ ہے، مومنین ہوشیار رہیں۔

شرائط مجتہد

مسئلہ ۲: جس مجتہد کی تقلید کی جائے اس میں درج ذیل صفات کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ مرد ہو، ۲۔ بالغ ہو (بناء بر احتیاط)

۳۔ عاقل ہو ۴۔ شیعہ اثناء عشری ہو

۵۔ حلال زادہ ہو ۶۔ عادل ہو

۷۔ زندہ ہو بنا بر احتیاط

۸۔ خوش عقیدہ (یعنی صحیح العقیدہ) ہو، اور بعض دیگر شرائط

مسئلہ ۳: مجتہد کی پہچان کا طریقہ

۱۔ خود انسان علم رکھتا ہو؛

۲۔ شیاع جو اطمینان کا موجب ہو؛

۳۔ بینہ؛ دو عادل خبر دیں کہ فلاں شخص مجتہد ہے۔ البتہ وہ خبرہ سے ہوں، بشرطیکہ اس کے خلاف دو عادل گواہی نہ دیں بلکہ ایک ثقہ شخص جب کہ وہ خبرہ سے ہو اور اس کی بات پر خلاف کا گمان نہ ہو، سے بھی اجتہاد ثابت ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۴: مجتہد کے فتوی کو لینے کا طریقہ

۱۔ خود مجتہد سے سنے؛

۲۔ دو عادل شخصوں سے فتوی کو سنے؛ بلکہ ایک ثقہ شخص بھی نقل کرے اور اس کی گفتار کے خلاف گمان نہ ہو تو یہ بھی کافی ہے۔

۳۔ مجتہد کے رسالہ عملیہ جس کی صحت کا اطمینان رکھتا ہو اس کا مطالعہ کرنا۔

مسئلہ ۵: جس مجتہد کی تقلید کرتا ہو اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔

مسئلہ ۶: مشہور یہ ہے کہ ابتداءً مردہ مجتہد کی تقلید جائز نہیں ہے لیکن ان کی ادلہ مناقشہ سے خالی نہیں ہیں احوط یہ ہے کہ زندہ مجتہد کی ہی تقلید کی جائے مگر یہ کہ زندہ سے فتوی لینا ممکن نہ ہو اور احتیاط پر بھی عمل کرنا ممکن نہ ہو تو ان صورتوں میں ابتداءً مردہ مجتہد کی تقلید کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ ۷: جس شخص نے تقلید نہیں کی اور اب متوجہ ہوا ہے کہ تقلید کرنا ضروری ہے تو اس کے سابقہ اعمال اگر جانتا ہو کہ واقع کے مطابق تھے یا جس کی تقلید کرنا فعلاً اس کا وظیفہ ہے اس کے فتوی کے مطابق تھے یا اعمال کے انجام دیتے وقت جس کی تقلید اس پر لازم تھی اس کے فتوی کے مطابق تھے۔ ان صورتوں میں اس کے اعمال صحیح ہیں اور ان کی قضاء نہیں ہے۔

طہارت کے احکام

ارشاد ربّ العزت ہے:

{ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا }

(سورہ فرقان، آیت ۴۸)

مسئلہ ۸: پانی یا مطلق ہوتا ہے یا مضاف۔

مضاف پانی وہ ہوتا ہے جسے کسی چیز سے حاصل کیا جائے مثلاً تربوز کا پانی یا گلاب کا عرق یا انار وغیرہ کا پانی۔ اور وہ پانی بھی مضاف کہلاتا ہے جو کسی دوسری چیز سے مل کر اس طرح ہو جائے کہ اسے مطلق پانی نہ کہا جاسکے مثال کے طور پر پانی میں اتنی چینی ملا دیں یا اس میں اتنی مٹی ملا دیں کہ پھر اسے مطلق پانی نہ کہا جاسکے۔

ان کے علاوہ جو پانی ہو اسے مطلق پانی کہتے ہیں۔ بعبارت دیگر مطلق وہ پانی ہے جس میں کسی چیز کی ملاوٹ نہ ہو۔ (یعنی خالص پانی)

مطلق پانی اور مضاف پانی کے احکام:

مطلق پانی بذات خود بھی پاک ہوتا ہے اور مطہّر پاک کنندہ بھی ہوتا ہے یعنی مطلق پانی سے وضو، غسل بھی کیا جاسکتا ہے اور ناپاک برتن اور کپڑے وغیرے کو بھی اس سے دھویا جائے تو وہ پاک ہو جاتے ہیں۔

مطلق پانی اگر قلیل ہو تو اس میں نجاست گرنے سے نجس ہو جاتا ہے اور اگر کُرّ کی مقدار ہو تو نجاست کے گرنے سے نجس نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے۔

مضاف پانی خود تو پاک ہوتا ہے لیکن یہ ظاہری نجاست کو رفع نہیں کرتا اور نہ ہی اس سے وضو یا غسل کیا جاسکتا ہے۔

بعبارت دیگر مضاف پانی مطلقاً مطہِّر نہیں ہوتا۔ یعنی حدث کو بھی دور نہیں کرتا، حدث اس باطنی یا معنوی ناپاکی کو کہتے ہیں جو کہ قربت کی نیت کے بغیر دور نہ ہو۔ حدث یا اصغر ہوتا ہے اس کو دور کرنے کے لئے وضو کی ضرورت ہوتی ہے یا حدث اکبر ہوتا ہے اس ناپاکی کو دور کرنے کے لیے غسل کی ضرورت ہوتی ہے۔

تیمّم؛ وضو اور غسل کا بدل ہوتا ہے جس کے اپنے خاص احکام ہیں اس میں بھی نیت کرنا ضروری ہوتی ہے۔

مضاف پانی خبث یعنی ظاہری گندگی کو بھی دور نہیں کرتا مثال کے طور پر ہندوانہ کے پانی سے نجس کپڑا اگر دھو بھی دیا جائے پھر بھی وہ نجس ہی رہے گا۔

بعبارت دیگر: حدث اور خبث میں فرق یہ ہے کہ حدث کو دور کرنے کے لیے نیت کی ضرورت ہوتی ہے اور خبث کو دور کرنے کے لیے نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر نیت قربت کرلے تو ثواب کا مستحق ہو جائے گا۔

مضاف پانی چاہے قلیل ہو یا کثیر ہو نجاست سے ملنے پر نجس ہو جاتا ہے اگرچہ اس حکم کا بعض کثیر تعداد کے مضاف پانیوں کے لیے بھی عام ہونا محلِ اشکال ہے۔

مسئلہ ۹: مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں: ۱۔ کُرّ پانی، ۲۔ قلیل پانی، ۳۔ جاری پانی، ۴۔ بارش کا پانی، ۵۔ کنویں کا پانی۔

۱۔ کُرّ پانی

مسئلہ ۱۰: پانی کی وہ مقدار ایک کُرّ ہے جو ایک ایسے برتن کو بھر دے جس کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی تین تین بالشت ہو۔

افضل اور اکمل کُرّ یہ ہے کہ جس کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی ساڑھے تین تین بالشت ہو۔

مسئلہ ۱۱: جو چیز نجس ہوئی ہے جیسے لباس یا برتن، ان کو کُرّ پانی میں ایک مرتبہ دھولیں تو پاک ہو جائیں گے۔

مسئلہ ۱۲: جو پانی کُرّ کی مقدار ہو پھر اگر اس میں شک ہو جائے کہ پانی کُرّ سے کم ہوا ہے تو یہ پانی کُرّ ہی کا حکم رکھتا ہے۔

اور جو پانی کُرّ کی مقدار سے کم تھا اگر اس مین شک ہو جائے کہ اب کُرّ کی مقدار تک ہو گیا ہے یا کہ نہیں اس کا حکم یہ ہے یہ پانی کُرّ نہیں ہے۔

۲۔ قلیل پانی:

قلیل پانی، وہ پانی ہے جو زمین سے نہ اُبلے اور جس کی مقدار ایک کُرّ سے کم ہو۔

مسئلہ ۱۳: جب قلیل پانی کسی نجس چیز پر گرے یا کوئی نجس چیز اس سے آملے تو پانی نجس ہو جائے گا۔ البتہ اگر پانی نجس چیز پر زور سے گرے تو اس کا جتنا حصہ اس نجس چیز سے مل جائے گا نجس ہو جائے گا لیکن باقی پاک رہے گا۔

جاری پانی:

جاری پانی وہ ہے جو زمین سے اُبلے اور بہتا ہو، مثلاً چشمے کا پانی۔

مسئلہ ۱۴: جاری پانی اگرچہ کُر سے کم ہی کیوں نہ ہو نجاست کے آ ملنے سے جب تک نجاست کی وجہ سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ نہ بدل جائے پاک ہے۔

بارش کا پانی:

مسئلہ ۱۵: جس نجس چیز میں عین نجاست نہ ہو اگر اس پر ایک مرتبہ بارش ہو جائے تو جہاں جہاں بارش کا پانی پہنچ جائے وہ جگہ پاک ہو جاتی ہے اور قالین ولباس وغیرہ کا نچوڑنا بھی ضروری نہیں ہے لیکن بارش کے دو تین قطرے کافی نہیں ہیں بلکہ اتنی بارش ضروری ہے کہ کہا جائے کہ بارش ہو رہی ہے۔

مسئلہ ۱۶: اگر بارش کا پانی ایک گڑھے میں جمع ہو جائے اور اس کی مقدار ایک کُر سے کم ہو تو بارش رکنے کے بعد نجاست کی آمیزش سے وہ نجس ہو جائے گا۔

کنویں کا پانی:

مسئلہ ۱۷: ایک ایسے کنویں کا پانی جو زمین سے اُبلتا ہو اگرچہ مقدار میں ایک کُر سے کم ہو نجاست پڑنے پر جب تک اس نجاست کی وجہ سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے پاک ہے لیکن مستحب ہے کہ بعض نجاستوں کے گرنے پر کنویں سے تفصیلی کتابوں میں درج شدہ مقدار کے مطابق پانی نکال دیا جائے۔

مسئلہ ۱۸: کتے، سور اور غیر کتابی کا جھوٹا نجس ہے اور اس کا کھانا اور پینا حرام ہے مگر حرام گوشت جانوروں کا جھوٹا پاک ہے، بلی کے علاوہ اس قسم کے باقی سب جانوروں کا جھوٹا کھانا اور پینا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۹: مؤمن کا جھوٹا (نیم خوردہ) شفا ہے بلکہ روایات معصومین علیہم السلام میں ہے کہ ستر بیماریوں کی شفا ہے۔

بیت الخلاء کے احکام

مسئلہ ۲۰: انسان پر واجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت اور دوسرے مواقع پر اپنی شرمگاہ کو ان لوگوں سے جو اچھے اور برے کی تمیز رکھتے ہیں خواہ وہ اس کے محرم ہی کیوں نہ ہوں چاہے مکلّف ہوں یا نہ ہوں چھپا کر رکھے لیکن بیوی اور شوہر کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو بیوی اور شوہر کے حکم میں آتے ہیں مثلاً کنیز اور اس کے مالک کے لیے، اپنی شرمگاہوں کو ایک دوسرے چھپانا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۱: پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت ضروری ہے کہ بدن کا اگلا حصہ یعنی پیٹ اور سینہ رو بہ قبلہ یا پشت بقبلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۲: اگر پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت کسی شخص کے بدن کا اگلا حصہ رو بہ قبلہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہ کو قبلے کی طرف سے موڑ لے تو یہ کافی نہیں۔

تذکر: اپنا مکان بنواتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ لیٹرین کا ظرف رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ قرار نہ پائے۔ اور جن گھروں میں وہ رو بہ قبلہ یا پشت بہ قبلہ ہیں ان کی اصلاح ضرور کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۲۳: چار مقام پر رفع حاجت حرام ہے:

۱۔ بند گلیوں میں جب کہ گلی والوں نے اس کی اجازت نہ دی ہو۔

۲۔ کسی ایسے شخص کی زمین میں جس نے رفع حاجت کی اجازت نہ دی ہو۔

۳۔ ان جگہوں میں جو مخصوص افراد کے لیے وقف ہوں مثلاً بعض مدرسے۔

۴۔ ہر اس مقام میں جہاں، رفع حاجت کسی مومن کی بے حرمتی یا دین یا مذہب کی کسی مقدس چیز کی توہین کا باعث ہو۔

مسئلہ ۲۴: پیشاب کا مخرج پانی کے علاوہ کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا اور اسے کُر یا جاری پانی سے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے (اور جو ٹونٹیاں ان سے متصل ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے)

قلیل پانی سے دو مرتبہ دھونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۵: پاخانہ کے مخرج کو پانی سے دھویا جائے تو ضروری ہے کہ اس میں پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے البتہ رنگ یا بو باقی رہ جانے میں کوئی حرج

نہیں اور اگر پہلی بار ہی وہ مقام یوں دھل جائے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ اس میں باقی نہ رہے تو باقی دھونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶: پتھر، ڈھیلا یا کپڑا یا انہی جیسی دوسری چیزیں اگر خشک اور پاک ہوں تو ان سے پاخانہ خارج ہونے کے مقام کو پاک کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷: تین صورتوں میں پاخانہ خارج ہونے کا مقام (مقعد) صرف پانی سے پاک ہوگا:

۱۔ پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست باہر آئی ہو، جیسے خون۔

۲۔ کوئی بیرونی نجاست پاخانے کے مخرج پر لگ گئی ہو۔

۳۔ پاخانے کے مخرج کے اطرف معمول سے زیادہ آلودہ ہوگئے ہوں۔

مسئلہ ۲۸: نماز سے پہلے، سونے سے پہلے، مباشرت کرنے سے پہلے اور منی خارج ہونے کے بعد پیشاب کرنا مستحب ہے۔

استبراء

استبراء ایک ایسا عمل ہے جو مرد پیشاب کر چکنے کے بعد اس غرض سے انجام دیتے ہیں کہ اس کے بعد آلہ تناسل سے نکلنے والی رطوبتوں پر پیشاب کا حکم نہ لگے اس کی کئی ترکیبیں ہیں جن میں بہترین یہ ہے کہ پیشاب آنا بند ہو جانے کے بعد تین دفعہ بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی کے ساتھ مقعد سے لے کر عضو

تناسل کی جڑ تک سونتے اور اس کے بعد انگوٹھے کو عضو تناسل کے اوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اس کے نیچے رکھے اور تین بار ختنے کی جگہ تک سونتے اور پھر تین دفعہ حشفہ کو دبائے۔

استبراء کرنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر انسان پیشاب کے بعد استبراء کرے اور پھر کوئی ایسی رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں شک ہو جائے کہ پیشاب ہے یا منی کے علاوہ کوئی اور رطوبت ہے تو اس رطوبت کو پاک سمجھے۔

مسئلہ ۲۹: عورت کے لیے پیشاب کے بعد استبراء نہیں ہے اگر کوئی رطوبت خارج ہو اور شک ہو کہ یہ پیشاب ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہو گی اور اس سے وضو یا غسل بھی باطل نہیں ہو گا۔

نجاسات

مسئلہ ۳۰: دس چیزیں نجس ہیں:

ا۔پیشاب ۲۔ پاخانہ ۳۔ منی ۴۔ مردار ۵۔خون
۶۔کُتا ۷۔سور ۸۔شراب ۹۔ فقاع (جو کی شراب)
۱۰۔ کافر

ا، ۲۔ پیشاب اور پاخانہ

مسئلہ ۳۱: انسان اور خون جہندہ رکھنے والے، یعنی اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون اُچھل کر نکلے اور ہر حرام گوشت حیوان کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور خون جہندہ نہ رکھنے والے حرام گوشت جانور مثلاً حرام مچھلی کا پاخانہ، اسی طرح گوشت نہ رکھنے والے چھوٹے حیوانوں مثلاً مچھر اور مکھی کا فضلہ پاک ہے۔

مسئلہ ۳۲: جن پرندوں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور فضلہ پاک ہے لیکن ان سے پرہیز احوط ہے۔

۳۔ منی

مسئلہ ۳۳: انسان کی اور ہر خون جہندہ رکھنے والے جانور کی منی نجس ہے خواہ وہ جانور ہو کہ جس کا گوشت کھایا جاتا ہو اور جو خون جہندہ نہیں رکھتا اس کی منی پاک ہے۔

۴۔ مردار

مسئلہ ۳۴: انسان کی اور خون جہندہ رکھنے والے ہر حیوان کی لاش نجس ہے خواہ وہ خود مرا ہو یا اسے شریعت کے مقرر کردہ طریقے کے علاوہ کسی طریقہ سے مارا گیا ہو۔

مچھلی چونکہ خون جہندہ نہیں رکھتی اس لیے پانی میں بھی مر جائے تو پاک ہے۔

مسئلہ ۳۵: اگر کسی انسان یا خون جہندہ رکھنے والے حیوان کے بدن سے اس کی زندگی میں ہی گوشت یا کوئی دوسرا ایسا حصہ جس میں جان ہو، جدا کر دیا جائے تو نجس ہے۔

۵۔ خون

مسئلہ ۳۶: انسان اور خون جہندہ رکھنے والے ہر حیوان یعنی وہ حیوان جس کی رگ کاٹی جائے تو اس میں سے خون اچھل کر نکلے، کا خون نجس ہے پس ایسے جانوروں مثلاً مچھلی اور مچھر کہ جو اچھلنے والا خون نہیں رکھتے کا خون پاک ہے۔

مسئلہ ۳۷: حلال گوشت جانور کو اگر شریعت کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق ذبح کیا جائے اور معمول کے مطابق اس کا خون خارج ہو جائے تو جو خون

بدن میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے لیکن اگر جانور کے سانس لینے سے یا اس کا سر اونچی جگہ ہونے کی وجہ سے بدن میں واپس پلٹ جائے تو وہ خون نجس ہوگا۔

مسئلہ ۳۸: اگر انڈے میں خون ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر نجس ہے۔

مسئلہ ۳۹: وہ خون کہ جو بعض اوقات دودھ دوھتے وقت نظر آتا ہے نجس ہے اور دودھ کو نجس کر دیتا ہے۔

۶،۷۔ کتا اور سور

مسئلہ ۴۰: وہ کتا اور سور جو خشکی میں رہتے ہیں نجس ہیں حتیٰ کہ ان کے بال، ہڈیاں، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

۸۔ شراب

مسئلہ ۴۱: شراب اور نبیذ جو کہ مست کر دیتی ہیں جب وہ مایع بالاصالہ یعنی بہنے والی چیزوں سے ہوں وہ نجس ہیں اور احتیاط کی بناء پر ہر وہ چیز جو کہ انسان کو مست کر دیتی ہے چنانچہ خود بخود روان اور جاری ہو وہ بھی نجس ہے۔ اور اگر بھنگ، حشیش (چرس) وغیرہ جو کہ بہنے والی نہیں ہوتیں پاک ہیں اگرچہ اس میں کوئی چیز ڈالی جائے جس سے وہ بہہ نکلے، لیکن اس کا پینا حرام ہے۔

مسئلہ ۴۲: اسپرٹ جو کہ اخشاب یا دوسرے اجسام سے بنایا جاتا ہے ظاہر یہ ہے کہ اس کی سب اقسام پاک ہیں۔

مسئلہ ۴۳: فقاع وہ شراب ہے جو کہ جَو سے بنائی جاتی ہے نجس ہے لیکن ماء الشعیر جس کو طبیب خاص طریقے سے بناتے ہیں اور علاج میں استعمال کرتے ہیں وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۴۴: کھجور، منقیٰ اور کشمش کو غذا میں ڈالا جاسکتا ہے خواہ ان کو اس میں اُبال بھی آجائے یہ پاک اور ان کا کھانا حلال ہے۔

۱۰۔ کافر

مسئلہ ۴۵: کافر یعنی وہ شخص جو خدا یا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت یا قیامت کا منکر ہو یا خدا اور رسولؐ میں شک رکھتا ہو، یا کسی کو خدا کا شریک گردانتا ہو یا خدا کے ایک ہونے کے بارے میں مشکوک ہو، نجس ہے۔

اسی طرح خوارج یعنی وہ افراد جو امام معصوم علیہ السلام کے خلاف خروج کریں، غلات یعنی وہ افراد جو کسی بھی امام علیہ السلام کی خدائی کے قائل ہوں یا یہ کہتے ہوں کہ خدا ان میں حلول کر گیا ہے اور نواصب یعنی ہر وہ فرد جو کسی بھی امام علیہ السلام یا جناب سیدہ حضرت فاطہ زہرا علیہا السلام کا دشمن ہو نجس ہیں اور (اسی طرح) ہر وہ فرد جو ضروریات دین مثلاً نماز اور روزے میں سے کسی کا یہ جاننے کے باوجود کہ ضروریات دین میں سے ہے، منکر ہو جائے نجس ہے۔

مسئلہ ۴۶: اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی بعید نہیں ہے کہ پاک ہوں لیکن احوط یہ ہے کہ ضرورت نہ ہونے کی صورت میں ان سے اجتناب کیا جائے۔

نجاست ثابت ہونے کا طریقہ

مسئلہ ۱۴۷: کسی بھی چیز کی نجاست تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے:

۱۔ خود انسان کو علم ہو جائے کہ فلاں چیز نجس ہے اور اگر کسی چیز کے متعلق گمان ہو کہ نجس ہے تو اس سے پرہیز کرنا ضروری نہیں ہے۔

۲۔ جس شخص کے اختیار میں کوئی چیز ہو وہ اس کے بارے میں کہے کہ نجس ہے جب کہ وہ جھوٹا نہ سمجھا جاتا ہو مثلاً کسی شخص کی بیوی یا نوکر یا ملازمہ جب کہ وہ جھوٹ بولنے میں متہم نہ ہوں کہیں کہ برتن یا کوئی دوسری چیز جو ان کے اختیار میں ہے نجس ہے۔

۳۔ دو عادل مرد جس چیز کی نجاست پر گواہی دیں بلکہ ایک عادل شخص یا ایک قابل اعتماد جو خواہ عادل نہ بھی ہو کسی چیز کے بارے میں کہے کہ نجس ہے اور اس کی بات کے برخلاف بات کا گمان بھی نہ ہو تو اس چیز سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

مطہرات

مسئلہ ۴۸: بارہ چیزیں نجاست کو پاک کرتی ہیں اور انہیں مطہرات کہا جاتا ہے:

۱۔ پانی	۲۔ زمین	۳۔ سورج
۴۔ استحالہ	۵۔ انقلاب	۶۔ انتقال
۷۔ اسلام	۸۔ تبعیت	۹۔ عین نجاست کا زائل ہونا
۱۰۔ نجاست خور جانور کا استبراء		۱۱۔ مسلمان کا غائب ہو جانا

۱۲۔ ذبح کیے گئے جانور کے بدن سے معمول کے مطابق خون کا نکل جانا۔

۱۔ پانی

مسئلہ ۴۹: پانی چار شرطوں کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے (البتہ وہ شی پاک ہونے کی قابلیت رکھتی ہو)

۱۔ پانی مطلق (یعنی خالص) ہو کیونکہ مضاف پانی، نجس چیز کو پاک نہیں کرتا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۲۔ پانی پاک ہو۔

۳۔ نجس چیز کو دھونے کے دوران پانی مضاف نہ بن جائے اور جس دھونے کے بعد مزید دھونا ضروری نہ ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ پانی کی بو،

رنگ یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل نہ جائے لیکن آخری دھونا نہ ہونے کی صورت میں پانی کے بدل جانے میں کوئی حرج نہیں مثلاً اگر کسی چیز کو دو مرتبہ دھونا ضروری ہو تو خواہ پانی کا رنگ ، بو یا ذائقہ پہلی مرتبہ دھونے کے وقت بدل جائے لیکن دوسری مرتبہ استعمال کیے کیے جانے والے پانی میں ایسی کوئی تبدیلی رونما نہ ہو تو چیز پاک ہو جائے گی۔

۴۔ نجس چیز کو پاک کرنے کے بعد اس میں عین نجاست کے ذرات باقی نہ رہیں۔

مسئلہ ۵۰: نجس برتن کو قلیل پانی سے تین بار دھونا ضروری ہے کُر اور جاری پانی میں ایک مرتبہ دھونا کافی ہے لیکن وہ برتن جس میں کتے نے کوئی بہنے والی چیز پی لی ہو پہلے اس میں مٹی اور اس پر کچھ پانی ڈالا جائے جس کے ساتھ اس کو مانجھ لیا جائے۔ احتیاط کی بناء پر مٹی پاک ہو۔ پھر اس پر پانی ڈالا جائے کہ مٹی زائل ہو جائے پھر اس کو کُر پانی یا جاری پانی میں ایک مرتبہ دھو لیا جائے قلیل (تھوڑے) پانی سے دو مرتبہ دھویا جائے۔ کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو پاک کرنے کے لیے بھی احتیاط واجب کی بناء پر برتن دھونے سے پہلے مٹی سے مانجھا جائے۔ اور اگر اس کی رالیں برتن میں گری ہوں تو مانجھنا ضروری نہیں ہے (صرف دھونا کافی ہے)

مسئلہ ۵۱: جس برتن میں سور نے کوئی بہنے والی چیز پی ہو یا اس کو چاٹا ہو یا اس میں صحرائی چوہا مر گیا ہو اسے سات مرتبہ دھونا ضروری ہے خواہ پانی قلیل ہو یا کُر یا جاری ہو۔

مسئلہ ۵۲: شراب سے نجس شدہ برتن کو تین مرتبہ دھونا ضروری ہے اس میں قلیل، کُر اور جاری پانی میں کوئی فرق نہیں ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سات مرتبہ دھوئے۔

مسئلہ ۵۳: نجس برتن کو قلیل پانی سے دو طریقے سے دھویا جاسکتا ہے:

ا۔ برتن کو تین بار پانی سے بھرا جائے اور ہر مرتبہ خالی کر دیا جائے

۲۔ برتن میں تین بار مناسب مقدار میں پانی ڈالیں اور ہر بار پانی کو اس میں یوں گھمائیں کہ وہ تمام نجس جگہوں تک پہنچ جائے اور پھر اسے پھینک دیں۔

مسئلہ ۵۴: پیشاب سے نجس شدہ چیز کو اگر قلیل پانی سے دھونا مقصود ہو تو جب اس پر ایک مرتبہ پانی ڈالا جائے اور وہ اس سے جدا ہو جائے اس طرح کہ پیشاب اس چیز کے اندر باقی نہ رہے تو دوسری مرتبہ اس کے اوپر پانی ڈالنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن لباس اور قالین وغیرہ میں ضروری ہے کہ ہر بار نچوڑنے یا ایسے ہی کسی طریقے سے اس کا غسالہ نکالا جائے۔ (غسالہ یا دھون اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی دھوئی جانے والی چیز سے دھلنے کے دوران یا دھل جانے کے بعد خود بخود یا نچوڑنے یا اس جیسے کسی طریقے سے نکلتا ہے)

مسئلہ ۵۵: جو چیز ایسے شیر خوار بچے (جب کہ وہ بیٹا ہو نہ کہ بیٹی) کے پیشاب سے جس نے کوئی غذا کھانا شروع نہ کی ہو، نجس ہو جائے اگر اس پر ایک مرتبہ اس طرح پانی ڈالا جائے کہ نجس جگہوں تک پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے لیکن مستحب یہ ہے کہ مزید ایک بار اس پر پانی ڈالا جائے اور لباس و قالین وغیرہ کو نچوڑنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۵۶: جو چیز پیشاب کے علاوہ اور چیز سے نجس ہو جائے اسے قلیل پانی سے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عین نجاست زائل کرنے کے بعد اس پر ایک مرتبہ پانی ڈال دیں جو اس چیز سے نکل جائے تو وہ پاک ہو جائے گی لیکن لباس جیسی چیزوں کو نچوڑیں تاکہ اس کا غسالہ نکل جائے۔

مسئلہ ۵۷: اگر کُر یا جاری پانی میں بدن کی نجاست کو دور کیا جائے تو بدن پاک ہو جاتا ہے پھر پانی سے باہر آنا اور دوبارہ پانی میں جانا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۸: جس نجس لباس کو نیل یا اس جیسی کسی چیز سے رنگا گیا ہو، اگر کُر یا جاری پانی میں ڈبو دیا جائے یا قلیل پانی سے دھویا جائے اور نچوڑتے وقت اس سے مضاف پانی نہ نکلے تو پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۵۹: پیشاب سے نجس شدہ تنور میں اگر اوپر سے اس طرح پانی ڈالا جائے کہ اس کی تمام نجس اطراف تک پہنچ جائے تو تنور پاک ہو جائے گا اور اگر

تنور پیشاب کے علاوہ کسی اور چیز سے نجس ہو تو نجاست دور کرنے کے ساتھ مذکورہ طریقے کے مطابق اس میں ایک بار پانی ڈالنا کافی ہے۔

اور بہتر یہ ہے کہ تنور کی تہہ میں ایک گڑھا کھود لیا جائے جس میں پانی جمع ہوسکے پھر اس پانی کو نکال لیا جائے اور گڑھے کو پاک مٹی سے پُر کر دیا جائے۔

۲۔ زمین

مسئلہ ۶۰: زمین تین شرائط کے ساتھ پاؤں کے نچلے حصے اور جوتے کے تلوے جو کہ نجس زمین پر چلنے یا پاؤں رکھنے کی وجہ سے نجس ہوگئے ہوں پاک کرتی ہے۔

۱۔ زمین پاک ہو

۲۔ خشک ہو

۳۔ عین نجاست مثلاً خون اور پیشاب یا نجس شدہ چیز مثلاً نجس کیچڑ جو پاؤں یا جوتے کے تلوے میں لگا ہوا ہو زمین پر چلنے یا زمین پر رگڑنے کی وجہ سے ہٹ جائے۔ زمین میں یہ بھی ضروری ہے کہ یا مٹی ہو یا پتھر، اینٹ یا اس جیسی چیزوں سے بنی ہو۔ قالین، گھاس، چٹائی یا ان جیسی کسی چیز پر چلنے سے پاؤں اور جوتے کے تلوے پاک نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۶۱: پاؤں کا تلوا یا جوتے کا نجس تلوا، پکی سڑک (اسفالٹ) پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۶۲: پاؤں یا جوتے کے تلوے کو پاک کرنے کے لیے بہتر ہے کہ پندرہ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ زمین پر چلے خواہ پندرہ ہاتھ سے کم چلنے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے نجاست دور ہو گئی ہو۔

مسئلہ ۶۳: پاک ہونے کے لیے پاؤں یا جوتے کے نجس تلوے کا تر ہونا ضروری نہیں بلکہ خشک بھی ہوں تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۶۴: جب پاؤں یا جوتے کا نجس تلوا زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتے ہیں تو اس کے اطراف کے اتنے حصے بھی جنہیں عموماً کیچڑ لگ جاتی ہے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۶۵: اگر کسی ایسے شخص کے ہاتھ کی ہتھیلی یا گھٹنا نجس ہو جائے جو ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلتا ہو تو اس کے راستے چلنے سے اس کی ہتھیلی یا گھٹنے کا پاک ہونا محل اشکال ہے یہی صورت لاٹھی اور مصنوعی ٹانگ کے نچلے حصے، چوپائے کے نعل، موٹر گاڑیوں اور ٹانگے وغیرہ کے پہیوں کی ہے (یعنی ان کا پاک ہونا محل اشکال ہے)

مسئلہ ۶۶: اگر زمین پر چلنے کے بعد نجاست کی بو یا رنگ یا باریک ذرے جو نظر نہیں آتے، پاؤں یا جوتے کے تلوے سے لگے ہوں تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ زمین پر اس قدر چلا جائے کہ وہ بھی زائل ہو جائیں۔

مسئلہ ۶۷: جوتے کا اندرونی حصہ زمین پر چلنے سے پاک نہیں ہوتا اور زمین پر چلنے سے جوراب (موزے) کے نچلے حصے کا پاک ہونا محل اشکال ہے۔

۳۔ سورج

مسئلہ ۶۸: زمین عمارت اور دروازہ و کھڑکی کی طرح وہ چیزیں جو عمارتوں میں استعمال ہوتی ہیں اور اسی طرح دیوار کے اندر ٹھونکی ہوئی کیل کو پانچ شرطوں کے ساتھ پاک کرتا ہے۔

۱۔ نجس چیز گیلی ہو، اگر خشک ہو تو ضروری ہے کہ اسے کسی طرح تر کرلیا جائے تاکہ سورج اسے خشک کرے۔

۲۔ اگر اس چیز میں عین نجاست ہو تو اس سے پہلے کہ وہ جگہ سورج کے ذریعے خشک ہو عین نجاست کو ہٹا دیا جائے۔

۳۔ کوئی چیز دھوپ ٹھہرنے میں رکاوٹ نہ ڈالے پس اگر دھوپ پردے، بادل یا ایسی ہی چیز کے پیچھے سے نجس چیز پر پڑے اور اسے خشک کردے تو وہ چیز پاک نہیں ہوگی، البتہ اگر رکاوٹ اتنی نازک ہو کہ دھوپ کو نہ روکے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ سورج اکیلا ہی نجس چیز کو خشک کرے لہٰذا مثال کے طور پر اگر نجس چیز ہوا اور دھوپ سے خشک ہو تو پاک نہیں ہوتی ہاں، اگر ہوا اتنی ہلکی ہو کہ یہ نہ کہا

جاسکے کہ نجس چیز کو خشک کرنے میں اس نے بھی کوئی مدد کی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

۵۔ عمارت کے جتنے حصے میں نجاست سرایت کر گئی ہے دھوپ اسے ایک ہی مرتبہ میں خشک کر دے، پس اگر ایک مرتبہ دھوپ نجس زمین اور عمارت پر پڑے اور اس کا سامنے والا حصہ خشک کرے اور دوسری مرتبہ نچلے حصے کو خشک کرے تو اس کا سامنے والا حصہ پاک ہو جائے گا اور نچلا حصہ نجس رہے گا۔

مسئلہ ۶۹: سورج سے نجس چٹائی کا پاک ہونا محل اشکال بلکہ ممنوع ہے لیکن زمین میں اُگے ہوئے درخت، گھاس، کاٹنے سے پہلے سورج کی وجہ سے پاک ہو جاتے ہیں۔

۴۔استحالہ

مسئلہ ۷۰: اگر کوئی نجس چیز پاک چیز کی صورت میں یوں تبدیل ہو جائے کہ (عرف کی نگاہوں میں) اس کی حقیقت ہی بدل جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے مثال کے طور پر لکڑی جل کر راکھ ہو جائے یا کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے۔

لیکن اگر اس چیز کی حقیقت نہ بدلے مثلاً گندم کو پیس کر آٹا بنا لیا جائے یا روٹی پکالی جائے تو وہ پاک نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۷۱: مٹی کا کوزہ اور دوسری چیزیں جو نجس مٹی سے بنائی جائیں نجس ہیں اور وہ کوئلہ جسے نجس لکڑی سے تیار کیا گیا ہو نجس ہے۔

مسئلہ ۷۲: ایسی نجس چیز جس کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا اس کا استحال ہوا ہے یا کہ نہیں وہ نجس ہے۔

۵۔ انقلاب

مسئلہ ۷۳: اگر شراب خود بخود یا کوئی چیز مثلاً سرکہ یا نمک ملانے سے سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۷۴: وہ سرکہ جو نجس انگور، کشمش یا کھجور سے تیار کیا جائے نجس ہے۔

مسئلہ ۷۵: اگر انگور یا کھجور کے باریک چھلکے بھی ساتھ ہوں اور ان میں سرکہ ڈال دیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس میں کھیرے اور بینگن وغیرہ ڈالنے میں بھی اشکال نہیں ہے خواہ انگور یا کھجور کے سرکہ بننے سے پہلے ہی ڈالے جائیں سوائے اس کے سرکہ بننے سے پہلے یہ نشہ آور ہو چکے ہوں۔

مسئلہ ۷۶: اگر انگور کے رس میں آگ پر رکھنے سے ابال آجائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر وہ اتنا ابل جائے کہ اس کا دو تہائی حصہ ختم ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو حلال ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۷۷: اگر انگور کا ایک دانہ کسی ایسی چیز میں گر جائے جو آگ پر ابل رہی ہو اور وہ بھی ابلنے لگے لیکن وہ اس چیز میں حل نہ ہو تو صرف اس دانے کا کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۷۸: جس چیز کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ کچا انگور ہے یا پکا اگر اس میں ابال آ جائے تو حلال ہے۔

۶۔انتقال

مسئلہ ۷۹: اگر انسان یا خون جھندہ رکھنے والے حیوان کے بدن کا خون ایسے حیوان کے بدن میں چلا جائے جو خون جھندہ نہ رکھتا ہو اور اس کے بدن کا حصہ سمجھا جانے لگے تو وہ خون پاک ہو جائے گا اس کو انتقال کہتے ہیں۔

اسی طرح باقی سب نجاستیں بھی اگر اس حیوان کے بدن کا حصہ بن جائیں جس کے بدن میں منتقل ہوئی ہیں تو اسی حیوان کے اجزاء کا حکم ان پر جاری ہو گا، لیکن اگر حیوان کے بدن کا حصہ نہ بنیں بلکہ حیوان اس نجاست کے لیے ظرف کی طرح بن جائے تو نجس ہیں، اسی لیے وہ خون جو جونک انسان کے بدن سے چوستی ہے چونکہ وہ جونک کا خون نہیں کہلاتا بلکہ اسے انسان کا خون کہتے ہیں، نجس ہے۔

مسئلہ ۸۰: اگر کوئی شخص اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار دے اور نہ جانتا ہو کہ اس مچھر سے نکلا ہوا خون مچھر ہی کا ہے یا اس کا اپنا چوسا جانے والا

خون ہے، پاک ہے اور یہی حکم اس وقت ہے جب انسان جانتا ہو کہ اگرچہ یہ خون اس سے چوسا گیا ہے لیکن مچھر کے بدن کا حصہ بن چکا ہے ہاں اگر خون چوسے جانے اور مچھر مارنے کے درمیان فاصلہ اتنا کم ہو کہ اسے انسان کا ہی خون کہا جائے یا معلوم نہ ہو سکے کہ اسے مچھر کا خون کہا جائے گا یا انسان کا تو وہ خون نجس شمار ہو گا۔

۷۔ اسلام

مسئلہ ۸۱: اگر کوئی کافر کسی بھی زبان میں خدا کی وحدانیت اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دے دے تو مسلمان ہو جاتا ہے اور اگرچہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے نجس کے حکم میں تھا لیکن مسلمان ہو جانے کے بعد اس کا بدن تھوک، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جاتا ہے، ہاں مسلمان ہونے کے وقت اگر اس کے بدن پر کوئی عین نجاست ہو تو ضروری ہے کہ اسے دور کرے اور اس جگہ کو دھولے بلکہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے ہی عین نجاست دور ہو چکی ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مقام کو دھولے۔

مسئلہ ۸۲: اگر کافر کے مسلمان ہونے سے پہلے اس کا لباس اس کی رطوبت سے اس کے بدن سے مس ہوا ہو اور اس کے مسلمان ہوتے وقت وہ لباس اس کے بدن پر نہ ہو نجس ہے بلکہ اگر وہ لباس اس کے بدن پر ہو تب بھی احتیاط واجب کی بناء پر ضروری ہے کہ اس سے اجتناب کرے۔

مسئلہ ۸۳: اگر کافر شہادتین پڑھ لے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے اسی طرح اگر یہ علم ہو بھی کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا لیکن ایسی کوئی بات اس سے ظاہر نہ ہوئی ہو جو توحید اور رسالت کی گواہی کے منافی ہو تو وہ (بحسب ظاہر) پاک ہے۔

۸۔تبعیت

مسئلہ ۸۴: تبعیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نجس چیز، کسی دوسری چیز کے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے۔

مسئلہ ۸۵: اگر شراب سرکہ بن جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ تک جہاں تک شراب اُبل کر پہنچی ہو پاک ہو جاتا ہے اور اگر کپڑا یا کوئی دوسری چیز بھی نجس ہوئی ہو جو عموماً اس پر رکھی جاتی ہے وہ بھی پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر برتن کی بیرونی سطح اس شراب سے آلودہ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شراب کے سرکہ بن جانے کے بعد اس سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۸۶: کافر کا بچہ تبعیت کے ذریعے دو صورتوں میں پاک ہو جاتا ہے:

۱۔ جو کافر مرد مسلمان ہو جائے اس کا بچہ طہارت میں اسی کے تابع ہے اور اسی طرح بچے کا دادا یا بچے کی ماں یا دادی مسلمان ہو جائیں تب بھی یہی حکم ہے۔

۲۔ کافر کا بچہ کسی مسلمان کے ہاتھوں قیدی بنا ہو اور اس کے باپ یا اجداد میں سے کوئی اس بچے کے ساتھ نہ ہو اور ان دونوں صورتوں میں بچے کے

تبعیت کی بناپر پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ ممیّز ہونے کی صورت میں کفر کا اظہار نہ کرے۔

مسئلہ ۸۷: وہ تختہ یا سل جس پر میت کو غسل دیا جائے اور وہ کپڑا جس سے میت کی شرمگاہ ڈھانپی جائے نیز غسال (غسل دینے والے) کے ہاتھ یہ تمام چیزیں جو میت کے ساتھ ہی دھل گئی ہیں غسل مکمل ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۸۸: غسل دینے والے کے ہاتھ کے علاوہ باقی بدن اور اس کا لباس اور غسل میں استعمال ہونے والے دوسرے آلات کا میت کو غسل دینے کے ساتھ پاک ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۸۹: اگر کوئی شخص کسی چیز کو پانی سے دھوئے تو اس چیز کے پاک ہونے پر اس شخص کا وہ ہاتھ بھی جو اس چیز کے ساتھ ہی دھل چکا ہے، پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۹۰: اگر لباس یا اس جیسی چیز کو قلیل پانی سے دھویا جائے اور معمول کے مطابق نچوڑ دیا جائے تا کہ جس پانی سے اسے دھویا گیا ہے وہ نکل جائے تو جو پانی اس میں رہ جائے وہ پاک ہے (البتہ مخفی نہ رہے کہ کسی چیز کی نجاست برطرف ہونے کے بعد کبھی ایک مرتبہ اسے دھونا ہوگا تو اس صورت میں اس سے جدا ہونے والا پانی پاک ہے جب اس میں عین نجاست نہ ہو۔ اور کبھی بعض

نجاسات کی وجہ سے اسے قلیل پانی سے دو مرتبہ دھونا ضروری ہوتا ہے نجاست کے برطرف ہونے کے بعد پہلی مرتبہ کے غسالہ سے بناء بر احتیاط واجب، اجتناب کرنا ضروری ہے اور دوسری مرتبہ دھونے کا غسالہ پاک ہے)

مسئلہ ۹۱: جب نجس برتن کو قلیل پانی سے دھویا جائے تو جو پانی برتن کو پاک کرنے کے لیے اس پر ڈالا جائے اس کے بہہ جانے کے بعد جو پانی معمول کے مطابق اس میں باقی رہ جائے پاک ہے اور وہ پانی جو اس سے جدا ہو اس کا حکم اوپر والے مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

۹۔ عین نجاست کا دور ہونا

مسئلہ ۹۲: اگر کسی حیوان کا بدن عین نجاست مثلاً خون یا نجس شدہ چیز مثلاً نجس پانی سے آلودہ ہو جائے تو اس نجاست کے دور ہوتے ہی حیوان کا بدن پاک ہو جاتا ہے۔ یہی صورت انسانی بدن کے اندرونی حصوں مثلاً منہ اور ناک کے اندر کی ہے مثال کے طور پر اگر مسوڑھوں سے خون نکلے اور لعاب دہن میں گھل کر ختم ہو جائے تو منہ کے اندرونی حصے کو پاک کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر عاریہ یا مصنوعی دانتوں سے منہ کا خون لگ جائے تو انہیں پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۹۳: اگر نجس گرد و غبار خشک کپڑے، قالین یا ایسی ہی کسی چیز پر بیٹھ جائے چنانچہ کپڑے وغیرہ کو یوں جھاڑ لیا جائے کہ نجس مٹی یا خاک اس سے

الگ ہو جائے تو س کے بعد اگر کوئی تر چیز کپڑے وغیرہ کو مس ہو جائے تو وہ نجس نہیں ہو گی۔

۱۰۔ نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء

مسئلہ ۹۴: جس حیوان کو انسانی نجاست کھانے کی عادت پڑ گئی ہو اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور اگر اسے پاک کرنا چاہئیں تو ضروری ہے کہ اس کا استبراء کیا جائے یعنی اتنے عرصے تک اسے نجاست نہ کھانے دیں، اسے پاک غذا دیں کہ پھر اسے نجاست کھانے والا نہ کہا جاسکے۔

ہاں احتیاط واجب یہ ہے کہ نجاست کھانے والے اونٹ کے ساتھ چالیس، گائے کے ساتھ بیس، بھیڑ کے ساتھ دس، مرغابی کے ساتھ پانچ، بہتر یہ ہے کہ سات اور گھریلو مرغی کے ساتھ تین دن اس طریقے پر عمل کیا جائے اور اگر مقررہ مدت گزرنے کے بعد بھی انہیں نجاست خور کہا جائے تو مزید اتنے عرصے تک مذکورہ طریقے پر عمل ضروری ہے کہ پھر انہیں نجاست خور نہ کہا جائے۔

۱۱۔ مسلمان کا غائب ہونا

مسئلہ ۹۵: اگر کسی مسلمان کے بدن یا لباس یا دوسری اشیاء کے بارے میں جو اس کے اختیار میں ہوں مثلاً برتن، قالین وغیرہ، نجاست کا یقین ہو جائے اور پھر وہ مسلمان وہاں سے غیر حاضر ہو جائے تو یہ اشیاء اس شرط کے ساتھ پاک ہیں کہ انسان احتمال دے کہ اس شخص نے ان اشیاء کو پاک کرلیا ہو گا۔ البتہ اس

شرط کے ساتھ کہ وہ چیز ایسی چیزوں سے ہو جس میں طہارت شرط ہے جیسے لباس کہ جس میں وہ نماز پڑھتا ہو یا غذا اور برتن۔

مسئلہ ۹۶: اگر کسی انسان کو یقین یا اطمینان ہو جائے کہ جو چیز نجس ہو گئی تھی اب وہ پاک ہو گئی ہے یا دو عادل یا ایک عادل شخص اس کے پاک ہونے کی خبر دے اسی طرح اگر ایک قابل اعتماد شخص جس کی کہی ہوئی بات کے برخلاف بات کا گمان نہ ہو کسی چیز کے پاک ہونے کی خبر دے تو وہ چیز پاک ہے۔

اور یہی حکم اس نجس چیز کے بارے میں ہے جو کسی شخص کے اختیار میں ہو اور وہ اس کے پاک ہونے کی خبر دے جب کہ وہ شخص نجاست و طہارت کے مسئلے میں لاپرواہ نہ سمجھا جاتا ہو یا کسی مسلمان نے نجس چیز کو پاک کرلیا ہو اگرچہ معلوم نہ ہو کہ صحیح طرح پاک کیا ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۹۷: اگر کسی شخص کی یہ حالت ہو جائے کہ اسے کوئی نجس چیز دھوتے وقت یقین یا اطمینان ہی نہ آتا ہو (جیسے وسواسی لوگ) تو وہ طہارت کے مسئلے میں عام افراد کے درمیان رائج طریقے پر اکتفاء کر سکتا ہے۔

۱۲۔ معمول کے مطابق ذبیحہ کے خون کا بہہ جانا

مسئلہ ۹۸: جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ جب کسی جانور کو شرعی طریقہ سے ذبح کرنے کے بعد ان کے بدن سے معمول کے مطابق خون نکل جائے تو اس کے بدن کے اندر باقی رہ جانے والا خون پاک ہے۔

مسئلہ ۹۹: مذکورہ بالا حکم صرف حلال گوشت جانوروں کے بارے میں ہے اور حرام گوشت جانوروں میں جاری نہیں ہوگا۔

برتنوں کے احکام

مسئلہ ۱۰۰: سونے چاندی کے برتنوں کو کھانے پینے میں استعمال کرنا حرام ہے۔ بلکہ احتیاط واجب کی بناء پر ان برتنوں کو حدث اور خبث سے طہارت میں بھی استعمال کرنا حرام ہے۔ بناء بر احتیاط واجب سونے اور چاندی کے برتنوں سے کمرے کو زینب بھی نہ دی جائے۔

مسئلہ ۱۰۱: سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال کی غرض سے بنانا اور اس غرض سے اس کی خرید وفروش جائز نہیں ہے اور بنانے کی اجرت لینا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۰۲: ایسے برتن کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ سونے چاندی کا ہے یا کسی اور چیز سے بنا ہوا ہے۔

وضو

ارشاد رب العزت ہے:

{ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ }

(سورہ مائدہ آیت ٦)

نمازی کے لیے ضروری ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے وضو کرے اور اپنے آ کو اس بڑی عبادت کے لیے تیار کرے، کیونکہ نماز ایک اہم عبادت ہے، وضو کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکیزگی حاصل ہو جائے اور اس طہارت اور پاکیزگی کے ساتھ نماز ادا کرے۔ جسمانی طہارت اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ روح کی طہارت کے ساتھ اپنے خدا کے سامنے راز و نیاز کرے۔

نمازی کیونکہ خداوند متعال کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اس لیے اسے چاہیے کہ وہ پاک اور پاکیزہ ہو۔ اور اپنے آپ کو تمام جسمانی اور روحانی آلودگیوں سے پاک کرے۔

اسی بنا پر گناہ سے پرہیز اور معنوی طہارت حاصل کرنا خداوند متعال کے قریب ہونے کے لیے ضروری ہے۔

وضو اور اس کے اعمال

مسئلہ ۱۰۳: وضو کے دو طریقے ہیں:

۱۔ ترتیبی وضو ۲۔ ارتماسی وضو

۱۔ ترتیبی وضو

ترتیبی وضو میں ضروری ہے کہ نیت کے ساتھ پہلے منہ کو دھوے اور پھر دایاں ہاتھ اور اس کے بعد بایاں ہاتھ، ان کے دھونے کے بعد پانی کی وہ

رطوبت جو ہاتھ پر باقی رہ جاتی ہے، اپنے سر کے اگلے حصے کا مسح کرے۔ یعنی: اپنے ہاتھ کو سر کے اوپر رکھ کر کھینچے، اور پھر دائیں پاؤں کا مسح کرے اور آخر میں بائیں پاؤں کا مسح کرے۔

مسئلہ ۱۰۴: وضو میں جن چیزوں کا دھونا ضروری ہے وہ منہ اور ہاتھ ہیں ان کے دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ

۱۔ <u>منہ کا دھونا</u> ← وہ جگہ کہ جہاں سے سر کے بال اُگتے ہیں وہاں سے لیکر نیچے ٹھوڑی تک (لمبائی میں) اور چوڑائی میں جتنا فاصلہ درمیان والی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان ہے اتنی مقدار میں منہ کا دھونا ضروری ہے اور اتنی مقدار دھل جانے کا یقین حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس مقدار کی اطراف سے بھی کچھ دھوئے۔

۲۔ <u>ہاتھوں کا دھونا</u> ← کہنیوں سے لیکر انگلیوں کے سروں تک دھونا ضروری ہے۔ کہنی کے مکمل دھل جانے کا یقین حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کہنی سے اوپر کی کچھ مقدار بھی دھوئے۔

<u>مسح کرنا</u>

۱۔ <u>سر کا مسح کرنا</u>: پیشانی کے اوپر سر کے سامنے والے حصے کا مسح کرے۔

۲۔ <u>پاؤں کا مسح کرنا</u>: اس کی واجب مقدار پاؤں کے اوپری حصے میں پاؤں کی ایک انگلی سے لے کر گٹوں کے ابھار تک ہے اور احتیاط واجب پاؤں کے جوڑ تک ہے۔

مسئلہ ۱۰۵: پاؤں پر مسح کی چوڑائی جتنی بھی ہو کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ پاؤں کے پورے اوپری حصے کا مسح پوری ہتھیلی سے کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۶: وضو میں منہ اور ہاتھوں کو ایک مرتبہ دھونا واجب ہے اور دوسری مرتبہ دھونا مستحب ہے اور تیسری مرتبہ اور اس سے زیادہ دھونا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۰۷: سر کا اگلا حصہ جو پیشانی کے اوپر ہے، مسح کی جگہ ہے۔ مسح کی واجب مقدار جتنی بھی ہو کافی ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ لمبائی میں ایک انگلی کی لمبائی کے برابر ہو اور چوڑائی میں تین جڑی ہوئی انگلیوں کے برابر ہو۔

مسئلہ ۱۰۸: سر کا مسح احتیاط واجب کی بناپر ضروری ہے کہ دائیں ہاتھ سے کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۹: ضروری نہیں ہے کہ مسح سر کی جلد کے اوپر کیا جائے بلکہ بالوں پر بھی صحیح ہے لیکن اگر سر کے بال اتنے بڑے ہوں کہ کنگھی کرتے وقت منہ کے اوپر آ جائیں تو ضروری ہے کہ سر کی جلد پر یا بالوں کی جڑوں پر مسح کرے۔

مسئلہ ۱۱۰: احتیاط واجب یہ ہے کہ ہاتھ کو انگلیوں کے سرے پر رکھے اور پیچھے کی طرف کھینچے (یعنی پاؤں کے ابھار کی جانب کھینچے) نہ یہ کہ پورے ہاتھ کو پاؤں پر رکھے اور تھوڑا سا کھینچے۔

مسئلہ ۱۱۱: پاؤں کے مسح میں احتیاط واجب یہ ہے کہ دائیں پاؤں کا مسح دائیں ہاتھ سے پھر بائیں پاؤں کا مسح بائیں ہاتھ سے کیا جائے۔

مسئلہ ۱۱۲:
مسح میں ضروری ہے کہ ہاتھ کو سر اور پاؤں کے اوپر کھینچے اور اگر ہاتھ کو نہ ہلائے اور سر اور پاؤں کو کھینچے تو وضو باطل ہے لیکن اگر مسح کرتے وقت سر اور پاؤں تھوڑی سی حرکت کریں تو باطل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۳:
اگر مسح کے لیے رطوبت ہاتھوں پر باقی نہ رہے تو اضافی پانی سے تر نہیں کرنا چاہیے بلکہ ضروری ہے کہ ریش (داڑھی) سے رطوبت لے کر مسح کرے۔

مسئلہ ۱۱۴:
سر اور پاؤں کے مسح کی جگہ خشک ہونی چاہیے اور اگر مسح کی جگہ تر ہو تو اس کو خشک کیا جائے اور اگر وہ رطوبت اتنی کم مقدار میں ہے کہ ہاتھ کی رطوبت اس پر غالب آجائے تو پھر مسح صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۵: جوراب اور جوتے کے اوپر مسح کرنا باطل ہے (لیکن تقیہ کی حالت میں کر سکتے ہیں) لیکن اگر کوئی اور مجبوری ہو مثلاً شدید سردی کی وجہ سے جوراب یا جوتا اتارنا مشکل ہو تو اس صورت میں جوراب یا جوتے پر مسح کرے نیز تیمّم بھی کرے۔

مسئلہ ۱۱۶: ضروری ہے کہ مسح کی جگہ پاک ہو اور اگر نجس ہو اور اس کو پاک بھی نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ تیمّم کرے۔

وضو کی شرطیں

مسئلہ ۱۱۷: صحیح وضو کی چند شرطیں ہیں:

۱۔ وضو کے برتن اور پانی کی شرطیں

وضو کا پانی پاک ہو (نجس نہ ہو) وضو کا پانی مباح ہو (غصبی نہ ہو) وضو کا پانی مطلق ہو (مضاف نہ ہو) وضو کے پانی کا برتن مباح ہو اور سونے اور چاندی کا بنا ہوا نہ ہو۔

۲۔ وضو کے اعضا کی شرطیں

وہ پاک ہونے چاہئیں اور ان پر ایسی چیز نہ لگی ہو کہ جو پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ ڈالے۔

۳۔ وضو کی کیفیت کی شرطیں

وضو کے اعمال میں ترتیب ضروری ہے ترتیب کے علاوہ موالات بھی ضروری ہے یعنی وضو کے اعمال میں فاصلہ نہیں ہونا چاہیے۔

۴۔ وضو کرنے کی شرطیں

وضو خود کرے دوسرے سے مدد نہ لے، پانی کا استعمال اس کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ قربت کی نیت سے وضو کرے، وضو اور نماز کے لیے کافی وقت ہو۔

۱۔ وضو کے برتن اور پانی کی شرطیں

۱۔ نجس اور مضاف پانی سے وضو باطل ہے خواہ وہ جانتا ہو کہ وہ آب نجس یا مضاف ہے یا نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو۔

۲۔ وضو کا پانی ضروری ہے کہ مباح ہو۔ پس درج ذیل موارد میں وضو باطل ہے:

(الف) اس پانی کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کا مالک راضی نہیں ہے۔

(ب) وہ پانی کہ جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ اس کا مالک راضی ہے یا نہیں۔

(ج) وہ پانی کہ جو خاص لوگوں کے لیے وقف ہے مثلاً بعض مدرسوں کا حوض اور بعض ہوٹلوں اور مسافر خانوں کا وضو خانہ۔

۳۔ اگر انسان نہ جانتا ہو کہ بڑی نہروں کا مالک وضو کرنے پر راضی ہے یا نہیں تو وضو صحیح ہے اور اگر ان کا مالک وضو کرنے سے روکے تو پھر اس پانی سے وضو نہ کیا جائے۔

۴۔ وضو کا پانی اگر غصبی برتن میں ہو یا سونے اور چاندی کے برتن میں تو اس سے وضو نہ کیا جائے۔

۲۔ وضو کے اعضا کی شرطیں

وہی ہیں جو پہلے ذکر ہو چکی ہیں۔

۳۔ وضو کی کیفیت کی شرطیں

۱۔ ترتیب: پہلے منہ دھوئے، پھر دایاں ہاتھ، اس کے بعد بایاں ہاتھ پھر سر کا مسح پھر بناء بر احتیاط واجب دائیں پاؤں کا مسح پھر بائیں پاؤں کا مسح۔

مسئلہ ۱۱۸: اگر وضو کے اعمال ترتیب سے انجام نہ دیئے جائیں تو وضو باطل ہے۔

۲۔ موالات: یعنی وضو کے اعمال کو بغیر فاصلے کے انجام دینا

۱۔ اگر وضو کے اعمال میں اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جس وقت کسی عضو کو دھوئے یا مسح کرے تو اس سے پہلے دھوئے ہوئے اعضاء خشک ہو جائیں اس صورت میں وضو باطل ہے۔

۲۔ اگر وضو کے اعمال کو بلا فاصلہ انجام دیا جائے لیکن ہوا کی گرمی یا بدن کی حرات کی وجہ سے رطوبت خشک ہو جائے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

۳۔ وضو کے درمیان چند قدم چلنے سے وضو باطل نہیں ہوتا۔ پس اگر منہ اور ہاتھوں کے دھونے کے بعد چند قدم چلے اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

۴۔ وضو کرنے والے کی شرطیں

۱۔ ضروری ہے کہ وضو قربۃ الی اللہ انجام دیا جائے۔

۲۔ وضو کرنے کی نیت ضروری نہیں ہے کہ زبان سے کرے یا دل میں دھرائے بلکہ یہی کہ وہ جانتا ہے کہ یہ خدا کے فرمان کو انجام دینے کے لیے وضو کر رہا ہے کافی ہے۔

۳۔ اگر کوئی شخص وضو کے اعمال کو خود انجام دے سکتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ دوسروں سے مدد نہ لے اگر ایسا کرے گا تو اس کا وضو باطل ہو گا۔

۴۔ جو شخص خود وضو نہیں کر سکتا ضروری ہے کہ کسی کو اپنا نائب بنائے اور وہ اس کو وضو کروائے۔ اگرچہ وہ اس کام کی مزدوری ہی کیوں نہ لے۔ لیکن وضو کی نیت وہ شخص (منوب) خود انجام دے اور بناء بر احتیاط نائب بھی وضو کی نیت کرے۔ جس کو وضو کروایا جا رہا ہے وہ مسح خود کرے اور اگر خود مسح نہ کر سکتا ہو تو نائب مسح کی جگہوں پر اس کا ہاتھ کھینچے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نائب اس کے ہاتھ سے رطوبت لے کر اس کے سر اور پاؤں کا مسح کرے۔

۵۔ اگر کوئی شخص یہ جانتا ہو کہ اگر وضو کرے گا تو وہ مریض ہو جائے گا۔ یا اگر اس پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہ جائے گا تو ایسا شخص وضو نہ کرے بلکہ تیمّم کرے۔ لیکن اگر وہ نہ جانتا ہو کہ پانی اس کو نقصان دے گا اور وہ وضو کر لے اور بعد میں اسے پتہ چل جائے کہ نقصان دہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

۶۔ اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر وضو کرے گا تو پوری نماز یا نماز کا کچھ حصہ وقت سے باہر انجام پائے گا تو ضروری ہے کہ وہ شخص تیمّم کرے۔

۲۔ ارتماسی وضو

ا۔ وہ ہے کہ انسان اپنا منہ اور ہاتھوں کو وضو کی نیت سے پانی کے اندر لے جائے اور وضو کی نیت سے باہر لے آئے۔

۲۔ ارتماسی وضو میں ضروری ہے کہ منہ اور ہاتھوں کو اوپر سے نیچے کی طرف پانی میں ڈبوئے۔

۳۔ اگر وضو میں بعض اعضاء کو ارتماسی اور بعض کو غیر ارتماسی انجام دے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

جبیرہ وضو

مسئلہ ۱۱۹: وہ چیز جس سے زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کو باندھا جاتا ہے اور وہ دوا جو زخم یا ایسی چیز پر لگائی جاتی ہے جبیرہ کہلاتی ہے۔

مسئلہ ۱۲۰: وہ انسان کہ جس کے کسی وضو کے اعضاء میں زخم ہو یا ہڈی ٹوٹی ہو تو اگر وہ معمولی طور پر وضو کر سکتا ہے مثلاً یہ کہ اس کا زخم اوپر سے کھلا ہوا ہے اور پانی اس کو نقصان نہیں دیتا، یا یہ کہ اس کا زخم بندھا ہوا ہے لیکن اس کا کھولنا ممکن ہے اور پانی نقصان دہ بھی نہیں ہے تو وہ وضو کرے۔

مسئلہ ۱۲۱: اگر زخم منہ یا ہاتھوں کے اوپر ہو اور اوپر سے کھلا ہوا ہو اور اس کے اوپر پانی ڈالنا نقصان دہ ہو پس اگر وہ پاک ہو اور تر ہاتھ اس کے اوپر پھیرنا

نقصان دہ نہ ہو تو واجب ہے کہ تر ہاتھ اس کے اوپر پھیرے۔ اور اگر ایسا کرنا اس کے لیے نقصان دہ ہو یا زخم نجس ہو اس پر پانی نہ ڈالا جاسکے تو ضروری ہے کہ زخم چاروں طرف سے دھویا جائے اور بنابر احتیاط واجب تیمّم بھی کرے۔

مسئلہ ۱۲۲: اگر زخم یا ہڈی کا ٹوٹنا سر کے اگلے حصے یا پاؤں کے اوپر ہو (مسح کی جگہ پر ہو) اور اوپر سے کھلا ہوا ہو اور اس پر مسح نہ ہو سکے تو اس صورت میں ضروری ہے کہ اس کے اوپر ایک پاک کپڑا رکھا جائے اور اس کپڑے کے اوپر سے وضو کے پانی کی تری سے مسح کرے۔

وضو جبیرہ کے احکام

مسئلہ ۱۲۳: اگر جبیرہ پورے منہ یا پورے ایک ہاتھ یا پورے دو ہاتھوں پر ہو تو بناء بر احتیاط تیمّم کرے نیز جبیرہ وضو بھی کرے اگر جبیرہ سر اور پاؤں کو گھیرے ہوئے ہو تو صرف تیمّم کرے۔

مسئلہ ۱۲۴: اگر کسی کے ہاتھ کی ہتھیلی اور انگلیوں پر جبیرہ ہو اور وضو کے وقت اس نے تر ہاتھ اس کے اوپر پھیرے ہیں تو ضروری ہے کہ سر اور پاؤں کا مسح اسی رطوبت سے کرے۔

مسئلہ ۱۲۵: اگر منہ یا ہاتھوں پر چند جگہوں پر جبیرہ ہے ضروری ہے کہ ان کے درمیان والی جگہ کو دھوئے اور اگر جبیرہ سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر

ہے تو ضروری ہے کہ ان کے درمیان مسح کرے اور جن جگہوں پر جبیرہ ہے وہاں جبیرہ کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۲۶: اگر کسی شخص نے آنکھ کی بیماری کی وجہ سے پلکیں چپکا کر رکھی ہوں یا آنکھ میں درد کی وجہ سے پانی اس کے لیے مضر ہو تو ضروری ہے کہ تیمّم کرے۔

مسئلہ ۱۲۷: اگر کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا وظیفہ تیمّم ہے یا جبیرہ وضو تو بنابر احتیاط واجب ضروری ہے کہ ہر دو کو انجام دے۔

مسئلہ ۱۲۸: وہ چیزیں کہ جن کے لیے وضو ضروری ہے

اول۔ نماز میت کے علاوہ واجبی نمازیں

دوم۔ خانہ کعبہ کا واجبی طواف

سوم۔ قرآن اور اسمائے خداوند اور اسمائے معصومین علیہم السلام کو ہاتھ لگانے کیلئے۔

۱۔ جس کا وضو نہیں ہے وہ ان درج ذیل چیزوں کو مَس نہ کرے:

(الف) قرآن کے الفاظ کو

(ب) خداوند کے اسماء کو چاہے کسی زبان میں ہی لکھے ہوں

(ج) پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو

(د) ائمہ علیہم السلام اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے نام کو (بنا بر احتیاط واجب)

۲۔ درج ذل چیزوں کیلئے وضو کرنا مستحب ہے:

(الف) مسجد اور حرم ائمہ علیہم السلام میں جانے کیلئے

(ب) اہل قبور کی زیارت کیلئے

(ج) نماز میت کیلئے

(د) قرآن کی جلد کو مس کرنے کیلئے

(ھ) قرآن کو اپنے ساتھ رکھنے، تلاوت اور لکھنے کیلئے

(و) سوتے وقت۔

مسئلہ ۱۲۹: وہ چیزیں کہ جو وضو کو باطل کر دیتی ہیں

ا۔ پیشاب اور پاخانہ یا ہوا کے خارج ہونے سے

۲۔ ایسا سونا کہ کان سن نہ سکیں اور آنکھ نہ دیکھ سکے

۳۔ وہ چیزیں کہ جو عقل کو زائل کر دیتی ہے مثلاً دیوانگی، مستی اور بے ہوشی

۴۔ عورتوں کا استحاضہ

۵۔ وہ چیزیں کہ جو غسل کا باعث ہوتی ہیں مثلا جنابت۔

غسل

مسئلہ ۱۳۰: بعض اوقات نماز کیلئے اور ہر اس کام کیلئے کہ جس کیلئے وضو واجب ہے وضو کے ساتھ ساتھ غسل بھی واجب ہو جاتا ہے۔

واجبی غسل کی قسمیں

وہ غسل کہ جو مرد اور عورت دونوں پر واجب ہیں:

۱۔ غسل جنابت

۲۔ غسل مس میت

۳۔ غسل میت

۴۔ وہ غسل کہ جو نذر اور قسم یا ان جیسی چیزوں کی وجہ سے واجب ہو جائے۔

وہ غسل کہ جو عورتوں کیلئے مخصوص ہیں:

۱۔ غسل حیض

۲۔ غسل استحاضہ

۳۔ غسل نفاس

۱۔ غسل جنابت

مسئلہ ۱۳۱: انسان دو چیزوں سے جنب ہوتا ہے۔

(الف) منی کا خارج ہونا (کم ہو یا زیادہ، سوتے ہوئے ہو یا جاگتے ہوئے، شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے ہو، اختیار کے ساتھ ہو یا بغیر اختیار کے)

(ب) جماع (مباشرت)، حلال کے ساتھ ہو یا حرام کے ساتھ، منی خارج ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۲: اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کرے لیکن باہر نہ آئے، یا شک ہو کہ منی باہر آئی ہے یا نہیں، تو اس صورت میں غسل واجب نہیں ہے۔

اور اگر کوئی یہ نہ جانتا ہو کہ جو چیز خارج ہوئی ہے وہ منی ہے یا نہیں، اگر منی کی علامتیں پائی جاتی ہوں تو وہ مجنب ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو مجنب نہیں ہے۔

منی کی علامتیں

مسئلہ ۱۳۳: اگر منی کو پہچانتا ہو کہ منی ہی نکلی ہے تو اس کے احکام اس پر جاری ہوں گے اور اگر نہ پہچانتا ہو تو اس میں درج ذیل علامتیں ہوں تو وہ منی ہو گی:

(الف) شہوت کے ساتھ باہر آئے

(ب) اچھل کر نکلے

(ج) باہر آنے کے بعد جسم سست ہو جائے۔

مسئلہ ۱۳۴: اگر کوئی یہ نہ جانتا ہو کہ جو رطوبت اس میں سے خارج ہوئی ہے وہ منی ہے یا نہیں تو اگر ساری علامتیں پائی جاتی ہوں تو وہ مجنب کے حکم میں

ہے اور اگر ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو وہ مجنب نہیں ہے۔ اگرچہ علامتوں میں سے ایک علامت پائی جاتی ہو۔

اگر کوئی شخص مریض ہے تو ضروری نہیں ہے کہ اس کی منی اُچھل کر باہر آئے بلکہ اگر پانی شہوت کے ساتھ باہر آئے اور بدن سست ہو جائے تو وہ منی کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵: مستحب ہے کہ منی کے خارج ہونے کے بعد پیشاب کیا جائے اور اگر پیشاب نہ کرے اور غسل کرنے کے بعد کوئی رطوبت خارج ہو اور نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا کوئی اور چیز تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔

مسئلہ ۱۳۶: وہ کام کہ جو مجنب پر حرام ہیں:

۱۔ جسم کے کسی حصے کو قرآن کے حروف یا خداوند متعال، انبیاء اور ائمہ معصومین علیہم السلام اور حضرت زہرا (ع) کے ناموں کو مس کرنا، جیسا کہ وضو کی بحث میں گذر چکا ہے۔

۲۔ مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں جانا اگرچہ ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جائے۔

۳۔ دوسری مسجدوں میں ٹھہرنا اور اسی طرح بناء بر احتیاط واجب حرم ائمہ میں ٹھہرنا۔ لیکن اگر مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے سے خارج ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ کسی چیز کو مسجد میں رکھنے کے لیے اور اسی طرح کسی چیز کو مسجد سے اٹھانے کے لیے داخل ہو۔ مسجد کے باہر سے بھی مسجد میں کوئی چیز پھینکنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷: جو احکام مساجد کے بارے میں بیان کیے گئے ہیں وہ بناء بر احتیاط واجب ائمہ طاہرین علیہم السلام کے حرموں پر بھی ہیں۔

۵۔ ان آیات کا پڑھنا کہ جن میں سجدہ واجب ہے:

سورہ سجدہ کی آیت نمبر ۱۵،

سورہ فصلت (حم سجدہ) کی آیت نمبر ۳۷،

سورہ نجم کی آیت نمبر ۶۲،

سورہ علق کی آیت نمبر ۱۹۔

غسل کی قسمیں

مسئلہ ۱۳۸: غسل میں ضروری ہے کہ سارا جسم دھویا جائے اس کے دو طریقے ہیں:

۱۔ ترتیبی ۲۔ ارتماسی

غسل کرنے کا طریقہ

۱۔ ترتیبی: پہلے پورے سر اور گردن کو دھونا

اس کے بعد دائیں طرف آدھے بدن کو

اور اس کے بعد بائیں طرف کے آدھے بدن کو دھونا۔
۲۔ارتماسی: ارتماسی غسل میں پورے بدن کو ایک دفعہ پانی میں ڈبونا
پانی میں جاتے وقت نیت کرے۔

ترتیبی اور ارتماسی غسل کے مسائل

مسئلہ ۱۳۹: وہ تمام شرطیں کہ جو وضو کے صحیح ہونے کیلئے بیان کی گئی ہیں۔ وہی شرطیں غسل کے صحیح ہونے کیلئے بھی ضروری ہیں مثلاً پانی کا پاک ہونا، اور غصبی نہ ہونا۔

لیکن غسل میں ضروری نہیں ہے کہ جسم کو اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے اور اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ایک حصہ دھونے کے بعد بدن کا دوسرا حصہ فوراً دھویا جائے۔

مسئلہ ۱۴۰: اگر غسل میں بال کے برابر کوئی حصہ دھونے سے رہ جائے تو غسل باطل ہے لیکن جسم کا وہ حصہ کہ جو ظاہر نہیں ہے اس کا دھونا واجب نہیں ہے مثلاً: کان اور ناک کا اندر والا حصہ۔

مسئلہ ۱۴۱: اگر ترتیبی غسل کا وقت نہ ہو اور ارتماسی غسل کیلئے وقت ہو تو ارتماسی غسل کیا جائے۔

مسئلہ ۱۴۲: ارتماسی غسل میں غسل سے پہلے پورے بدن کا پاک ہونا ضروری ہے۔

لیکن غسل ترتیبی میں پورے بدن کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے اور اگر پورا بدن نجس ہو اور ہر حصہ کو غسل سے پہلے پاک کردے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۴۳: اگر کوئی شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور اگر غسل کرنے کے بعد شک کرے کہ اس کا غسل صحیح ہے یا نہیں تو اس کا غسل صحیح ہے ضروری نہیں ہے کہ وہ دوبارہ غسل کرے۔

مسئلہ ۱۴۴: اگر کوئی غسل جنابت کرے تو نماز کیلئے وضو کی ضرورت نہیں ہے لیکن دوسرے غسلوں کے ساتھ وضو کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۴۵: اگر غسل کے دوران پیشاب جیسا کوئی حدث اصغر صادر ہو تو اس کا غسل صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ غسل کے بعد نماز کیلئے وضو کرے۔

جبیرہ غسل

مسئلہ ۱۴۶: اس کا طریقہ وہی ہے کہ جو جبیرہ وضو کا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس کو ترتیبی طریقہ سے انجام دیا جائے۔

غسل مس میت

مسئلہ ۱۴۷: اگر کسی کے جسم کا کوئی حصہ مردہ انسان کے جسم کے ساتھ مس ہو جائے اور روح نکلنے کے بعد اس مردہ کا جسم ٹھنڈا ہو گیا ہو اور اسے غسل نہ دیا گیا ہو تو ایسے شخص پر غسل مس میت کرنا ضروری ہے۔

۱۴۸: دو مورد ایسے ہیں کہ جن میں مردہ جسم کو مس کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا:

(الف) وہ مردہ جس کی روح نکلنے کے بعد ابھی اس کا جسم گرم ہو

(ب) وہ مردہ کہ جس کو غسل دے دیا گیا ہو۔

مسئلہ ۱۴۹: غسل مس میت کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہے فرق صرف نیت کا ہے لیکن جس شخص نے غسل مس میت کیا ہے اگر وہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو احتیاط لازم کی بناء پر وضو بھی کرے۔

حیض

مسئلہ ۱۵۰: حیض وہ خون ہے جو غالباً ہر مہینے چند دنوں کے لیے عورتوں کے رحم سے خارج ہوتا ہے، عورت کو جب حیض کا خون آئے تو اسے حائض کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۵۱: حیض کا خون عموماً گاڑھا و گرم ہوتا ہے اور اس کا رنگ سیاہ یا سرخ ہوتا ہے یہ شدت اور تھوڑی سی جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۲: حیض کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ ۱۵۳: جو عورتیں سیدہ نہیں ہیں بناء بر مشہور پچاس سال کے بعد یائسہ ہو جاتی ہیں اور سیدہ ساٹھ سال کے بعد یائسہ ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۱۵۴: اگر کسی لڑکی کو نو سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے۔

حائضہ کے احکام

مسئلہ ۱۵۵: حائضہ پر چند چیزیں حرام ہیں:

۱۔ نماز جیسی عبادات جن کے لیے وضو، غسل یا تیمّم کرنا پڑتا ہے لیکن نماز جنازہ جس میں وضو غسل یا تیمّم ضروری نہیں ہے اس کو انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ احکام جنابت میں مذکورہ تمام چیزیں جو جنب پر حرام ہیں وہ حائضہ پر بھی حرام ہیں۔

۳۔ فرج میں جماع کرنا چاہے ختنہ گاہ کی مقدار سے بھی کم دخول ہو اور منی بھی نہ نکلے اور احتیاط واجب کی بنا پر حائضہ کے ساتھ پشت کی جانب سے بھی وطی کرنے میں اجتناب کرے۔ ہاں حائضہ سے نزدیکی کے علاوہ بوسہ دینے اور چھیڑ چھاڑ جیسی لذت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۶: حیض کی حالت میں ماہِ رمضان کے جو روزے چھوٹ گئے ہوں، ان کی بعد میں قضاء کرنا واجب ہے لیکن حیض کی حالت میں رہ جانے والی نمازوں کی قضاء واجب نہیں ہے لیکن حائضہ کے لیے مستحب ہے کہ نماز کے اوقات میں باوضو ہو کر پاکیزہ جگہ میں رو بہ قبلہ بیٹھے اور ذکر کرتی رہے بہتر یہ ہے کہ تسبیحات اربعہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۷: غسل حیض، غسل جنابت کی طرح ہے فرق صرف نیت کا ہے، البتہ غسل حیض سے پہلے احتیاط لازم کی بناء پر وضو کرنا بھی ضروری ہے۔

حائضہ عورتوں کی اقسام

مسئلہ ۱۵۸: حائضہ عورتوں کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ وقتیہ و عددیہ عادت والی عورت: یہ وہ عورت ہے جو مسلسل دو ماہ وقت معین پر خون دیکھے اور اس کے ایام حیض کی تعداد بھی دونوں مہینوں میں مساوی ہو مثلاً مسلسل دو ماہ، مہینے کی پہلی سے ساتویں تک خون دیکھے۔

۲۔ وقتیہ عادت والی عورت: یہ وہ عورت ہے جو مسلسل دو ماہ تک وقت معین پر خون دیکھے لیکن دونوں مہینوں میں اس کے ایام حیض کی تعداد برابر نہ ہو مثلاً مسلسل دو ماہ پہلی سے خون دیکھے لیکن پہلے مہینے ساتویں اور دوسرے مہینے آٹھویں تاریخ کو خون سے پاک ہو۔

۳۔ عددیہ عادت والی عورت: یہ وہ عورت ہے جس کے ایام حیض کی تعداد مسلسل دو ماہ ایک دوسرے کے برابر ہو لیکن ان دونوں مہینوں میں خون دیکھنے کا وقت ایک نہ ہو مثلاً پہلے مہینے پہلی سے پانچویں تک اور دوسرے مہینے بارہ سے سترہ تاریخ تک خون دیکھے۔

اور اگر ایک مہینے میں دو مرتبہ مساوی ایام میں خون دیکھے تو اقرب یہ ہے کہ اس کی عادت طے ہو جائے گی۔ مثلاً مہینے کی ابتداءے میں پانچ دن اور دس یا زیادہ دنوں بعد دوبارہ پانچ دن خون دیکھے۔

۴۔ مضطربہ: یہ وہ عورت ہے جس نے چند ماہ خون دیکھا ہو لیکن اس کی عادت ہی معین نہ ہوئی ہو یا پرانی عادت بگڑ گئی ہو اور نئی عادت طے نہ ہوئی ہو۔

۵۔ مبتدئہ: یہ وہ عورت ہے جس نے پہلی مرتبہ خون دیکھا ہو۔

٦۔ ناسیہ: یہ وہ عورت ہے جو اپنی عادت بھول گئی ہو۔

ان میں سے ہر ایک کے مخصوص احکام ہیں۔

مسئلہ ۱۵۹: عادت وقتیہ والی عورت خواہ عادت عادیہ ہو یا نہ ہو عادت میں خون دیکھتے ہی اپنے آپ کو حائض سمجھے یا عادت سے ایک دن یا دو دن پہلے خون دیکھے اگر وہ خون زرد اور پتلا ہو تو عبادت کو ترک کر دے اور حائض کے

اعمال کو انجام دے لیکن اگر بعد میں کشف ہو جائے کہ یہ خون حیض نہیں تھا مثلاً تین دن سے پہلے خون ختم ہو جائے تو اس پر نماز کی قضاء واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۰: وقتیہ عادت کے علاوہ والی عورت چاہے عددیہ عادت والی ہو یا اصلاً اس کی عادت نہ ہو جیسے مبتدئہ جب خون دیکھے اور وہ خون حیض کی صفات رکھتا ہو مثلاً حرارت، سرخ یا سیاہ اور جلن سے نکلے تو یہ عورت خون دیکھتے ہی اپنے کو حائض سمجھے لیکن اگر بعد میں پتہ چلے کہ یہ حیض نہیں تھا کیونکہ تین دن سے پہلے ختم ہو گیا ہے تو اس پر نماز کی قضا واجب ہے۔

اور اگر وہ خون حیض والے خون کی صفات نہیں رکھتا تھا تو وہ حیض نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۶۱: اگر عادت وقتیہ سے بہت پہلے یا بعد خون آجائے اگر وہ خون حیض کی نشانیاں رکھتا ہو تو یہ اپنے کو حائض سمجھے ورنہ اس پر استحاضہ کے احکام جاری ہوں گے۔

استحاضہ

عورت کو آنے والے خونوں میں سے ایک خون استحاضہ ہے اور جس عورت کو خون استحاضہ آئے اسے مستحاضہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۲: خون استحاضہ اکثر اوقات زرد اور سرد ہوتا ہے اور شدت اور جلن کے بغیر آنے کے علاوہ گاڑھا بھی نہیں ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کبھی سیاہ یا سرخ و گاڑھا ہو اور شدت و جلن کے ساتھ آئے۔

مسئلہ ۱۶۳: استحاضہ کی تین قسمیں ہیں:

۱۔استحاضہ قلیلہ، ۲۔استحاضہ متوسطہ، ۳۔استحاضۂ کثیرہ

مسئلہ ۱۶۴: استحاضہ قلیلہ یہ ہے کہ جو روئی اپنے ساتھ رکھتی ہے خون فقط اس کے اوپر والے حصے کو آلودہ کرے اوراندر تک سرایت نہ کرے استحاضہ قلیلہ والی عورت کے لیے ضروری ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو کرے اور احتیاط واجب کی بناپر روئی تبدیل کرے اور اگر شرمگاہ کے ظاہری حصے پر خون لگا ہو تو اسے پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۶۵: استحاضہ متوسطہ یہ ہے کہ خون روئی میں سرایت کر جائے چاہے کسی ایک کونے میں ہی، لیکن عورتیں خون سے بچنے کے لیے عموماً جو کپڑا یا اس جیسی چیز باندھتی ہیں، اس تک نہ پہنچے، استحاضہ متوسطہ والی عورت کے لیے ضروری ہے کہ ہر نماز صبح کے لیے غسل کرے اور دوسری صبح تک سابقہ مسئلے میں مذکورہ استحاضہ قلیلہ کے وظیفے پر عمل کرے اور جب بھی نماز صبح کے علاوہ کسی دوسری نماز سے پہلے یہ صورت حال پیش آئے تو اس نماز کے لیے غسل کرے اور دوسری صبح تک اپنی نمازوں کے لیے استحاضہ قلیلہ والے کام انجام دے۔

جس نماز سے پہلے غسل ضروری تھا اگر عمداً یا بھول کر غسل نہ کرے تو بعد والی نماز سے پہلے غسل کرے، چاہے خون آرہا ہو یا رُک چکا ہو۔

استحاضہ کثیرہ: یہ ہے کہ خون روئی میں سرایت کرکے کپڑے تک پہنچ جائے۔ استحاضہ کثیرہ، والی عورت کے لیے سابقہ مسئلے میں استحاضہ متوسطہ کے مذکورہ احکام پر عمل کرنے کے علاوہ احتیاط واجب کی بناپر ہر نماز کے لیے کپڑے کو تبدیل یا پاک کرنا بھی ضروری ہے اور ضروری ہے کہ ایک غسل نماز ظہر و عصر کے لیے اور ایک نماز مغرب و عشاء کے لیے انجام دے اور نماز ظہر و عصر اور اسی طرح مغرب و عشاء کے درمیان وقفہ نہ کرے اور اگر وقفہ کردے تو دوسری نماز چاہے عصر ہو یا عشاء اس کے لیے غسل کرے اور استحاضہ کثیرہ میں غسل، وضو کی جگہ کافی نہیں ہے بلکہ ہر فریضہ یا نافلہ نماز کے لیے وضو کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۶۶: استحاضہ کے غسل کا وہی طریقہ ہے جو کہ دوسرے غسلوں کا ہے فرق صرف نیت کا ہے۔

نفاس

بچے کی پیدائش کے بعد ولادت کی وجہ سے ماں جو خون دیکھتی ہے اگر دس دن سے پہلے یا دسویں دن بند ہو جائے تو نفاس ہے، عورت کو نفاس کی حالت میں " نفساء " کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۷: بچے کا پہلا حصہ باہر آنے سے پہلے جو خون دیکھے وہ نفاس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۸: ضروری نہیں ہے کہ بچے کی خلقت مکمل ہوئی ہو بلکہ اگر ناقص ہو تب بھی دس دن تک جو خون دیکھے نفاس ہے بشرطیکہ عرفاً کہا جائے کہ اس نے بچے کو جنم دیا ہے ہاں، جب عرفی اعتبار سے شک ہو کہ اسے بچہ جننا کہا جاسکتا ہے یا نہیں، تو اس خون پر نفاس کے احکام نہیں ہیں۔

مسئلہ ۱۶۹: ممکن ہے خون نفاس ایک لمحہ سے زیادہ نہ آئے لیکن دس دن سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ ۱۷۰: بنابر احتیاط، نفاس والی عورت پر مسجد میں ٹھہرنا اور وہ کام جو حائض والی عورت پر حرام ہیں، اس پر بھی حرام ہیں۔

اور وہ چیزیں جو حائض پر واجب ہیں، نفاس والی عورت پر بھی واجب ہیں۔

۳۔ غسل میّت

مسئلہ ۱۷۱: اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو ہر بالغ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسے غسل اور کفن دے اور اس پر نماز پڑھے اور اس کو دفن کرے اور اگر بعض مسلمان اس کو انجام دے دیں تو دوسروں سے یہ وظیفہ ساقط ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو سارے گناہ گار ہوں گے۔

مسئلہ ۱۷۲: میت کو تین غسل دینا واجب ہیں :

اول۔ اس پانی سے کہ جس میں تھوڑی سی سِدر ملی ہوئی ہو۔

دوم۔ اس پانی سے کہ جس میں تھوڑا سا کافور ملا ہوا ہو۔

(حج یا عمرہ کے احرام میں فوت ہونے والے کے غسل میں کافور نہیں ملایا جاتا مگر یہ کہ اس کی موت حج میں سعی کے بعد ہو۔ نیز محرم کو کافور سے حنوط بھی نہیں دیا جائے گا)

سوم۔ خالص پانی کے ساتھ۔

مسئلہ ۱۷۳: غسل میت کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہی ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کی جہاں تک ترتیبی غسل دینا ممکن ہو ارتماسی غسل نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۴: جو شخص مردہ کو غسل دیتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ بارہ اماموں کا ماننے والا ہو (یعنی شیعہ ہو) اور عاقل ہو اور غسل کے مسائل بھی جانتا ہو۔

مسئلہ ۱۷۵: جو شخص مردے کو غسل دیتا ہے ضروری ہے کہ قصد قربت کرے۔

مسئلہ ۱۷۶: مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو غسل دینا حرام ہے لیکن بیوی اپنے خاوند کو اور خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۷: تین سال کے بچے کو عورت غسل دے سکتی ہے اور تین سالہ بچی کو مرد بھی غسل دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸: غسل کے دوران یا غسل دینے کے بعد میت سے کوئی نجاست خارج ہو یا کسی خارجی نجاست سے میت کا بدن نجس ہو جائے تو اس جگہ کا پاک کرنا ضروری ہے لیکن غسل کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

میت کا کفن

مسئلہ :۱۷۹

۱۔ مسلمان میت کے کفن کیلئے تین کپڑے ضروری ہیں: لُنگ، قمیض (کفنی) اور بڑی چادر جو سر سے پاؤں تک پہنچ جائے۔

۲۔ ضروری ہے کہ لنگ ناف سے گھٹنوں تک ڈھانپے، قمیض (کفنی) کندھوں سے لیکر پنڈلیوں کے نصف تک پورے بدن کو ڈھانپے۔ بڑی چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہیے کہ سر سے لے کر پاؤں تک دونوں طرف سے آسانی سے گرہ لگائی جاسکے۔ اور چوڑائی اتنی ہونی چاہیے کہ میت کے ایک طرف پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف الٹایا جاسکے۔

مرد کے لیے مستحبی پارچوں میں ایک ران پیچ ہے، دوسرا عمامہ، عمامہ کا تحت الحنک بنانا مستحب ہے۔ مستحبی پارچوں میں عورت کے لیے ایک ران پیچ دوسرے مقنعہ (اوڑھنی)، تیسرے سینہ بند اور مرد عورت دونوں کے لیے دوسری بڑی چادر کا دینا مستحب ہے جو سب کے اوپر لپیٹی جائے۔

مسئلہ ۱۸۰: میت کے ساتھ جریدتین کا رکھنا مستحب ہے۔

میّت کا حنوط

مسئلہ ۱۸۱: میت کو غسل یا تیمّم دینے کے بعد واجب ہے کہ مردہ کو "حنوط" کیا جائے یعنی پیشانی، دونوں ہاتھوں پر، گھٹنوں کے اوپر، پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور ملا جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ سب سے پہلے کافور کو مردہ کی پیشانی پر ملیں اس کے بعد دوسری جگہوں میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۲: کافور کا پاک اور مباح ہونا ضروری ہے۔

نماز میت

مسئلہ ۱۸۳: مسلمان کے میت پر نماز پڑھنا واجب ہے ہر مسلمان اور ایسے بچے کی میت جو اسلام کے حکم میں ہو اور پورے چھ سال کا ہوچکا ہو نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۴: ایسے بچے کی میت پر جو چھ سال کا نہ ہو رجاء کی نیت سے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن مردہ پیدا ہونے والے بچے پر نماز پڑھنا مشروع نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۵: نماز میت میں پانچ تکبیریں ہیں اور اگر نماز پڑھنے والا اس ترتیب کے ساتھ پانچ تکبیریں کہے تو کافی ہے نیت کرنے اور پہلی تکبیر کے بعد کہے:
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

دوسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ۔

تیسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ۔

چوتھی تکبیر کے بعد اگر میت مرد ہے تو کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ۔

اور اگر میت عورت ہے تو کہے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ الْمَيِّتِ۔

اور بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيراً وَ نَذِيراً بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ۔

دوسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَ ارْحَمْ مُحَمَّداً وَ آلَ مُحَمَّدٍ كَأَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَ صَلِّ عَلٰى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ جَمِيْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

تیسری تکبیر کے بعد کہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِینَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِینَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْأَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَ الْأَمْوَاتِ تَابِعْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَھُمْ بِالْخَیْرَاتِ اِنَّ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

اگر میت مرد ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے: اللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ وَ ابْنُ أَمَتِكَ نَزَلَ بِكَ وَ أَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِهِ اللّٰھُمَّ إِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَیْراً وَ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنَّا اَللّٰھُمَّ إِنْ کَانَ مُحْسِناً فَزِدْ فِی إِحْسَانِهِ وَ إِنْ کَانَ مُسِیْئاً فَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ عِنْدَكَ فِی أَعْلَی عِلِّیِّینَ وَ اخْلُفْ عَلَی أَهْلِهِ فِی الْغَابِرِینَ وَ ارْحَمْهُ بِرَحْمَتِكَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ۔

لیکن اگر میت عورت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے:

اللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِهِ اَمَتُكَ وَ ابْنَةُ عَبْدِكَ وَ ابْنَةُ أَمَتِكَ نَزَلَتْ بِكَ وَ أَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِهِ اللّٰھُمَّ إِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْھَا إِلَّا خَیْراً وَ أَنْتَ أَعْلَمُ بِھَا مِنَّا اَللّٰھُمَّ إِنْ کَانَتْ مُحْسِنَةً فَزِدْ فِی إِحْسَانِھَا وَ إِنْ کَانَتْ مُسِیئَةً فَتَجَاوَزْ عَنْھَا وَ اغْفِرْ لَھَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا عِنْدَكَ فِی أَعْلَی عِلِّیِّینَ وَ اخْلُفْ عَلَی أَھْلِھَا فِی الْغَابِرِینَ وَ ارْحَمْھَا بِرَحْمَتِكَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ۔

مسئلہ ۱۸۶: نماز جنازہ میں رسالت کی شہادت دینے کے بعد شہادت ثالثہ یعنی: أَشْھَدُ أَنَّ علیا وّلی الله وَ اَوْلَادَهُ الْمَعْصُوْمِیْنَ حُجَجُ اللهِ عَلی خَلْقِهٖ ، کو پڑھ سکتے ہیں چنانچہ اپنے وقت کے مرجع آیت اللہ سید محمد رضا گلپائیگانی ؒ نے آیت

اللہ آقای خمینیؒ کی نماز جنازہ میں شہادت ثالثہ کو پڑھا تھا اور جنازہ میں لاکھوں کی تعداد تھی جن میں بڑے بڑے علماء بھی شریک تھے۔

۱۸۷: میت کو قبر میں رکھنے کے بعد تلقین پڑھنا بھی مستحب ہے۔

میت کو دفن کرنا

مسئلہ ۱۸۸: واجب ہے کہ میت کو اس طریقے سے دفن کیا جائے کہ اس کی بدبو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کے بدن کو باہر نہ نکال سکیں۔

مسئلہ ۱۸۹: میت کو قبر میں دائیں کروٹ اس طرح لٹایا جائے کہ اس کے بدن کا سامنے والا حصہ قبلہ کی طرف ہو۔

نبش قبر

مسئلہ ۱۹۰: مسلمان کی قبر کو کھولنا جائز نہیں ہے لیکن کچھ موارد میں کھولنا جائز ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ مردہ غضبی زمین میں دفن کیا گیا ہو۔

۲۔ مردے کا کفن غضبی ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو۔

۳۔ مردہ غسل کے بغیر یا کفن کے بغیر دفن ہوا ہو۔

۴۔ جب کوئی اہم امر عارض ہو جائے مثلاً کسی حق کو ثابت کرنے کیلئے مردے کے جسم کو دیکھنا ضروری ہو۔

تیمّم

رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

{ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ

فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ }

(سورہ مائدہ، آیت ٦)

مسئلہ ۱۹۱:

درج ذیل موارد میں ضروری ہے کہ وضو اور غسل کی جگہ تیمّم کیا جائے۔

۱۔ پانی نہ ہو یا پانی کو حاصل کرنا ممکن نہ ہو۔

۲۔ پانی اس کے لئے ضرر رکھتا ہو (نقصان دہ ہو)

۳۔ پانی کو حاصل کرنا یا استعمال کرنا اس کے لیے اتنا سخت و دشوار ہو کہ عام لوگ اس کو برداشت نہ کر سکتے ہوں۔

۴۔ اگر پانی کو وضو یا غسل میں استعمال کرے تو اسے خوف ہو کہ خود یا اس کی بیوی یا بچے یا دوست یا وہ لوگ کہ جو اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں یا وہ کہ جن کی جان کی حفاظت ضروری ہے پیاس کی وجہ سے مر جائیں گے یا مریض ہو جائیں گے۔ اور حیوان کے بارے میں بھی یہی حکم جاری ہو گا البتہ جبکہ اس حیوان کی ہلاکت سے اسے خاطر خواہ نقصان ہو۔

۵۔ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور ان کو پاک کرنے کے علاوہ پانی نہیں ہے اور اس کے علاوہ لباس بھی نہیں ہے۔

۶۔ وضو اور غسل کرنے کے لیے وقت نہ ہو۔

۷۔ وضو اور غسل کے لیے مباح پانی موجود نہ ہو۔

تیمّم کا طریقہ

مسئلہ ۱۹۲: وضو یا غسل کے بدلے تیمّم میں چار چیزیں واجب ہیں:

۱۔ نیت

۲۔ دونوں ہاتھوں کے تلوے کو ایسی چیز پر مارے کہ جس پر تیمّم کرنا صحیح ہو اور واجب یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیوں کو ایک ساتھ مارے۔

۳۔ دونوں ہاتھوں کے تلووں کو پوری پیشانی اور اس کی دونوں طرف کھینچنا۔ بالوں کے اگنے کی جگہ سے لیکر ابرو اور ناک کے اوپر تک اور احتیاطاً دونوں ہاتھوں کو ابرو کے اوپر کھینچا جائے۔

۴۔ بائیں ہاتھ کے تلوے کو دائیں ہاتھ کی پشت پر کھینچنا (کلائی سے لیکر انگلیوں کے سرے تک) اور دائیں ہاتھ کے تلوے کو بائیں ہاتھ کی پشت پر کھینچنا۔ (کلائی سے انگلیوں کے سرے تک)

جبیرہ تیمّم

مسئلہ ۱۹۳: جس شخص پر تیمّم واجب ہوا گراس کے تیمّم کے بعض اعضاء پر زخم ہو یا ہڈی ٹوٹی ہو تو ضروری ہے کہ وہ جبیرہ وضو کی طرح جبیرہ تیمّم انجام دے۔

مسئلہ ۱۹۴: جن چیزوں پر تیمّم کرنا صحیح ہے:

۱۔ مٹی ۲۔ ریت ۳۔ مٹی کے ڈھیلے ۴۔ پتھر

تیمّم کے احکام

مسئلہ ۱۹۵: احتیاط مستحب یہ ہے کہ مٹی کے ہوتے ہوئے کسی دوسری چیز پر تیمّم نہ کیا جائے۔ اور اگر مٹی نہ ہو تو ریت یا ڈھیلے کے ساتھ اور اگر ریت یا ڈھیلا بھی نہ وہ پھر پتھر پر تیمّم کیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۶: وہ تیمّم کہ جو وضو کے بدلے میں ہے اور جو غسل کے بدلے میں ہے ان میں کوئی فرق نہیں ہے فقط نیت میں فرق ہے۔

مسئلہ ۱۹۷: اگر کسی نے غسل کے بدلے تیمّم کیا ہے کوئی ایسا کام کرے کہ جو غسل کا موجب بنے تو اس کا تیمّم باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۹۸: اگر غسل جنابت کے بدلے میں تیمّم کرتا ہے تو ضروری نہیں ہے کہ نماز کیلئے وضو کرے۔ لیکن اگر کسی دوسرے غسل کے بدلے میں تیمّم کرتا ہے تو وضو کرنا ضروری ہے اور اگر وضو نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ ایک اور تیمّم وضو کے بدلے انجام دے۔

مسئلہ ۱۹۹: اگر پانی موجود نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تیمّم کرے اور بعد میں اس کا عذر بر طرف ہو جائے تو اس کا تیمّم باطل ہو جائے گا۔

تیمّم کے صحیح ہونے کی شرطیں

مسئلہ :۲۰۰

۱۔ تیمّم کے اعضاء یعنی پیشانی اور دونوں ہاتھ پاک ہوں۔بناء بر احتیاط مستحب۔

۲۔ پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کو اوپر سے نیچے کھینچے۔

۳۔ جس چیز پر تیمّم کیا جائے وہ پاک اور مباح ہو۔

۴۔ ترتیب کا خیال رکھا جائے۔

۵۔ موالات کا خیال رکھا جائے (تیمّم کے اعمال پے در پے انجام دے)

۶۔ اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت یا ہاتھوں کے تلووں پر کوئی رکاوٹ ہو تو اس کو ختم کرے۔

نماز کے احکام

ارشاد ربّ العزت ہے:

{ وَأَقِيمُوا الصَّلاةَ وَلا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ }

(سورہ روم، آیت ۳۱)

شریعت کے احکام میں سے مہم ترین اور زیبا ترین حکم نماز کا ہے نماز ایک خدا کی پرستش اور اس کے ساتھ عشق و محبت کا نام ہے۔ جو نعمتیں خداوند متعال نے ہمیں عطا کی ہیں نماز ان کے شکریے کا اظہار ہے۔ نماز دین کا ستون ہے اور مؤمن کی معراج ہے۔ قیامت کے دن فروع دین سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ حدیث میں ہے جس شخص کی نماز قبول ہو گئی اس کے سارے اعمال قبول ہوں گے اور جس کی نماز ردّ کر دی گئی اس کے سارے اعمال ردّ کر دیئے جائیں گے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے نماز کو اوّل وقت میں ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص نماز کو سبک سمجھے وہ قیامت کے دن ہماری شفاعت کو نہیں پا سکے گا۔

مؤمنین کا چاہیے کہ اپنی اولادوں کو بچپن سے ہی نماز پڑھنے کی عادت ڈالیں۔

نماز یا واجب ہے یا مستحب ہے، واجب نمازیں بھی دو طرح کی ہیں۔ انمیں سے بعض وہ ہیں کہ جن کا دن رات میں ایک خاص اور معین وقت میں ادا کرنا ضروری ہے اور بعض وہ ہیں کہ جو بعض اوقات کسی خاص وجہ سے واجب ہوتی ہیں۔

نماز کی قسمیں

مسئلہ ۲۰۱:

۱۔ واجب نمازیں

۱۔ روزانہ کی نمازیں (یومیہ نمازیں)

۱۔ صبح، دو رکعت ۲۔ ظہر، چار رکعت

۳۔ عصر، چار رکعت ۴، مغرب، تین رکعت

۵۔ عشاء، چار رکعت۔

۲۔ غیر روزانہ (غیر یومیہ) کی واجبی نمازیں

۱۔ نماز آیات ۲۔ نماز طواف واجب ۳۔ نماز میت

۴۔ والد کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہوتی ہیں

۵۔ وہ نمازیں کہ جو نذر، عہد اور قسم کی وجہ سے واجب ہو جاتی ہیں۔

۲۔ مستحب نمازیں

۱۔ روزانہ کی نمازوں کے نوافل:

۱۔ فجر کے نوافل نماز فجر سے پہلے۔ دو رکعت

۲۔ ظہر کے نوافل نماز ظہر سے پہلے۔ آٹھ رکعت

۳۔ عصر کے نوافل نماز عصر سے پہلے۔ آٹھ رکعت

۴۔ مغرب کے نوافل نماز مغرب کے بعد۔ چار رکعت

۵۔ عشاء کے نوافل نماز عشاء کے بعد۔ دو رکعت بیٹھ کر

۲۔ رات کے نوافل

۱۔ نماز تہجد (نماز شب)۔ آٹھ رکعت

۲۔ نماز شفع ۔ دو رکعت

۳۔ نماز وتر ۔ ا رکعت

مسئلہ ۲۰۲: نماز شب کا وقت مشہور قول کی بنا پر آدھی رات سے اذان صبح تک ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ اس کا وقت رات کی ابتداء سے اذان صبح تک ہو اور آدھی رات سے اذان صبح تک اس کی فضیلت کا وقت ہو اور افضل یہ ہے کہ رات کے آخری تیسرے حصے میں پڑھی جائے۔

۳۔اس کے علاوہ نوافل

پنجگانہ نمازوں کے اوقات

صبح کی نماز کا وقت: طلوع فجر دوم سے سورج کے طلوع ہونے تک۔ صبح کی اذان کے قریب مشرق کی طرف سے ایک سفیدی اوپر اٹھتی ہے جسے فجر اوّل کہا جاتا ہے اور جس وقت وہ سفیدی پھیل جائے اس کو فجر دوم کہتے ہیں یہ صبح کی نماز کا اوّل وقت ہے اور صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے تک ہے۔

ظہر اور عصر کی نماز کا وقت: ظہر شرعی سے لیکر مغرب تک اگر لکڑی یا اس کی طرح کی کوئی اور چیز ہموار زمین میں سیدھا گاڑا جائے۔ جس وقت اس کا سایہ تھوڑا سا ظاہر ہو اور پھر زیادہ ہوتا جائے۔ یہ وقت ظہر شرعی ہے اور ظہر کی نماز کا اوّل وقت ہے۔ اور اسی طرح وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ جتنی دیر میں

چار رکعت پڑھی جاسکتی ہیں اس شخص کیلئے کہ جو مسافر نہ ہو۔ یا دو رکعت نماز اس شخص کیلئے کہ جو مسافر ہے اس کے بعد ظہر اور عصر کا مشترکہ وقت شروع ہو جاتا ہے۔ سورج کے غروب ہونے سے پہلے چار رکعت یا دو رکعت مسافر کے لیے نماز کا وقت باقی رہ جائے تو یہ وقت عصر کی نماز کیلئے مخصوص ہے۔

مسئلہ ۲۰۳: غیبت کے زمانہ میں نماز جمعہ بقصد رجاء پڑھی جاسکتی ہے لیکن اس کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا واجب ہے۔

مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت: مغرب سے لیکر آدھی رات تک احتیاط واجب یہ کہ نماز مغرب کی ادائیگی میں سورج کے غروب کے بعد اتنی تاخیر کریں کہ مشرق سے ظاہر ہونے والی سرخی انسان کے سر سے گزر جائے۔

نماز مغرب کا وقت داخل ہونے کے بعد تین رکعت کی مقدار کا وقت مخصوص نماز مغرب کے لیے ہے اور آدھی رات سے پہلے چار رکعت نماز کا وقت مخصوس عشاء کے لیے ہے۔

آدھی رات (نیمہ شب)

احتیاط واجب کی بناء پر سورج کے غروب ہونے سے لیکر اذان صبح تک جتنا وقت ہو اس کو نصف کریں تو وہ آدھی رات اور عشاء کی نماز کا صاحب اختیار شخص کے لیے آخری وقت ہے۔

نماز کے اوقات کے احکام

مسئلہ ۲۰۴: انسان کو اس وقت نماز شروع کرنی چاہیے کہ جب اس کو یقین ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے یا دو عادل مرد یا ایک قابل اعتماد شخص جس کی بات کے برخلاف کا گمان نہ ہو خبر دیں کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا وقت شناس شخص جو قابل اطمینان ہو، وقت داخل ہونے کا اعلان کرنے کے لیے اذان دے۔

مسئلہ ۲۰۵: اگر یقین ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور نماز شروع کر دے اور نماز کے دوران متوجہ ہو کہ وقت داخل نہیں ہوا، یا شک کرے کہ وقت ہو گیا ہے یا نہیں، ایسی صورت میں نماز باطل ہے اور اسی طرح اگر نماز کے بعد پتہ چلے کہ اس نے ساری نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے تو بھی نماز باطل ہے۔ ہاں اگر نماز کے دوران معلوم ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۰۶: مستحب ہے کہ انسان نماز کو اوّل وقت میں ادا کرے اور جتنا اوّل وقت کے نزدیک ہو اتنا بہتر ہے مگر یہ کہ اس کی تاخیر کرنا کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کیلئے صبر کرے۔

مسئلہ ۲۰۷: اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز کے بعض مستحبات ادا کرنے سے نماز کی کچھ مقدار وقت کے بعد پڑھی جائے گی تو ضروری ہے کہ ان

مستحبات کو چھوڑ دے مثلاً اگر قنوت پڑھنے کی وجہ سے نماز کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑھے تو ضروری ہے کہ قنوت نہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۰۸: ضروری ہے کہ انسان عصر کی نماز کو ظہر کی نماز کے بعد اور عشاء کی نماز کو مغرب کی نماز کے بعد پڑھے۔

مسئلہ ۲۰۹: اگر کوئی عمداً نماز مغرب یا عشاء کو آدھی رات تک نہ پڑھے۔ بنابر احتیاط واجب ضروری ہے کہ صبح کی اذان سے پہلے اس کو ادا اور قضا کی نیت کیے بغیر پڑھے۔

مسئلہ ۲۱۰: اگر ظہر کی نماز کی نیت سے نماز شروع کرے اور نماز کے دوران اسے یاد آجائے کہ ظہر کی نماز پہلے پڑھ چکا ہے وہ نیت کو عصر کی نماز کی طرف نہیں پھیر سکتا بلکہ اس نماز کو وہیں چھوڑ دے اور عصر کی نماز پڑھے اور مغرب اور عشاء کی نماز میں بھی اسی طرح ہے۔

مسئلہ ۲۱۱: قضاء نماز سے ادا نماز کی طرف اور مستحب نماز سے واجب نماز کی طرف نیت کو پھیرنا جائز نہیں ہے۔

قبلہ

مسئلہ ۲۱۲: خانہ کعبہ کہ جو مکہ مکرّمہ میں واقع ہے اس کو قبلہ کہتے ہیں اور نماز پڑھنے والے پر ضروری ہے کہ وہ اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے۔ لیکن جو شخص اس سے دور ہے اگر اس طرح کھڑا ہو کہ لوگ کہیں قبلہ رُخ نماز پڑھ رہا

ہے تو کافی ہے یہی حکم قبلہ رُخ ہو کر انجام دیئے جانے والے دوسرے کاموں مثلاً حیوانات کو ذبح کرنے کا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳: جو نماز پڑھنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ یقین حاصل کرنے کیلئے وہ کوشش کرے کہ قبلہ کس طرح ہے اور اگر یقین حاصل نہ کر سکے تو اپنے گمان کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۲۱۴: اگر کسی کے پاس قبلے کا رخ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو یا کوشش کے باوجود اس کا گمان کسی ایک طرف نہ جائے تو اس کا کسی بھی سمت منہ کر کے نماز پڑھنا کافی ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر نماز کا وقت وسیع ہو تو چار نمازیں چاروں سمت منہ کر کے پڑھے۔

نماز میں جسم کا ڈھانپنا

مسئلہ ۲۱۵: مردوں کے لیے ضروری ہے کہ اپنی شرمگاہ کو ڈھانپیں خواہ اسے کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو اور بہتر یہ ہے کہ ناف سے لیکر گھٹنے تک بدن بھی ڈھانپے۔

مسئلہ ۲۱۵: ضروری ہے کہ عورت نماز کے وقت اپنا پورا بدن حتی سر اور بال بھی ڈھانپے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ پاؤں کے تلوے کو بھی ڈھانپے لیکن وضو میں دھویا جانے والا چہرے کا حصہ ، کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کا ظاہری حصہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے ہاں یہ اطمینان حاصل کرنے کے

لیے کہ اس نے واجب مقدار ڈھانپ لی ہے ضروری ہے کہ چہرے کے اطراف اور کلائیوں سے نیچے کا کچھ حصہ بھی ڈھانپے۔

مسئلہ ۲۱۷: نمازی کے لباس میں چند شرطوں کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ پاک ہو (نجس نہ ہو)

۲۔ مباح ہو (غصبی نہ ہو)

۳۔ مردار کے اجزاء سے نہ ہو

۴۔ حرام گوشت حیوان کے اجزاء سے نہ بنا ہو

۵۔ اگر نمازی مرد ہو تو اس کا لباس خالص ریشم اور زرد دوزی (سونے کی کڑھائی) کا بنا ہوا نہ ہو۔

لباس کے احکام

مسئلہ ۲۱۸: اگر یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا لباس یا جسم نجس ہے اور نماز کے بعد پتہ چل جائے کہ نجس تھا اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۹: اگر بھول جائے کہ جسم یا لباس نجس ہے اور نماز کے دوران یا اس کے بعد اس کو یاد آ جائے تو ضروری ہے کہ دوبارہ نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۲۲۰: اگر کوئی عین اس رقم سے کہ جس کا خمس ادا نہیں کیا لباس خریدے تو اس لباس میں نماز پڑھنے کا وہی حکم ہے جو غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱: درج ذیل موارد میں اگر نجس جسم یا لباس سے نماز پڑھی جائے تو صحیح ہے:

(الف) جسم میں زخم کی وجہ سے جسم یا لباس نجس ہو گیا ہو اور جسم کا دھونا یا لباس کا تبدیل کرنا مشکل ہو۔

(ب) نمازی کا لباس یا جسم خون سے نجس ہو گیا ہو لیکن خون کی مقدار ایک درہم سے کم ہو۔ (درہم کی مقدار تقریباً شہادت والی انگلی کے اوپر والی پور کے برابر ہے)

(ج) نجس لباس یا جسم میں نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

مسئلہ ۲۲۲: نمازی کا چھوٹا لباس مثلاً: ٹوپی، دستانے، جوراب اگر نجس ہوں یا نجس رومال جیب میں ہو تو اگر وہ مردار یا حرام گوشت جانور کے اجزاء سے نہ بنا ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے نیز نجس انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۲۳: عبا کا پہننا، سفید لباس، پاکیزہ ترین لباس، خوشبو کا استعمال اور عقیقی کی انگوٹھی نماز میں پہننا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۲۴: سیاہ لباس، میلا یا تنگ لباس پہننا اور نجاست سے پرہیز نہ کرنے والے لباس کا پہننا اور لباس کے بٹن کا کھلا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۲۵: عزاداری امام حسین علیہ السلام میں سیاہ لباس پہننا مکروہ نہیں ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے۔

نماز پڑھنے کی جگہ

مسئلہ ۲۲۶: وہ جگہ کہ جہاں نمازی نماز پڑھتا ہے اس کی کچھ شرطیں ہیں:

(الف) مباح ہو،

(ب) نمازی کی جگہ متحرک نہ ہو (مثلاً گاڑی چلتے ہوئے نہ ہو)،

(ج) نماز پڑھنے کی جگہ چھت نیچی ہونے کی وجہ سے اتنی چھوٹی نہ ہو کہ سیدھا کھڑا نہ ہو سکے اور اسی طرح مکان کے تنگ ہونے کی وجہ سے جگہ اتنی تنگ نہ ہو کہ رکوع اور سجود انجام نہ دے سکے،

(د) جس جگہ سجدے کے لیے پیشانی رکھتا ہے وہ پاک ہو،

(ھ) اگر نمازی کی جگہ نجس ہو وہ اتنی تَر نہ ہو کہ نمازی کے لباس یا بدن تک پہنچ جائے۔

(و) نمازی کی پیشانی کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سرے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار سے زیادہ نیچی یا اونچی نہ ہو۔

نمازی کی جگہ کے احکام

مسئلہ ۲۲۷: غصبی جگہ پر نماز پڑھنا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۲۸: اگرایسی رقم سے کہ جس کا خمس نہیں دیا گیا کوئی زمین خریدے تواس زمین کااستعمال کرنا حرام ہے اوراس جگہ نماز پڑھنا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۲۹: اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھے ہوئے کسی شخص کی جگہ غصب کرکے وہاں نماز پڑھے تواس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۲۳۰: نہ جانتا ہو کہ جگہ غصبی ہے اور نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو جائے کہ سجدہ کی جگہ غصبی تھی تواس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۲۳۱: اگر نمازی بھول گیا ہو کہ یہ جگہ غصبی ہے اور نماز کے بعد یاد آئے تواس کی نماز صحیح ہے ہاں اگر خود نمازی نے اس جگہ کو غصب کیا ہو اور بھول کر وہاں نماز پڑھے، نماز کے بعد یاد آئے تواس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۲۳۲: مجبوری کی حالت میں (مثلاً وقت تنگ ہے) ایسی چیز پر نماز پڑھنا جائز ہے کہ جو حرکت کر رہی ہو مثلاً ریل گاڑی، ہوائی جہاز اور وہ جگہ جس کی چھت چھوٹی ہو مثلاً مورچہ اور ناہموار جگہ۔

مسئلہ ۲۳۳: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی قبور سے آگے بڑھ کر نماز پڑھنا اگر بے حرمتی کا سبب ہو تو حرام اور باطل ہے۔

مسجد کے احکام

مسئلہ ۲۳۴: مسجد کی زمین، چھت کا اندرونی اور اوپری حصہ اور مسجد کی دیوار کا اندر والا حصہ نجس کرنا حرام ہے اور جس شخص کو بھی اس کے نجس ہونے کا علم ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کو فوراً پاک کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مسجد کی دیوار کا باہر والا حصہ بھی نجس نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۵: معصومین علیہم السلام کے روضوں کو نجس کرنا حرام ہے اور نجس ہونے کے بعد اگر نجس چھوڑنے سے بے احترامی ہوتی ہو تو انہیں پاک کرنا واجب ہے، بلکہ اگر بے احترامی نہ ہو تو بھی احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے پاک کرے۔

مسئلہ ۲۳۶: مستحب ہے کہ انسان نماز کو مسجد میں ادا کرے اور اسلام میں اس مسئلے پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

مسئلہ ۲۳۷: مستحب ہے کہ جو شخص مسجد میں نہیں آتا اس کے ساتھ کھانا نہ کھایا جائے، اپنے کاموں میں اس کے ساتھ مشورہ نہ کرے اس کے ساتھ ہمسائیگی نہ کرے۔ اس کو رشتہ نہ دے اور نہ ہی اس سے رشتہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۸: عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ ۲۳۹: جس مسجد میں آل محمد علیہم السلام سے بُغض رکھنے کی تعلیم دی جاتی ہو اور آل رسولؐ کی آشکارا مخالفت کی جاتی ہو تو ایسی مسجد کی مدد کرنا حرام ہے۔

اذان اور اقامت

مسئلہ ۲۴۰: مستحب ہے کہ نمازی روزانہ کی نمازوں سے پہلے اذان پھر اس کے بعد اقامت اور پھر نماز کو شروع کرے۔

اذان

مسئلہ ۲۴۱: اذان کی بیس فصلیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ (۴ مرتبہ): اللہ توصیف کیے جانے سے بالاتر ہے۔

اَشْھَدُ اَن لَا اِلٰہَ اِلّا اللہ (۲) مرتبہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللہِ (۲ مرتبہ): میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیّاً وَلِیُّ اللہِ (۲ مرتبہ): میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں۔

حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃِ (۲ مرتبہ): نماز کی طرف آؤ۔

حَیَّ عَلَی الفَلاحِ (۲ مرتبہ): کامیابی کی طرف آؤ۔

حَیَّ عَلیٰ خَیْرِ الْعَمَلِ (۲ مرتبہ): بہترین کام کی طرف آؤ۔

اَللهُ اَکۡبَرُ (۲ مرتبہ): اللہ توصیف کیے جانے سے بالاتر ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللهُ (۲ مرتبہ): اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۲: جملہ: اَشۡھَدُ اَنَّ عَلِیّاً وَّلِیُّ اللهِ، اذان اور اقامت کا جزء ہے اور اس چیز کی طرف بعض روایات میں اشارہ ملتا ہے۔[1]

مسئلہ ۲۴۳: اذان کے بعد اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے: اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ قَلۡبِی بَارّاً وَ عَمَلِی سَارّاً وَ عَیۡشِی قَارّاً وَ رِزۡقِی دَارّاً وَ اَوۡلَادِی اَبۡرَاراً وَ اجۡعَلۡ لِی عِنۡدَ قَبۡرِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَی اللهُ عَلَیۡهِ وَ آلِهٖ مُسۡتَقَرّاً وَ قَرَاراً بِرَحۡمَتِكَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ۔

اقامت

مسئلہ ۲۴۴: اقامت کی انیس فصلیں ہیں:

اَللهُ اَکۡبَرُ (۲ مرتبہ): اللہ توصیف کیے جانے سے بالاتر ہے۔

اَشۡھَدُ اَن لَا اِلٰہَ اِلَّا اللهُ (۲) مرتبہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوۡلُ اللهِ (۲ مرتبہ): میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۱۔ مسئلہ شہادت ثالثہ کے بارے میں ہماری تحقیقی کتاب البیان کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیّاً وَلِیُّ اللهِ (۲ مرتبہ): میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں۔

حَیَّ عَلٰی الصَّلٰوۃِ (۲ مرتبہ): نماز کی طرف آؤ۔

حَیَّ عَلٰی الفَلاحِ (۲ مرتبہ): کامیابی کی طرف آؤ۔

حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ (۲ مرتبہ): بہترین کام کی طرف آؤ۔

قَدْ قَامَتِ الصّلٰوۃ (۲ مرتبہ): یقیناً نماز قائم ہو گئی۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ (۲ مرتبہ): اللہ توصیف کیے جانے سے بالاتر ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (ایک مرتبہ): اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

اذان اور اقامت کے احکام

مسئلہ ۲۴۵: اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے اور اگر ان کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان کو دوبارہ کہا جائے۔

مسئلہ ۲۴۶: اگر ایک شخص نماز جماعت کیلئے اذان اور اقامت کہہ دے تو سب کے لیے کافی ہے باقی لوگ اپنے لیے اذان و اقامت نہ کہیں۔

مسئلہ ۲۴۷: اگر کوئی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائے اور دیکھے کہ جماعت ختم ہو گئی ہے لیکن جماعت کی صفیں نہیں ٹوٹیں تو اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔

مسئلہ ۲۴۸: جس دن بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۴۹: اقامت کے لیے ضروری ہے کہ اذان کے بعد کہی جائے اور اگر اذان سے پہلے کہی جائے تو صحیح نہیں ہے۔ اقامت کہنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ کھڑا ہو اور طہارت (وضو یا غسل یا تیمّم) کے ساتھ اقامت کہے۔

مسئلہ ۲۵۰: اذان اور اقامت کے لیے ضروری ہے کہ نماز کا وقت داخل ہو جانے کے بعد کہی جائے اگر جان بوجھ کر یا بھول کر وقت سے پہلے کہہ دی جائے تو باطل ہے۔ ہاں صبح کی نماز کے لیے فجر سے پہلے اعلان کی خاطر اذان دی جا سکتی ہے لیکن وقت داخل ہونے کے بعد پھر اذان کہی جائے۔

نماز کے واجبات

مسئلہ ۲۵۱:

۱۔ "اللہ اکبر" کہنے سے نماز شروع ہوتی ہے اور "سلام" کہنے کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔

۲۔ جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے یا واجب ہے یا مستحب ہے۔

۳۔ واجبات نماز گیارہ ہیں ان میں سے بعض رکن ہیں اور بعض نماز کے رکن نہیں ہیں۔

۱۔ نیت	۲۔ قیام
۳۔ تکبیرۃالاحرام	۴۔ رکوع
۵۔ سجدے	۶۔ قرائت
۷۔ ذکر	۸۔ تشہد
۹۔ سلام	۱۰۔ ترتیب
۱۱۔ موالات	

رُکن اور غیر رکن میں فرق

نماز کے ارکان، نماز کے بنیادی اجزاء میں سے ہیں یعنی اگر انسان انہیں بجانہ لائے تو خواہ ایسا کرنا جان بوجھ کر ہو یا غلطی سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔
اور غیر رکن اگر غلطی کی بناء پر چھوٹ جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

نماز کے ارکان

۱۔ نیت

۲۔ تکبیرۃالاحرام

۳۔ قیام، تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت اور قیام متصل بہ رکوع (یعنی رکوع میں جانے سے پہلے کا قیام)

۴۔ رکوع

۵۔ ہر رکعت کے دو سجدے۔

نماز کے واجبات کے احکام

مسئلہ ۲۵۲: نیت۔ نمازی کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کو قربت کے ارادے سے ادا کرے اور ضروری نہیں ہے کہ نیت کو زبان پر لے آئے اور یہ بھی لازمی نہیں ہے کہ نیت کو دل میں دھرائے۔

مسئلہ ۲۵۳: نمازی کیلئے ضروری ہے کہ نماز کے شروع سے لیکر آخر تک اپنی نیت پر قائم رہے۔ پس اگر نماز کے دوران اتنا غافل ہو جائے کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ کیا کر رہے ہو؟ تو وہ جواب نہ دے سکے کہ کیا کر رہا ہے ایسی صورت میں نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۲۵۴: نماز میں ریاکاری اور خود نمائی نہ کی جائے یعنی نماز کو فقط خدا کے حکم کو انجام دینے کیلئے پڑھا جائے۔ پس اگر پوری نماز یا نماز کا کچھ حصہ غیر خدا کیلئے ہو تو باطل ہے۔

تکبیرۃ الاحرام

تکبیرۃ الاحرام سے مراد نماز سے پہلے "اللہ اکبر" کہنا ہے اور اس تکبیر سے نماز شروع ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۵: تکبیرۃالاحرام سے پہلے چھ تکبیروں کا کہنا مستحب ہے۔

تکبیرۃالاحرام کے بعد توجہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

ہمارے مذہب کے بہت بڑے فقیہ ابن زہرہ متوفی ۵۸۵ فرماتے ہیں کہ تکبیرۃالاحرام کے بعد کہے: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضَ حَنِيفاً مُسْلِماً عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَ دِيْنِ مُحَمَّدٍ وَ وِلَايَةِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ وَ الائِمَّةِ مِنْ ذُرِّيّتِهما وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلوٰتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ بِذَلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔[1]

میں اپنا رُو (رخ) کرتا ہوں اس ہستی کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا در حالانکہ باطل سے دین حق کی طرف جھکنے والا مسلمان (ہوں) (میں) ملت ابراہیم اور دین محمد ﷺ اور امیر المومنین علی اور ائمہ علیہم السلام جو کہ ان دونوں کی ذریت سے ہیں کی ولایت پر ہوں اور میں مشرکین سے نہیں ہوں بے شک میری نماز، اعمال اور میرا مرنا جینا عالمین کے رب خدا

۱۔غنیہ لابن زہرۃ، نقل از جوامع فقھیہ ص ۴۹۷۔

کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی چیز کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

شیخ مفید جو کہ سید مرتضی علم الہدی اور سید رضی جامع نہج البلاغہ کے استاد اور ۴۱۳ کے متوفی ہیں وہ اپنی کتاب مقنعہ اور سلار دیلمی جو کہ ۴۴۸ یا ۴۶۳ کے متوفی ہیں اور مذہب شیعہ کے بزرگ فقہاء سے ہیں وہ اپنی کتاب، مراسم میں لکھتے ہیں تکبیرۃ الافتتاح (تکبیرۃ الاحرام کو تکبیرۃ الافتتاح بھی کہتے ہیں) کے بعد نمازی کہے: "وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ حَنِيْفاً مُسْلِماً عَلىٰ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَ دِينِ مُحَمَّدٍ (ص) وَ وِلَايَةِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِي بْنِ أَبِي طَالِبٍ (ع) وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَوٰتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ بِذَلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"[1] (اس کے بعد سورہ حمد پڑھے)

اور یہی چیز مختصر تفاوت کے ساتھ دیگر کئی ایک کتب میں موجود ہے۔

شیخ صدوق کی کتاب من لایحضرہ الفقیہ جو کہ کتب اربعہ سے ہے اس میں بھی توجہ میں، علی علیہ السلام کا نام موجود ہے نیز شیخ الطائفہ شیخ طوسی کی کتاب مصباح المتہجد ص ۴۵ میں بھی من لایحضرۃ الفقیہ والی عبارت نقل ہوئی ہے۔

۱۔ المقنعہ ص ۱۰۴، المراسم فی الفقہ الاسلامی ص ۷۰۔

قاضی عبد العزیز بن براج جو کہ ۴۸۱ھ کے متوفی ہیں انہوں نے بھی توجہ میں منہاج علی بن اِبی طالب کے الفاظ کو ذکر کیا ہے۔ [۱]

حدیث کی معتبر کتاب وسائل الشیعہ [۲] میں منہاج علی بن اِبی طالب و ہدی اِمیر المومنین (ع) کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔

سوال: جس توجہ کا ذکر، کتب حدیث وکتب فتاویٰ میں آیا ہے یہ دعا ہے یا ذکر؟

اگر جواب میں کہیں کہ یہ دعا ہے تو پھر سوال یہ ہے اس دعا میں تو نمازی صرف اپنے عقیدہ اور بندگی کا اظہار کر رہا ہے خدا سے کوئی چیز نہیں مانگ رہا۔ اور اگر کہیں کہ یہ ذکر ہے تو پھر اس ذکر میں ولایت علی علیہ السلام کا اقرار بھی کیا جا رہا ہے۔ جب پہلی رکعت میں ولایت کا اقرار کرنا مستحب اور باعث ثواب ہے تو پھر دوسری رکعت میں دلیل کے باوجود ذکر ولایت مبطل نماز کیسے ہو گیا؟

مخفی نہ رہے کہ توجہ جس کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے ہمارے نزدیک یہ دعا کا مصداق بھی ہے اور ذکر میں بھی شامل ہے۔

دعا کا اطلاق دو طرح پر ہو سکتا ہے۔ دعا بمعنی خاص اور وہ یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ کہہ کر خدا سے کوئی چیز مانگی جائے عام طور پر لوگ اسی کو دعا سمجھتے ہیں۔

۱۔ المھذب، ج۱، ص ۹۲۔

۲۔ باب ۸ من ابواب تکبیرۃ الاحرام، ح ۳، الحدائق الناضرۃ، ج۸، ص ۴۲ و کتب دیگر۔

اور دعا بمعنی عام بھی ہوتی ہے اس میں ضروری نہیں ہے کہ کوئی چیز مانگی جائے جیسا کہ بعض روایات میں کلمہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب حمدیں خدا کے لیے ہیں، کو بھی دعا کہا گیا ہے۔[۱]

حالانکہ یہ جملہ حمدیہ ہے اس میں کوئی چیز خدا سے نہیں مانگی گئی لیکن اس کے باوجود اسے دعا کہا گیا ہے اس بناء پر توجہ جس کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یہ دعا بھی ہے اور ذکر بھی ہے۔ اس دعا اور ذکر میں نصّاً و فتویً، ولایت علی علیہ السلام کے اقرار کرنے کا حکم آیا ہے۔ اگر اس نکتے کو سمجھ لیا جائے تو تشہد کا مسئلہ خود بخود حلّ ہو جائے گا۔

تکبیرۃالاحرام کے واجبات:

مسئلہ :۲۵۶

۱۔ صحیح عربی میں کہا جائے

۲۔ "اللہ اکبر" کہتے ہوئے جسم حرکت نہ کرے

۳۔ تکبیرۃالاحرام کو ایسے کہے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود سن سکے (یعنی بالکل آہستہ نہ کہے)

۱۔ تفسیر البصائر، ج۱/ ۲۴۹ (افضل الدعاء الحمد للہ)۔

۴۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس سے پہلے پڑھی جانے والی چیز مثلاً اقامت یا تکبیر سے پہلے پڑھی جانے والی دعا سے نہ ملائے۔

۵۔ تکبیرۃ الاحرام اور نماز میں جتنی بھی تکبیریں ہیں ان سب میں کانوں تک ہاتھوں کا اٹھانا مستحب ہے۔

قیام

مسئلہ ۲۵۷: قیام یعنی کھڑا ہونا اور بعض اوقات یہ کھڑا ہونا نماز کے ارکان میں سے ہے اور اس کا چھوڑنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ لیکن وہ لوگ کہ جو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے ان کا وظیفہ اگلے مسائل میں بیان ہو گا۔

قیام کی قسمیں

رکن: ۱۔ تکبیرۃ الاحرام کے وقت قیام

۲۔ رکوع کرنے سے پہلے قیام (قیام متصل بہ رکوع)

غیر رکن: ۱۔ قرائت کے وقت قیام

۲۔ رکوع کے بعد قیام (اگر کوئی شخص بھولے سے اسے ترک کر دے تو اس کی نماز صحیح ہے)

قیام کے احکام

مسئلہ ۲۵۸: تکبیر کہنے سے پہلے اور بعد میں تھوڑی دیر کھڑا رہنا چاہیے تاکہ یقین ہو جائے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں تکبیر کہی ہے۔

مسئلہ ۲۵۹: اگر رکوع کرنا بھول جائے اور قرائت کے بعد بیٹھ جائے اور اس کو یاد آ جائے تو ضروری ہے کہ پہلے سیدھا کھڑا ہو اور پھر رکوع میں جائے اور اگر سیدھا کھڑا نہ ہو اور جھکے ہوئے رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۲۶۰: قیام کی حالت میں چند چیزوں سے پرہیز کیا جائے:

(الف) جسم کو حرکت دینا

(ب) کسی ایک طرف جھکنا

(ج) کسی چیز کے ساتھ ٹیک لگانا

(د) پاؤں کو زیادہ کھولنا

(ھ) پاؤں کو زمین سے اوپر اٹھانا۔

مسئلہ ۲۶۱: اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو وہ بیٹھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور اگر بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲۶۲: انسان کے لیے مستحب ہے کہ قیام کی حالت میں ریڑھ اور گردن کی ہڈی کو سیدھا رکھے، کندھوں کو نیچے کی طرف ڈھیلا چھوڑ دے، ہاتھوں کو

رانوں پر رکھے، انگلیاں ملا کر رکھے، اپنی نگاہ سجدہ گاہ پر رکھے، بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر یکساں ڈالے، خضوع و خشوع کی حالت میں کھڑا ہو، پاؤں آگے پیچھے نہ رکھے اور مرد ہو تو پاؤں کے درمیان تین پھیلی ہوئی انگلیوں سے لے کر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھے اور اگر عورت ہو تو دونوں پاؤں ملا کر رکھے۔

قرائت

مسئلہ ۲۶۲: نماز میں سورہ حمد اور دوسرہ سورہ کے پڑھنے کو "قرائت" کہتے ہیں۔

روزانہ کی واجب نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں ضروری ہے کہ انسان پہلے سورہ حمد اور اس کے بعد ایک پوری سورہ پڑھے۔

سورہ حمد

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۲) الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۳) مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (۴) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (۵) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (۶) صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلا الضَّالِّينَ (۷)

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہاں کا پالنے والا (۲) بڑا مہربان رحم والا (اور) (۳) روز جزا کا مالک ہے (۴) یا اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں (۵) تو ہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ (٦) ان کی راہ جنہیں تو نے (اپنی) نعمت عطا کی ہے نہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب ڈھایا گیا اور گمراہوں کی راہ (۷)

سورہ توحید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (۱) اَللّٰهُ الصَّمَدُ (۲) لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُولَدۡ (۳)
وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهُ کُفُوًا أَحَدٌ (۴)

ترجمہ: شروع خدا کے نام سے جو مہربان اور رحم کرنے والا ہے
(اے رسولؐ) کہہ دو کہ اللہ ایک ہے (۱) اللہ بے نیاز ہے (۲) نہ اس نے کسی کو جنا نہ اُس کو کسی نے جنا (۳) اور اس کا کوئی ہمسر نہیں (۴)

تسبیحات اربعہ

مسئلہ ۲٦۴: نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ حمد پڑھ سکتے ہیں یا ایک مرتبہ تسبیحات اربعہ کہہ سکتے ہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تین مرتبہ کہے:

سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکۡبَرُ

خداوند پاک ہے اور سب تعریفیں خدا کیلئے ہیں اور اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اللہ توصیف کیے جانے سے بالاتر ہے۔

مسئلہ ۲۶۵: نمازی آخری دو رکعتوں میں ایک میں حمد اور دوسری میں تسبیحات اربعہ بھی پڑھ سکتا ہے۔

قرائت کے احکام

مسئلہ ۲۶۶: پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ حمد اور ایک سورہ پڑھی جائے۔

مسئلہ ۲۶۷: ظہر اور عصر کی نماز میں مرد اور عورت ہر دو آہستہ آواز میں پڑھیں۔ مغرب، عشاء اور فجر کی نماز میں مرد اونچی آواز میں پڑھے اور عورت کی آواز اگر نامحرم نہ سن رہا ہو تو اونچی پڑھ سکتی ہے۔

۲۶۸: اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بلند آواز سے پڑھی جانے والی نماز کو آہستہ یا آہستہ پڑھی جانے والی نماز کو بلند آواز سے پڑھے تو نماز باطل ہے لیکن اگر بھولے سے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کرے تو اس کی نماز صحیح ہے نیز الحمد و سورہ کے دوران اگر متوجہ ہو جائے کہ غلطی ہوئی ہے تو جو حصہ پڑھ چکا ہے اسے دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

۲۶۹: اگر نماز میں وہ چار سورتیں کہ جن میں سجدہ واجب ہے جان بوجھ کر پڑھے تو بناء بر احتیاط اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۲۷۰: عام مستحبی نمازوں میں اور وہ نماز کہ جو نذر، عہد یا قسم کی وجہ سے واجب ہو جاتی ہے۔ حمد کے بعد سورہ کا پڑھنا ضروری نہیں ہے ہاں وہ مستحبی نمازیں جن کی کیفیت میں مخصوص سورتوں کا ذکر آیا ہے ان کو پڑھا جائے۔ مگر یہ کہ وہ سورتیں شرط کمال ہوں تو ان کو چھوڑا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۱: انسان کو چاہیے کہ نماز کو یاد کرے تاکہ غلط نہ پڑھے اور اگر کوئی نماز کو صحیح یاد نہیں کر سکتا۔ وہ جس طرح سے بھی پڑھے مجزی ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ وہ نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۲۷۲: اگر حمد یا سورۃ میں سے کوئی کلمہ نہ جانتا ہو یا جان بوجھ کر نہ پڑھے، یا کسی حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دے یا زبر کی جگہ زیر پڑھ دے یا زیر کی جگہ زبر یا شدّ کو نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۲۷۳: اگر انسان کسی لفظ کو صحیح سمجھتا ہو اور نماز میں بھی اسی طرح پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ غلط پڑھا ہے۔ اگر وہ اس لفظ کو صحیح سمجھنے میں جاہل قاصر تھا تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر وہ جاہل مقصر ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو قضاء بجالائے۔

مسئلہ ۲۷۴: اگر نماز کی پہلی دو رکعت میں یہ خیال کرے کہ آخری دو رکعت ہیں اور تسبیحات پڑھے پس اگر رکوع کرنے سے پہلے یاد آجائے تو

ضروری ہے کہ حمد اور سورہ کو پڑھے لیکن اگر رکوع میں یا رکوع کے بعد یاد آجائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۷۵: ہر مرد اور عورت پر واجب ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد یا تسبیحات اربعہ کو آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۷۶: اگر نماز کی آخری دو رکعت میں یہ خیال کرے کہ پہلی دو رکعت ہیں اور الحمد پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۷۷: اگر تیسری یا چوتھی رکعت میں حمد پڑھنا چاہتا تھا لیکن تسبیحات اس کی زبان پر آجائیں، یا تسبیحات پڑھنا چاہتا تھا لیکن حمد اس کی زبان پر آجائے تو ضروری ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور دوبارہ حمد یا تسبیحات کو پڑھے لیکن اس کی عادت وہی کچھ پڑھنے کی ہو جو اس کی زبان پر آیا ہے تو وہ اسی کو تمام کر سکتا ہے اس کی نماز صحیح ہے۔

قرائت کے کچھ مستحبات

مسئلہ ۲۷۸: پہلی رکعت میں حمد سے پہلے "اَعُوذُ باللہ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیْم" پڑھے۔

مسئلہ ۲۷۹: ظہر اور عصر کی نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو اونچی آواز میں پڑھے۔

مسئلہ ۲۸۰: حمد اور سورہ کو واضح کرتے ہوئے پڑھے اور ہر آیت کے آخر میں وقف کرے یعنی اسے بعد والی آیت کے ساتھ نہ ملائے۔

مسئلہ ۲۸۱: الحمد اور سورہ پڑھتے وقت آیات کے معنوں پر توجہ رکھے۔

مسئلہ ۲۸۲: اگر جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو تو امام جماعت کے سوہ الحمد ختم کرنے کے بعد اور اگر فرادی نماز پڑھ رہا تو خود کی سورہ الحمد مکمل کرنے کے بعد۔ اَلْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِیْن، کہے سورہ قل ہو اللہ احد، پڑھنے کے بعد ایک یا دو تین دفعہ کَذٰلِكَ اللهُ رَبِّی یا تین دفعہ کَذَالِكَ اللهُ رَبُّنَا کہے۔

مسئلہ ۲۸۳: مستحب ہے کہ نمازوں کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ "انا انزلناہ" اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ " قل ہو اللہ احد " کو پڑھے۔

رکوع

مسئلہ ۲۸۴: ضروری ہے کہ ہر رکعت میں قرائت کے بعد اس قدر جھکے کے انگلیوں کے سرے گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ اس عمل کو "رکوع" کہتے ہیں۔

رکوع کے واجبات

مسئلہ ۲۸۵:

۱. اتنا جھکنا کہ جو بیان کیا جا چکا ہے۔

۲. ذکر کا پڑھنا۔
۳. رکوع کی حالت میں ذکر پڑھتے ہوئے جسم حرکت نہ کرے۔
۴. رکوع کے بعد کھڑا ہونا۔
۵. رکوع کرنے کے بعد جسم حرکت نہ کرے۔

رکوع کا ذکر

مسئلہ ۲۸۶: رکوع میں تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللهِ" یا ایک مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ" یا کوئی بھی ذکر جو اتنی مقدار میں ہو پڑھے۔ لیکن اگر وقت تنگ ہو یا کوئی اور مجبوری ہو تو ایک مرتبہ "سُبْحَانَ اللهِ" کہنا کافی ہے۔

مسئلہ ۲۸۷: ذکر رکوع مسلسل اور صحیح عربی میں پڑھنا ضروری ہے اور مستحب ہے کہ تین یا پانچ یا سات دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ پڑھا جائے۔

رکوع کے احکام

مسئلہ ۲۸۸: رکوع میں ضروری ہے واجب ذکر کرتے ہوئے جسم حرکت نہ کرے۔

مسئلہ ۲۸۹: اگر رکوع میں مکمل جھکنے سے پہلے جان بوجھ کر رکوع کے ذکر کو پڑھے تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۲۹۰: اگر واجب ذکر کے ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر کو رکوع سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۲۹۱: رکوع کے ذکر کے ختم ہو جانے کے بعد ضروری ہے کہ کھڑا ہو اور جسم کے آرام کے بعد سجدے میں جائے اور اگر کھڑا ہونے سے پہلے یا جسم کے آرام کرنے سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

رکوع کے کچھ مستحبات

مسئلہ ۲۹۲: رکوع میں جانے سے پہلے جب سیدھا کھڑا ہوا ہے اس وقت تکبیر کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۹۳: رکوع کی حالت میں اپنے قدموں کے درمیان دیکھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۹۴: رکوع کے ذکر کے بعد صلوات پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۹۵: رکوع کے بعد جس وقت سیدھا کھڑا ہو اور جسم آرام کی حالت میں ہو اس وقت "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہنا مستحب ہے۔

سجدے

مسئلہ ۲۹۶: نمازی کے لیے ضروری ہے کہ واجبی اور مستحبی نماز کی ہر رکعت میں رکوع کے بعد دو سجدے کرے۔

مسئلہ ۲۹۷: سجدے میں پیشانی ،دونوں ہتھیلیاں،دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے زمین پر رکھے۔

سجدے کے واجبات

مسئلہ ۲۹۸:

۱. جسم کے سات اعضاء کا زمین پر رکھنا۔

۲. ذکر کا پڑھنا۔

۳. ذکر کرتے وقت سات اعضاء کا زمین پر رکھنا۔

۴. سجدے کے ذکر پڑھتے وقت جسم آرام کی حالت میں ہو۔

۵. دو سجدوں کے درمیان سر کا اٹھانا اور بیٹھنا اور جسم کا آرام ہونا۔

۶. سجدے کی جگہ برابر ہونا (اونچا نیچا نہ ہونا)

۷. جس چیز پر سجدہ کرنا صحیح ہو اس پر پیشانی رکھنا۔

۸. سجدے کی جگہ کا پاک ہونا۔

۹. معمول کے مطابق سجدہ کرنا

مسئلہ ۲۹۹: دو سجدے مل کر ایک رکن ہیں پس اگر کوئی واجب نماز میں جان بوجھ کر یا بھول کر ایک ہی رکعت میں ہر دو کو چھوڑ دے یا دو سجدوں کا اضافہ کردے تو اس کی نماز باطل ہے۔

سجود

مسئلہ ۳۰۰: سجدے میں تین مرتبہ "سُبۡحَانَ اللهِ" کہے یا ایک مرتبہ "سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی وَبِحَمۡدِہٖ" کہے یا اتنی مقدار کا کوئی بھی ذکر پڑھے اور ضروری یہ ہے کہ یہ مسلسل اور صحیح عربی میں پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہو یا مجبوری کی حالت ہو تو ایک مرتبہ "سُبۡحَانَ اللهِ" کہنا کافی ہے۔

سجدے میں جسم کا ساکن ہونا

مسئلہ ۳۰۱: سجدے میں ضروری ہے کہ جتنی دیر واجب ذکر کیا جائے جسم ساکن رہے۔

مسئلہ ۳۰۲: اگر پیشانی کے زمین پر رکھنے اور ساکن ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سجدے کا ذکر پڑھے یا ذکر کے ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر کو سجدے سے اٹھالے تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۳۰۳: اگر پیشانی کے زمین پر رکھنے اور جسم کے ساکن ہونے سے پہلے بھول کر سجدے کا ذکر پڑھے تو ضروری ہے کہ دوبارہ جسم کے سکون کی حالت میں سجدے کے ذکر کو پڑھے۔

مسئلہ ۳۰۴: اگر سجدے کے ذکر پڑھتے وقت سات اعضاء میں سے کسی ایک عضو کو جان بوجھ کر زمین سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر ذکر میں

مشغول نہ ہو تو پیشانی کے علاوہ دوسری جگہوں کو زمین سے اٹھالے اور دوبارہ رکھ دے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۰۵: سجدے میں ضروری ہے کہ پاؤں کے دونوں انگوٹھے زمین پر رکھے اور اگر پاؤں کی دوسری انگلیاں یا پاؤں کا اوپر والا حصہ زمین پر رکھے یا ناخن بڑے ہونے کی وجہ سے انگوٹھوں کے سرے زمین پر نہ لگیں تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۳۰۶: نمازی کی پیشانی رکھنے کی جگہ اور پاؤں کے انگوٹھے کے سرے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے اونچی یا نیچی نہ ہو۔

وہ چیزیں کہ جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے

۱۔ ضروری ہے کہ سجدے میں پیشانی کو زمین پر یا ایسی چیز پر رکھا جائے کہ جو زمین سے اُگی ہو لیکن کھانے والی اور پہننے والی نہ ہو۔

مسئلہ ۳۰۷: پتھر اور جپسم پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں پکے ہوئے جپسم اور چونے یا اینٹ اور مٹی کے برتنوں اور ان سے ملتی جلتی چیزوں پر سجدہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۳۰۸: زمین سے اُگنے والی چیزوں پر جو حیوانات کی خوراک ہیں مثلاً گھاس اور بھوسا پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۰۹: کاغذ پر سجدہ جائز ہے ہاں اگر وہ ایسی چیز سے بنا ہو جس پر سجدہ کرنا جائز نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ اس پر سجدہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۳۱۰: اگر پہلے سجدے میں سجدہ گاہ پیشانی سے چپک جائے تو دوسرے سجدہ کے لیے اسے پیشانی سے جدا کیا جائے پھر اس پر سجدہ کیا جائے۔

ا۔ بہترین چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

(الف) امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر کی مٹی (خاک کربلا)

(ب) مٹی (ج) پتھر (د) پودے

مسئلہ ۳۱۱: اگر کسی کے پاس ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے یا اگر ہو لیکن سخت سردی یا گرمی کی وجہ سے اس پر سجدہ نہ کر سکتا ہو تو کپڑے پر سجدہ کرے اگر وہ بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھ کی پشت پر سجدہ کرے۔

سجدے کے احکام

مسئلہ ۳۱۲: معدنی چیزوں پر سجدہ باطل ہے مثلاً سونا، چاندی وغیرہ پر۔

مسئلہ ۳۱۳: خدا کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنا حرام ہے۔

مسئلہ ۳۱۴: اگر کسی شخص کی پیشانی بے اختیار سجدے کی جگہ سے اٹھ جائے تو اسے چاہیے کہ حتی الامکان اسے دوبارہ سجدے کی جگہ پر نہ جانے دے اور قطع نظر اس کے کہ اس نے ذکر سجدہ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو یہ ایک سجدہ شمار ہوگا اور اگر سر کو نہ روک سکے اور بے اختیار دوبارہ سجدے کی جگہ پہنچ جائے تو دونوں ملا کر ایک سجدہ شمار ہوں گے اور اگر پہلے ذکر نہ پڑھا ہو تو بنا بر احتیاط اسے چاہیے کہ اب پڑھے۔

سجدے کے بعض مستحبات

مسئلہ ۳۱۵:

۱۔ درج ذیل موارد میں تکبیر کہنا مستحب ہے :

(الف) رکوع کے بعد اور پہلے سجدے سے پہلے

(ب) ہر سجدے کے بعد

(ج) دوسرے سجدے میں جانے کیلئے

۲۔ سجدوں کو لمبا کرنا۔

۳۔ پہلے سجدے کے بعد "اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّیْ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ" کہنا۔

۴۔ سجدوں میں صلوات پڑھنا۔

۵۔ سجدے سے قیام کے لیے اٹھتے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں کے بعد زمین سے اٹھائے۔

۶۔ مرد کہنیوں اور پیٹ کو زمین سے نہ لگائیں اور بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھیں اور عورتیں کہنیاں اور پیٹ زمین پر رکھیں اور بدن کے اعضاء ایک دوسرے سے ملالیں۔

قرآن کے واجب سجدے

مسئلہ ۳۱۶: قرآن کی چار سورتوں میں سجدے کی آیت ہے اگر انسان اس آیت کو پڑھے یا سُنے تو فوراً سجدہ کرے۔

وہ سورتیں کہ جن میں سجدے کی آیت ہے:

(الف) سورہ سجدہ (الم تنزیل) (۳۲) آیت ۱۵

(ب) سورہ فصّلت (حم سجدہ) (۴۱) آیت ۳۷

(ج) سورہ والنجم (۵۳) آیت ۶۲

(د) سورہ علق (اقراء) (۹۶) آیت ۱۹

مسئلہ ۳۱۷: سجدہ اس صورت میں واجب ہے کہ جب سجدے کی آیت کو قرآن کے ارادے سے پڑھے پس اگر کوئی شخص ریڈیو یا ٹی وی سٹیشن پر سجدے کی آیت کو قرآن کے ارادے سے پڑھے اور انسان ریڈیو یا ٹی وی سے سُنے تو اس پر سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ ۳۱۸: اگر سجدے کی آیت کو ریکارڈ کی ہوئی آواز سے سُنے تو سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۹: قرآن کے واجب سجدے میں ضروری ہے کہ انسان کی جگہ غصبی نہ ہو اور پیشانی، گھٹنوں کی جگہ اور پاؤں کی انگلیوں کے سِروں سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اونچی نہ ہو لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس نے وضو یا غسل کر رکھا ہو یا قبلہ رُخ ہو یا اپنی شرمگاہ کو چھپائے یا اس کا بدن اور پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو اس کے علاوہ بھی جو شرائط نماز پڑھنے والے کے لباس کے لیے

ضروری ہیں وہ شرائط قرآن مجید کے واجب سجدہ ادا کرنے والے کے لباس کے لیے ضروری نہیں۔

مسئلہ ۳۲۰: احتیاط واجب یہ ہے کہ قرآن کے واجب سجدے میں پیشانی سجدہ گاہ یا کوئی اور چیز کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے پر رکھی جائے، جسم کے دوسرے حصے جس طرح نماز کے سجدے کا حکم ہے اس طرح زمین پر رکھے جائیں۔

مسئلہ ۳۲۱: جب انسان قرآن مجید کا سجدہ کرنے کے لیے پیشانی زمین پر رکھ دے تو خواہ کوئی ذکر نہ بھی پڑھے تب بھی کافی ہے ہاں سجدہ کی نیت کرنا ضروری ہے، اور سجدہ میں ذکر پڑھنا مستحب ہے (واجب نہیں ہے)۔

تشہد

مسئلہ ۳۲۲: تمام واجب اور مستحب نمازوں کی دوسری رکعت، نماز مغرب کی تیسری رکعت اور نماز ظہر و عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت میں انسان کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے سجدے کے بعد تشہد پڑھے۔ یعنی کہے:

"أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ

اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ"

یہ مختصر ترین تشہد ہے جو کہ اذکار واجبہ پر مشتمل ہے اور فقہ کی قدیمی کتب میں مستحبات پر مشتمل مفصّل تشہد بھی منقول ہے۔

مسئلہ ۳۲۳: نماز میں دو طرح کے اذکار پائے جاتے ہیں بعض ذکر واجب ہیں اور بعض ذکر مستحب ہیں۔

تشہد میں واجبی اذکار کے علاوہ مستحبی اذکار بھی ہیں تشہد میں جنت، دوزخ، موت، بعث و نشور (قیامت) کی گواہی بھی دی جاسکتی ہے ان مستحبی اذکار میں سب سے افضل ذکر، امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کی گواہی کا ہے۔

سوال: کیا ولایت کا ماننا واجب ہے یا مستحب ہے؟

جواب: امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی ذریت طاہرہ سے ائمہ معصومین علیہم السلام کی امامت ولایت کا عقیدہ رکھنا ہر حال میں واجب ہے اور یہ اصول دین کا مسئلہ ہے، بلکہ اس واجب کی جتنی تاکید کی گئی ہے اتنی کسی اور چیز کی نہیں کی گئی لیکن اس عقیدہ کا اظہار کرنا ہر جگہ پر واجب نہیں ہے، تشہد میں ولایت کا اظہار کرنا مستحب ہے (اور یہ فقہ کا مسئلہ ہے) اس سے ہر گز نماز باطل نہیں ہوتی۔ مقام میں ولایت کی گواہی کا، ذکر میں شامل ہونے کے علاوہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نصّ خاص بھی منقول ہے چنانچہ علامہ مجلسیؒ کے والد گرامی علامہ تقی مجلسیؒ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں تشہد میں واجبی ذکر کے علاوہ سنت یہ ہے کہ اس پر اضافہ کرے چنانچہ ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

" بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ خَيْرُ الْأَسْمَاءِ كُلُّهَا لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيراً وَ نَذِيراً بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَشْهَدُ أَنَّ رَبِّيْ نِعْمَ الرَّبُّ وَ أَنَّ مُحَمَّداً نِعْمَ الرَّسُولُ وَ اَنَّ عَلِيّاً نِعْمَ الْوَصِيُّ و نِعْمَ الْإِمَامُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ فِي أُمَّتِهِ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ "(۱)

دوسری دلیل یہ کہ سب عبادات (نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ) کی قبولیت کی شرط ولایت ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے جو چیز عبادت واعمال کی قبولیت کی شرط ہے وہی چیز منافی عبادت ہو۔ بعبارت دیگر ولایت کے ذریعے سے سب اعمال قبول ہوتے ہیں، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اسی ولایت سے اعمال باطل ہو جائیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اچھی طرح سمجھو۔

خلاصہ یہ کہ تحقیقی نظریہ کے مطابق تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے سے نماز ہرگز باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۳۲۴: اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جائے اور رکوع سے پہلے یاد آئے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے، تشہد پڑھے اور پھر دوبارہ

۱۔ فقہ کامل، ص ۱۳۱۔

کھڑا ہو کر جو کچھ اس رکعت میں پڑھنا ضروری ہے پڑھے اور نماز تمام کرے اور احتیاط واجب کی بناء پر نماز کے بعد بے جا قیام کے لیے دو سجدہ سہو بجالائے۔

اور اگر اسے رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو ضروری ہے کہ نماز تمام کرے اور نماز کے سلام کے بعد احتیاط واجب کی بناء پر تشہد کی قضا اور دو سجدہ سہو بھی بجالائے۔

سلام

مسئلہ ۳۲۵: ہر نماز کی آخری رکعت میں تشہد کے بعد سلام پڑھنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۲۶: واجبی سلام ان دونوں میں سے ایک ہے:

السَّلامُ عَلَینا وَعَلیٰ عِبادِ اللهِ الصّالِحِینَ

ترجمہ: ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر سلام ہو۔

السَّلامُ عَلَیکُمْ اس کے ساتھ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکاتُهُ، کا اضافہ کرنا مستحب ہے۔

تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

مسئلہ ۳۲۷: ان دو سلاموں سے پہلے مستحب ہے کہ یہ پڑھے:

السَّلامُ عَلَیكَ أَیُّهَا النَبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهُ

اے پیغمبرؐ تم پر سلام اور خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

پہلے السَّلامُ عَلَینا وَعَلیٰ عِبادِ اللهِ الصّالِحِینَ کہے تو مستحب ہے اس کے بعد "السَّلامُ عَلَیکُمْ وَ رَحمَۃُ اللهِ وَ بَرَکاتُہُ " بھی کہے۔

مسئلہ ۳۲۸: سلام میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہنے کے بعد مستحب ہے کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام، انبیاء اور ملائکہ پر بھی سلام کہے، یوں کہے:

اَلسَّلاَمُ عَلَى الْاَئِمَّةِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ [1]، اَلسَّلاَمُ عَلَى جَمِیْعِ اَنْبِیَاءِ اللهِ وَ رُسُلِهِ وَ مَلاَئِکَتِهِ، اَلسَّلاَمُ عَلَیْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِیْنَ، اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُهُ۔

نماز کی ترتیب

مسئلہ ۳۲۹: ضروری ہے کہ نماز درج ذیل ترتیب کے ساتھ پڑھی جائے۔

اوّل۔ نیت	دوم۔ قیام
سوم۔ تکبیرۃ الاحرام	چہارم۔ قرائت
پنجم۔ رکوع	ششم۔ سجدے
ہفتم۔ تشہد	ہشتم۔ سلام

اگر جان بوجھ کر نماز کی ترتیب کا لحاظ نہ کرے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

۱۔ المقنع، تالیف شیخ صدوق ؒ، ص ۹۶۔ مقام میں حوالہ جات کی تفصیل کے لیے ہمارے رسالہ الشہادہ الثالثہ (طبع ثانیہ) ص ۳۲ کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

موالات

مسئلہ ۳۳۰: موالات: یعنی نماز کے اجزا کو مسلسل (بغیر فاصلے) کے انجام دینا۔

مسئلہ ۳۳۱: اگر نماز کے اجزاء میں اتنا فاصلہ ڈالا جائے کہ دیکھنے والا یہ نہ کہے کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۳۳۲: رکوع سجود کو طول دینے سے اور بڑی سورتیں پڑھنے سے موالات نہیں ٹوٹتی۔

قنوت اور اس کا ترجمہ

مسئلہ ۳۳۳: نماز کی دوسری رکعت میں حمد اور سورہ کے بعد اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے۔ یعنی ہاتھوں کو اوپر اٹھائے اور منہ کے سامنے لے آئے اور دعا پڑھے۔

مسئلہ ۳۳۴: قنوت میں کوئی ذکر بھی پڑھا جا سکتا ہے اگرچہ ایک دفعہ "سبحان اللہ" بھی پڑھ لیں تو کافی ہے اور بہتر ہے کہ درج ذیل ذکر کو پڑھے:

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ

کوئی خدا نہیں سوائے اللہ کے جو صاحب حلم و کرم ہے،

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

کوئی خدا نہیں سوائے اللہ کے جو بلند مرتبہ و بزرگ ہے،

سُبحَانَ اللهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبِّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ

پاک و منزہ ہے وہ خدا جو سات آسمانوں اور سات زمینوں کا پروردگار ہے،

وَ مَا فِيهِنَّ وَ مَا بَيْنَهُنَّ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

وہ ہر اس چیز کا پروردگار ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے مابین موجود ہے، وہ عظیم عرش کا پروردگار ہے،

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"

حمد و ثناء اس اللہ کے لیے مخصوص ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

نماز کی تعقیبات

مسئلہ ۳۳۵: تعقیبات یعنی نماز کے سلام کے بعد ذکر، دعا اور قرآن پڑھنے میں مصروف ہونا

۱۔ بہتر یہ ہے کہ تعقیبات کے وقت قبلہ کی طرف منہ ہو۔

۲۔ ضروری نہیں ہے کہ تعقیبات عربی زبان میں ہوں لیکن بہتر یہ ہے کہ جو چیزیں دعا کی کتب میں ذکر ہوئی ہیں وہ پڑھیں اور جن تعقیبات کے بارے میں زیادہ تاکید کی گئی ہے وہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی تسبیح ہے یعنی ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھنا۔

سجدہ شکر

مسئلہ ۳۳۶: انسان کے لیے مستحب ہے کہ نماز کے بعد سجدہ شکر بجالائے اور اتنا کافی ہے کہ شکر کی نیت سے پیشانی زمین پر رکھے لیکن بہتر ہے کہ سو مرتبہ، تین مرتبہ یا ایک مرتبہ شکراً للہ یاعفواً کہے۔

مسئلہ ۳۳۷: مستحب ہے کہ جب بھی انسان کو کوئی نعمت ملے یا مصیبت ٹل جائے تو سجدہ شکر بجالائے۔

مسئلہ ۳۳۸: جب بھی انسان پیغمبر ﷺ کا نام مبارک مثلاً محمد ﷺ اور احمد ﷺ یا آپؐ کا لقب و کنیت مثلاً مصطفیٰ ﷺ اور ابو القاسم ﷺ زبان سے ادا کرے یا سنے تو خواہ وہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو مستحب ہے کہ صلوات بھیجے۔

مسئلہ ۳۳۹: سجدہ شکر میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک نسبتاً طویل دعا میں ہر ایک ائمہ طاہرین علیہم السلام کی امامت و ولایت کا اقرار کرنے کا ذکر آیا ہے جس میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سجدہ شکر میں تو کہے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَأَنْبِيَاءَكَ وَرُسُلَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ اَنْتَ اللهُ رَبِّي وَالْإِسْلَامَ دِينِي وَمُحَمَّداً نَبِيِّي وَعَلِيّاً وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ بْنَ

اَلْحُسَیْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ مُوسَی بْنَ جَعْفَرٍ وَ عَلِیَّ بْنَ مُوسَی وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ وَ عَلِیَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ وَ الْحُجَّةَ بْنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ أَئِمَّتِی، بِهِمْ أَتَوَلَّی وَ مِنْ اَعدَائِهِمْ أَتَبَرَّأُ، اللّٰهُمَّ إِنِّی أُنْشُدُكَ دَمَ الْمَظْلُومِ..."

اس کو تین مرتبہ کہے، تاآخر دعا۔

پوری دعا کو وسائل الشیعہ کتاب الصلوۃ، ابواب سجدتی الشکر باب ٦، باب استحباب الدعا فی سجدتی الشکر و بینھما بالماثور، حدیث نمبر ۱ میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

مبطلات نماز

مسئلہ ۳۴۰: بارہ چیزیں نماز کو باطل کر دیتی ہیں:

۱۔ نماز کے دوران نماز کے شرائط میں سے کوئی شرط ختم ہو جائے مثلاً نماز پڑھتے وقت اسے معلوم ہو جائے کہ جس کپڑے سے اس نے شرمگاہ کو چھپا رکھا ہے وہ غصبی ہے،

۲۔ حدث کا صادر ہونا،

۳۔ کھانا پینا،

۴۔ بلا تقیہ ہاتھ باندھنا،

۵۔ سورہ حمد کے بعد آمین کہنا،

٦۔ قبلہ کی جانب سے منحرف ہونا،

۷۔ عمداً بات کرنا،

۸۔ قہقہہ لگانا،

۹۔ دنیوی امور کے لیے گریہ کرنا،

۱۰۔ شکیات مُبطل نماز کا پیدا ہو جانا،

۱۱۔ کوئی ایسا کام کرنا جس سے نماز کی شکل تبدیل ہو جائے کہ پھر عرفاً اسے نماز پڑھنا نہ کہا جاسکے مثلاً اچھلنا، کودنا وغیرہ۔

۱۲۔ کسی واجب کو جان بوجھ کر کم کرنا، اور اگر وہ واجب رکن ہو تو سہواً کمی یا زیادتی بھی مبطل نماز ہے۔

مسئلہ ۳۴۱: انسان کے لیے ضروری ہے کہ نماز کی حالت میں کسی کو سلام نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے سلام کرے تو ضروری ہے کہ اسے اسی طریقے سے جواب دے مثلاً اگر وہ سلام علیکم کہے تو جواب میں یہ شخص بھی سلام علیکم کہے لیکن اگر سلام دینے والا علیکم السلام کہے تو نمازی جو صیغہ کہنا چاہے کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۴۲: بنابر احتیاط واجب اختیاری حالت میں نماز کو توڑنا حرام ہے لیکن مال کی حفاظت اور مالی یا جسمانی ضرر سے بچنے کے یے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۳۴۳: اگر انسان کی اپنی جان کی حفاظت یا جس کی جان کی حفاظت واجب ہے یا ایسے مال کی حفاظت جس کی نگہداشت واجب ہے، نماز توڑے بغیر ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے۔

مسئلہ ۳۴۴: اگر کوئی شخص وسیع وقت میں نماز پڑھنے لگے اور قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ کرے اور وہ اس کا قرضہ نماز کے دوران ادا کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اسی حالت میں اس کا قرضہ ادا کر دے اور اگر بغیر نماز توڑے ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو توڑ کر اس کا قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

مسئلہ ۳۴۵: جس شخص کے لیے نماز کا توڑنا ضروری ہو اگر وہ نماز مکمل کرے تو گنہگار ہونے کے باوجود اس کی نماز صحیح ہے۔

شکیات نماز

وہ شک جو نماز کو باطل کر دیتے ہیں۔

مسئلہ ۳۴۶: نماز کو باطل کرنے والے شک یہ ہیں:

۱۔ دو رکعتی واجب نماز مثلاً صبح اور مسافر کی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک۔ البتہ مستحب نماز اور نماز احتیاط کی رکعتوں کی تعداد میں شک نماز کو باطل نہیں کرتا۔

۲۔ تین رکعتی نماز کی رکعت کی تعداد کے بارے میں شک۔

۳۔ چار رکعتی نماز میں یہ شک کہ آیا ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ۔

۴۔ چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے کا ذکر مکمل ہونے سے پہلے یہ شک کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا زیادہ۔

۵۔ نماز کی رکعتوں میں یہ شک کہ معلوم ہی نہ ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

۶۔ دو اور پانچ یا دو اور پانچ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک۔

۷۔ تین اور چھ یا تین اور چھ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک۔

۸۔ چار اور چھ یا چار اور چھ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک۔

مسئلہ ۱۱۴۷: اگر انسان کو نماز باطل کرنے والے شکوک میں کوئی شک پیش آئے تو ضروری ہے کہ جب تک اس کا شک پکا نہ ہو جائے غور و فکر کرے اور اس کے بعد اس کو اختیار ہے کہ نماز کو توڑ دے مگر بہتر ہے کہ جب تک نماز کی صورت ختم نہ ہو جائے غور و فکر کرتا رہے۔

وہ شک جن کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے

مسئلہ ۱۱۴۸: جن شکوک کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے وہ یہ ہیں:

۱۔ اس چیز میں شک جس کے بجا لانے کا وقت گزر گیا ہو مثلاً انسان رکوع میں شک کرے کہ اس نے الحمد پڑھی ہے یا نہیں۔

۲۔ سلام نماز کے بعد شک۔

۳۔ نماز کا وقت گزر جانے کے بعد کا شک۔

۴۔ کثیر الشک کا شک، یعنی اس شخص کا شک جو بہت زیادہ شک کرتا ہو۔

۵۔ رکعتوں کی تعداد کے بارے میں امام جماعت کا شک جب کہ ماموم ان کی تعداد جانتا ہو اور اسی طرح ماموم کا شک جبکہ امام جماعت نماز کی رکعتوں کی تعداد جانتا ہو۔

۶۔ مستحب نمازوں اور نماز احتیاط میں شک۔

صحیح شکوک

مسئلہ ۳۴۹: اگر کسی کو چار رکعتی نماز کی تعداد کے بارے میں شک ہو تو نو صورتوں میں ضروری ہے غور و فکر کرے پس اگر اسے شک کی کسی ایک طرف کے بارے میں یقین یا گمان ہو جائے تو ضروری ہے کہ اسی کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے ورنہ آنے والے احکام کے مطابق عمل کرے۔ اور وہ نو صورتیں یہ ہیں:

۱۔ دوسرے سجدے کا واجب ذکر ختم ہونے کے بعد شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھیں ہیں یا تین، اس صورت میں ضروری ہے کہ تین رکعت پر بنا رکھتے ہوئے ایک اور رکعت پڑھ کر نماز کو مکمل کرے نیز نماز کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر ایک رکعت نماز کھڑے ہو کر بجالائے۔

۲۔ دوسرے سجدے کا واجب ذکر ختم ہونے کے بعد شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو چار پر بنا رکھتے ہوئے نماز کو مکمل کرے اور نماز کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر نماز احتیاط بجالائے۔

۳۔ دوسرے سجدے کا واجب ذکر ختم ہونے کے بعد شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین یا چار کہ اس صورت میں ضروری ہے کہ چار رکعت پر بنا رکھ کر نماز مکمل کرے اور بعد میں دو رکعت نماز کھڑے ہو کر اور پھر دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

۴۔ دوسرے سجدے کا واجب ذکر ختم ہونے کے بعد شک کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ، کہ اس صورت میں ضروری ہے کہ چار رکعت پر بنا رکھ کر نماز کو مکمل کرے اور بعد میں دو سجدہ سہو بجالائے۔

لیکن اگر نمازی کو پہلے سجدے کے بعد یا دوسرے سجدے کا واجب ذکر ختم ہونے سے پہلے مذکورہ چار شکوک میں سے کوئی ایک شک پیش آجائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۵۔ نماز کے دوران کسی وقت بھی تین اور چار رکعت کے درمیان شک ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ چار رکعت پر بنا رکھ کر نماز کو مکمل کرے اور بعد میں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے اور

احتیاط یہ ہے دو رکعت بیٹھ کر نماز پڑھنے کو اختیار کرے اس احتیاط کوترک نہیں کرنا چاہیے۔

۶۔ قیام کے دوران چار اور پانچ رکعت کے درمیان شک کرے، کہ اس صورت میں ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور سلام بجالائے بعد میں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر بجالائے اور احتیاط یہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کو اختیار کرے۔

۷۔ قیام کے دوران تین اور پانچ رکعت کے درمیان شک، کہ اس صورت میں ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد و سلام بجالائے اور بعد میں دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔

۸۔ قیام کے دوران تین، چار اور پانچ رکعت کے درمیان شک ہو کہ اس صورت میں ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد و سلام بجالائے اور دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجالائے۔

۹۔ قیام کے دوران پانچ اور چھ رکعت کے درمیان شک کرے کہ اس صورت میں ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد و سلام بجالائے اور سجدہ سہو بھی بجالائے۔

نیز احتیاط واجب کی بناپر، ان آخری چار صورتوں میں بے جا قیام کے لیے دو سجدہ سہو اور بجالائے۔

نماز احتیاط

مسئلہ ۳۵۰: جس شخص پر نماز احتیاط پڑھنا واجب ہو ضروری ہے کہ وہ نماز کے سلام کے بعد فوراً نماز احتیاط کی نیت کرے اور تکبیر کہے، پھر الحمد پڑھے، رکوع میں جائے اور دو سجدے بجا لائے پس اگر اس پر ایک رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد تشہد اور سلام پڑھے اور اگر اس پر دو رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد پہلی رکعت کی طرح ایک اور رکعت بجالائے اور تشہد کے بعد سلام پڑھے۔

مسئلہ ۳۵۱: نماز احتیاط میں سورہ اور قنوت نہیں ہے ضروری ہے کہ یہ نماز آہستہ پڑھے اور اس کی نیت زبان پر نہ لائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۳۵۲: اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے یہ معلوم ہو جائے کہ جو نماز پڑھی تھی وہ صحیح تھی تو نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں اور اگر نماز احتیاط کے دوران اس بات کا علم ہو جائے تو اس نماز کو مکمل کرنا ضروری نہیں، البتہ اسے دو رکعت نماز نافلہ کی نیت سے مکمل کر سکتا ہے۔

سجدہ سہو

مسئلہ ۳۵۳: ان موارد میں سجدہ سہو کیا جائے:

۱۔ نماز کے دوران سہواً کلام کرنا،

۲۔ جہاں سلام نہیں پڑھنا چاہیے وہاں بھول کر سلام پڑھنا، مثلاً پہلی رکعت میں سلام پڑھے،

۳۔ تشہد بھول جانا،

۴۔ چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے کا واجب ذکر ختم ہونے کے بعد شک کرنا کہ چار رکعت پڑھی ہے یا پانچ،

۵۔ ایک سجدہ کرنا بھول جائے یا جہاں کھڑے ہونے کا حکم ہے وہاں غلطی سے بیٹھ جائے مثلاً سورہ الحمد پڑھتے وقت غلطی کی وجہ سے بیٹھ جائے یا جہاں بیٹھنے کا حکم ہے جیسے تشہد میں وہاں غلطی کی وجہ سے کھڑا ہو جائے۔ ان تین صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر دو سجدہ سہو بجالائے۔

بلکہ نماز میں غلطی کی وجہ سے جہاں کمی یا زیادتی کرے احتیاط واجب کی بنا پر دو سجدہ سہو بجالائے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

مسئلہ ۳۵۴: سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ سلام کے بعد سجدہ سہو کی نیت کرے اور پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھ دے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو نیز پیشانی کے علاوہ دوسرے اعضاء کو بھی زمین پر رکھے اور یہ ذکر پڑھے: بِسۡمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيۡكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحۡمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔ اس کے بعد ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور

دوبارہ سجدہ میں جاکر مذکورہ بالا ذکر پڑھے اور بیٹھ جائے اور تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ تشہد عام طریقے کے مطابق بجا لائے اور سلام میں اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ کہے۔

بھولے ہوئے سجدہ اور تشہد کی قضا

مسئلہ ۳۵۵: بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا کے وقت جسے نماز کے بعد انجام دیا جاتا ہے اور اسی طرح بھولے ہوئے تشہد کے لیے دو سجدے سہو انجام دیتے وقت نماز کے تمام شرائط مثلاً بدن اور لباس کا پاک ہونے اور رو بہ قبلہ ہونے کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

قضا نماز

مسئلہ ۳۵۶: قضا نماز وہ نماز ہے کہ جو نماز کے مخصوص وقت کے بعد پڑھی جاتی ہے ضروری ہے کہ انسان اپنی واجب نمازوں کو معین وقت کے اندر ادا کرے اور اگر کسی عذر کے بغیر اس کی نماز قضا ہو جائے تو وہ گناہ گار ہے ضروری ہے کہ وہ توبہ کرے اور اس کی قضاء بھی انجام دے۔

۱۔ دو جگہوں پر نماز کی قضا کرنا واجب ہے:

(الف) واجب نماز کو اس کے معین وقت میں ادا نہ کیا ہو اور نماز کے سارے وقت کے اندر سو یا رہا ہو۔

(ب) نماز کے وقت کے بعد متوجہ ہو جائے کہ جو نماز پڑھی ہے وہ باطل تھی۔

مسئلہ ۳۵۷: جس پر نماز کی قضاء واجب ہے وہ اس کے پڑھنے میں کوتاہی نہ کرے لیکن اس پر واجب نہیں ہے کہ وہ فوراً ادا کرے۔

مسئلہ ۳۵۸: اگر جانتا ہو کہ اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہے یا یہ کہ وہ شک کرے کہ اس کی کوئی نماز قضا ہے یا نہیں ایسی صورت میں اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۹: اگر نماز کے قضا ہونے کا احتمال رکھتا ہو تو مستحب یہ ہے کہ وہ احتیاطاً اس کی قضا انجام دے۔

مسئلہ ۳۶۰: اگر جانتا ہو کہ اس پر نماز کی قضا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ کتنی نمازیں ہیں مثلاً نہ جانتا ہو کہ اس کی چار نمازیں قضا ہیں یا پانچ پس اگر وہ کم تعداد چار نمازیں ہی پڑھ لے تو وہ بھی کافی ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ نمازوں کا اتنا تکرار کرے کہ اسے اپنے ذمہ کے فراغ کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۳۶۱: روزانہ کی قضا نمازوں میں ضروری نہیں ہے کہ ان کو ترتیب سے پڑھا جائے مثلاً ایک دن عصر کی نماز اور دوسرے دن ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو ضروری نہیں ہے کہ وہ پہلے عصر کی نماز اور اس کے بعد ظہر کی نماز کو قضا کرے۔

مسئلہ ۳۶۲: قضا نماز کو جماعت کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں خواہ پیش نماز کی نماز ادا ہو یا قضا اور ضروری نہیں ہے کہ دونوں ایک جیسی نماز کو پڑھیں مثلاً اگر صبح کی قضا نماز کو پیش نماز کی ظہر یا عصر کی نماز کے ساتھ پڑھے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۶۳: جب تک انسان زندہ ہے اگرچہ اپنی قضا نماز کے پڑھنے کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو پھر بھی کوئی دوسرا شخص اس کی نمازوں کی قضا نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۳۶۴: جس شخص پر قضاء نمازیں ہیں وہ مستحبی نمازیں پڑھ سکتا ہے لیکن جس شخص پر ماہ رمضان کے روزوں کی قضاء ہو وہ مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا بلکہ جس کے ذمہ کوئی بھی واجب روزہ ہو وہ بنابر احتیاط، مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۳۶۵: اگر کسی مسافر کی ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز قضا ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ اس کو دو رکعتی پڑھے۔ اگرچہ ان کی قضا اپنے وطن میں پڑھے۔

مسئلہ ۳۶۶: اگر سفر میں اپنے وطن پر قضا ہونے والی نمازوں کو پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ وہ ظہر، عصر اور عشاء کی چار رکعت پڑھے۔

مسئلہ ۳۶۷: اگر کوئی سُنی شخص شیعہ ہو جائے تو جو نمازیں اس کی پہلے سے قضا ہوئی تھیں ان قضا نمازوں کو شیعہ مذہب کے مطابق پڑھے۔

والد کی قضا نمازیں

مسئلہ ۳۶۸: اگر والد نے اپنی واجب نمازوں کو ادا نہ کیا ہو تو بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ اس کے مرنے کے بعد ان کو ادا کرے۔ نیز بنا بر احتیاط خواہ اس کے والد نے نافرمانی خدا کرتے ہوئے نمازوں کو انجام نہ دیا ہو پھر بھی بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ اس کے مرنے کے بعد خود ان نمازوں کو انجام دے یا کسی شخص سے اجرت سے پڑھوائے لیکن ماں کی قضا نمازیں بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہیں اگرچہ احوط ہے۔

مسئلہ ۳۶۹: اگر بڑا بیٹا شک کرے کہ اس کے والد کی قضا نماز تھی یا نہیں تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اور اگر مقدار میں شک کرے تو کم مقدار پر اکتفاء کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۷۰: اگر باپ پر کسی کی اجارہ کی وجہ سے نماز واجب ہو تو اس کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۱: اگر سب سے بڑا بیٹا یہ جانتا ہو کہ اس کے والد کی قضا نمازیں تھیں اور شک کرے کہ انھوں نے پڑھی تھیں یا نہیں بنا بر احتیاط واجب ضروری ہے کہ قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۷۲: اگر بڑا بیٹا والدین کی نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ وہ اپنی تکلیف کے مطابق عمل کرے مثلاً اپنی والدہ کی صبح، مغرب اور عشاء کی قضا نماز بلند آواز سے میں پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۳: جس شخص کے ذمے قضا نماز ہو اگر وہ اپنے ماں باپ کی قضا نمازیں بھی پڑھنا چاہے تو جسے بھی پہلے بجالائے صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۴: اگر بڑا بیٹا والد کی قضا نماز و روزہ ادا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو دوسرے بیٹے پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۵: اگر بڑا بیٹا باپ کی موت کے وقت نا بالغ یا دیوانہ ہو تو ضروری ہے کہ بالغ یا عاقل ہونے کے بعد باپ کی قضا نمازیں پڑھے۔

نماز جماعت

اسلام مسلمانوں کے اجتماع کو خاص اہمیت دیتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۶: نماز جماعت فرادی نماز سے چوبیس درجہ افضل ہے اور پچیس نمازوں کے برابر ہے۔ بعض روایات میں اس طرح آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز جماعت پڑھنے کے لیے کسی مسجد میں جائے تو ہر قدم کے بدلے اس کو ستر ہزار نیکیاں ملیں گی اور اس طرح ستر ہزار درجات بھی ملیں گے اور اگر وہ ایسی حالت میں مر جائے تو خداوند عالم اس کے اوپر ستر ہزار فرشتے

مقرر کرتا ہے کہ اس کی قبر پر جائیں اور اس کو جنت کی خوشخبری دیں اور قبر کی تنہائی میں اس کے مونس و یاور ہوں اور اس کے لیے اس دن تک استغفار کریں جس دن اس کو قبر سے اٹھایا جائے گا۔

نماز جماعت میں تمام نمازیوں میں سے ایک شخص جو خاص صفات کا حامل ہو وہ بعنوان پیش نماز اور دوسرے نمازی منظّم صفوں میں اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

وہ شخص کہ جو اس با جماعت نماز میں سب سے آگے کھڑا ہوتا ہے اسے "پیش نماز" اور جو اس کے پیچھے کھڑے ہو کر اس کی اقتداء کرے اسے "مأموم" کہتے ہیں۔

اہمیت نماز

مسئلہ ۳۷۷: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سب کیلئے مستحب ہے بالخصوص مسجد کے ہمسایہ کیلئے۔

مسئلہ ۳۷۸: مستحب ہے کہ انسان صبر کرے اور نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۳۷۹: جماعت کی نماز اگرچہ اوّل وقت نہ پڑھی جائے پھر بھی اول وقت میں اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے لیکن فضیلت کے وقت میں فرادیٰ نماز پڑھنا، جماعت کے غیر فضیلت وقت میں پڑھنے سے افضل ہے۔

مسئلہ ۳۸۰: جماعت کی نماز جو مختصر پڑھی جائے اس اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ جو طول دے کر پڑھی جائے۔

مسئلہ ۳۸۱: بے توجّہی کی وجہ سے نماز جماعت میں شامل نہ ہونا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۸۲: بغیر کسی وجہ سے جماعت کی نماز کو نہ چھوڑا جائے۔

پیش نماز کی شرطیں

مسئلہ ۳۸۳: ضروری ہے کہ پیش نماز بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، عادل اور حلال زادہ ہو۔ اور نماز کو صحیح طریقے سے پڑھے اور اسی طرح اگر ماموم مرد ہو تو پیش نماز کا بھی مرد ہونا ضروری ہے۔

نماز جماعت کی شرطیں

مسئلہ ۳۸۴: درج ذیل شرطوں کا جماعت کی نماز میں خیال رکھنا ضروری ہے:

۱۔ پیش نماز اور مأموم کے درمیان اور اسی طرح صفوں کے درمیان کوئی چیز مثلاً دیوار یا پردہ رکاوٹ نہیں ہونا چاہیے لیکن مردوں اور عورتوں کی صفوں کے درمیان پردہ لگانا جائز ہے۔

۲۔ ماموم، پیش نماز سے آگے یا اس کے برابر کھڑا نہ ہو بلکہ پیچھے کھڑا ہو۔

۳۔ پیش نماز کی کھڑے ہونے کی جگہ مأمومین کی جگہ سے اونچی نہیں ہونی چاہیے لیکن اگر معمولی سی مثلاً ایک بالشت سے کم اونچی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔
۴۔ پیش نماز اور ماموم اور صفوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے۔

نماز جماعت میں شامل ہونا

مسئلہ ۳۸۵: ہر رکعت میں فقط قرائت کے دوران اور رکوع میں پیش نماز کی اقتدا کر کے نماز میں شامل ہو سکتے ہیں۔

نماز جماعت میں شامل ہونے کے مختلف طریقے ہیں:

پہلی رکعت:

۱۔ قرائت کے دوران ← ماموم سورہ حمد اور سورہ کو نہ پڑھے لیکن باقی تمام اعمال کو پیش نماز کے ساتھ ادا کرے۔

۲۔ رکوع میں ← رکوع اور باقی اعمال کو پیش نماز کے ساتھ ادا کرے۔

دوسری رکعت:

۱۔ قرائت کے دوران ← ماموم حمد اور سورہ کو نہیں پڑھے گا اور پیش نماز کے ساتھ قنوت اور رکوع اور سجدہ ادا کرے گا جس وقت پیش نماز تشہد پڑھے بنا بر احتیاط واجب ضروری ہے کہ پیش نماز کے تشہد کے وقت اپنی ہاتھ کی انگلیوں اور پاؤں کے تلوے کے اگلے حصے کو زمین

پر رکھے اور اپنے گھٹنوں کو اٹھالے اور اگر نماز دو رکعتی ہے تو ایک رکعت اور اکیلے پڑھے اور نماز کو پورا کرے اور اگر نماز تین یا چار رکعتی ہے تو اپنی دوسری رکعت میں کہ جس وقت پیش نماز کی تیسری رکعت ہے حمد اور سورہ پڑھے اور جس وقت پیش نماز تیسری رکعت کو پورا کرے اور چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہو تو ماموم کو چاہیے کہ دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھے اور کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت کو ادا کرے اور نماز کی آخری رکعت میں جب پیش نماز تشہد اور سلام پڑھنے کے ساتھ اپنی نماز ختم کرے تو یہ شخص کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے۔

۲۔ رکوع میں ← رکوع اور باقی اعمال کو پیش نماز کے ساتھ جس طرح بیان ہو چکا ہے پڑھے۔

تیسری رکعت:

۱۔ قرائت کے دوران ← اگر یہ جانتا ہے کہ اگر پیش نماز کی اقتداء کرے تو حمد اور سورہ یا فقط حمد پڑھنے کا وقت ہے تو اقتداء کر سکتا ہے اور ضروری ہے کہ حمد اور سورہ یا حمد

کو پڑھے۔ اور اگر یہ جانتا ہو کہ وقت تنگ ہے تو
بنا بر احتیاط واجب صبر کرے تا کہ پیش نماز رکوع
میں جائے پھر اس کی اقتداء کرے۔

۲۔ رکوع میں ← اگر رکوع میں اقتدا کرے تو رکوع کو پیش نماز کے
ساتھ ادا کرے اور حمد اور سورہ اس رکعت کے لیے
ساقط ہے اور باقی نماز کو جس طرح پہلے بیان ہو چکا
ہے ادا کرے۔

چوتھی رکعت:

ا۔ قرائت کے دوران ← تیسری رکعت کی اقتداء کی طرح ہے جس وقت
پیش نماز، نماز کی آخری رکعت میں تشہد اور سلام
کے لیے بیٹھتا ہے تو ماموم کھڑا ہو سکتا ہے اور
اپنی نماز کو اکیلا پڑھ سکتا ہے نیز نیمہ خیز بیٹھ سکتا
ہے جس وقت پیش نماز تشہد اور سلام پورا کرے
پھر کھڑا ہو جائے۔

۲۔ رکوع میں ← رکوع اور سجدوں کو پیش نماز کے ساتھ ادا کرے اور
باقی نماز کو خود پڑھے۔

نماز جماعت کے احکام

مسئلہ ۳۸۶: اگر پیش نماز روزانہ کی نمازوں میں سے ایک نماز پڑھ رہا ہو تو نماز پنجگانہ میں سے کسی ایک نماز کی اقتداء کی جاسکتی ہے اس بناء پر اگر پیش نماز عصر کی نماز پڑھ رہا ہو تو ماموم نماز ظہر کو اس کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۸۷: اگر پیش نماز اپنی ادا نماز پڑھ رہا ہو تو ماموم اپنی پنجگانہ نمازوں میں سے کسی کی قضاء نماز پیش نماز کے پیچھے پڑھ سکتا ہے مثلاً پیش نماز ظہر کی نماز پڑھ رہا ہو تو وہ صبح کی نماز کی قضاء، اس کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۸۸: مستحبی نمازوں کو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھا جاسکتا۔ لیکن بارش کی طلب کیلئے نماز با جماعت پڑھ سکتے ہیں غیبت کے زمانہ میں نماز عیدین کا پڑھنا مستحب ہے اور ان کو با جماعت پڑھا جاسکتا ہے۔

نماز جماعت میں ماموم کی ذمہ داری

مسئلہ ۳۸۹: ماموم تکبیرۃ الاحرام کو پیش نماز سے پہلے نہ کہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک پیش نماز کی تکبیر ختم نہ ہو ماموم تکبیرۃ الاحرام نہ کہے۔

مسئلہ ۳۹۰: ماموم حمد اور سورہ کے علاوہ نماز کی دوسری چیزیں خود پڑھے لیکن اگر اس کی پہلی یا دوسری رکعت ہو اور پیش نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت ہو تو حمد اور سورہ کو پڑھے۔

مسئلہ ۳۹۱: اگر ماموم تکبیرۃ الاحرام اور سلام کے علاوہ نماز کے دوسرے اذکار کو پیش نماز سے پہلے پڑھ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۹۲: ماموم کو چاہیے کہ وہ رکوع اور سجدوں کو پیش نماز سے تھوڑی دیر بعد انجام دے۔

مسئلہ ۳۹۳: اگر اس وقت اقتدا کرے کہ جس وقت پیش نماز رکوع میں ہو

(الف) اگر پیش نماز کے رکوع کے ذکر کے ختم ہونے سے پہلے رکوع میں پہنچ جائے تو اس کی نماز جماعت صحیح ہے۔

(ب) اگر اس وقت رکوع کی حد تک پہنچے کہ جس وقت پیش نماز کا رکوع کا ذکر ختم ہو جائے لیکن پیش نماز ابھی رکوع کی حالت میں ہو تو اس کی نماز جماعت صحیح ہے۔

(ج) اگر ماموم رکوع میں جائے لیکن پیش نماز کے رکوع میں نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز فرادیٰ طریقے سے صحیح ہے اور ضروری ہے کہ وہ اپنی نماز کو پورا کرے۔

اگر ماموم، بھولے سے (سہواً) پیش نماز سے پہلے:

۱۔ رکوع میں چلا جائے ←واجب ہے کہ اٹھے اور پیش نماز کے ساتھ رکوع میں جائے۔

۲۔ رکوع سے اٹھ جائے ← ضروری ہے کہ رکوع میں واپس چلا جائے اور پیش نماز کے ساتھ سر کو رکوع سے اٹھائے۔ اس صورت میں رکوع کا زیادہ ہونا

نماز کو باطل نہیں کرتا۔ لیکن اگر رکوع میں واپس چلا جائے اور قبل از آنکہ رکوع میں جائے پیش نماز اپنے سر کو رکوع سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے۔

۳۔ سجدے میں چلا جائے ←اگر اس ارادے سے کہ پیش نماز کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے سر کو اٹھالے اور پیش نماز کے ساتھ سجدے میں جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر جان بوجھ کر واپس نہ اٹھے تو اس کی نماز فرادیٰ صحیح ہے۔

۴۔ سر کو سجدے سے اٹھالے: ضروری ہے کہ سجدے میں واپس چلا جائے۔

نماز جماعت کے بعض مستحبات اور مکروہات

مسئلہ ۳۹۴: مستحب ہے کہ پیش نماز صف کے درمیان میں کھڑا ہو اور اہل علم و کمال اور باتقویٰ لوگ پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

مسئلہ ۳۹۵: مستحب ہے کہ نماز جماعت کی صفیں منظّم ہوں اور جو لوگ ایک صف میں کھڑے ہیں ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۹۶: اگر جماعت کی صفوں کے درمیان جگہ ہو تو ایسی صورت میں اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۹۷: ماموم کا اذکار نماز کو اس طرح پڑھنا کہ پیش نماز سن لے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۹۸: جس مسافر کو نماز ظہر، عصر اور عشا دو رکعت پڑھنا ہیں اس کے یے ایسے شخص کی اقتدا کرنا جو مسافر نہیں ہے مکروہ ہے اور جو شخص مسافر نہیں اس کے لیے کسی ایسے شخص کی اقتدا کرنا جو مسافر ہو مکروہ ہے۔

مسافر کی نماز

مسئلہ ۳۹۹: مسافر کے لیے ضروری ہے کہ وہ ظہر و عصر اور عشاء کی نماز کو درج ذیل آٹھ شرطوں کی بنا بر قصر ادا کرے۔

۱۔اس کا سفر آٹھ فرسخ شرعی سے کم نہ ہو (۴۴ کلومیٹر)

۲۔ سفر کرنے سے پہلے آٹھ فرسخ کاارادہ رکھتا ہو۔

۳۔ راستے میں اپنے ارادے سے نہ پھرے۔

۴۔آٹھ فرسخ کے پہنچنے سے پہلے وطن سے نہ گزرے یا دس دن یا اس سے زیادہ کا قیام کاارادہ نہ ہو۔

۵۔ حرام کام کے لیے سفر نہ کرے۔

۶۔ صحرا میں رہنے والا نہ ہو کہ جن کی جگہ معین نہیں ہوتی۔

۷۔ اس کا پیشہ سفر کرنا نہ ہو یا کثیر السفر نہ ہو۔

۸۔ حدّ ترخص تک پہنچ جائے۔

مسافر کی نماز کے بعض احکام

مسئلہ ۴۰۰: جس کا آنا اور جانا ملا کر آٹھ فرسخ ہو وہ نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۴۰۱: جو سفر پر جا رہا ہے اس وقت نماز قصر پڑھے گا کہ جب وہ حدّ ترخص تک پہنچ جائے یعنی کم از کم اتنا دور ہو جائے کہ شہر کی دیواریں نظر نہ آئیں اور اذان کی آواز نہ سنے۔

مسئلہ ۴۰۲: اگر ایسی جگہ سے سفر کرے کہ جس جگہ گھر اور دیوار نہ ہوں تو جس وقت ایسی جگہ پہنچ جائے کہ اگر وہاں پر گھر اور دیوار ہوتے تو اس جگہ سے نظر نہ آتے تو وہاں سے نماز کو قصر پڑھے۔

مسئلہ ۴۰۳: اگر کوئی شخص پہلے سے ہی آٹھ فرسخ کے سفر کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اور بغیر قصد کے اتنا سفر طے کرے مثلاً کسی گمشدہ چیز کی تلاش میں ہو تو اس کی نماز پوری ہے۔

مسئلہ ۴۰۴: کوئی حرام سفر کرے مثلاً وہ سفر کہ جو ماں باپ کو تکلیف دینے کا موجب بنے اس کی نماز پوری ہے۔

مسئلہ ۴۰۵: کسی کا کاروبار دوسری جگہ ہے اور وہ ہر روز یا ہر دو دن میں ایک مرتبہ اس جگہ سفر کرتا ہے اور واپس آجاتا ہے مثلاً بعض استاد اور ڈاکٹر یا تاجر، ان کی نماز پوری ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۶: کسی کا پیشہ سفر کرنا ہو یا اس کا پیشہ سفر نہ ہو اگر وہ دس دن یا اس سے زیادہ کسی جگہ رہے دس دن قیام کے بعد جو پہلا سفر کرے تو اس میں نماز قصر ہو گی۔ اگرچہ سوداگر (مکاری) کے علاوہ لوگوں کے لیے احتیاط مستحب یہ ہے کہ قصر اور پوری نماز دونوں پڑھیں۔

مسئلہ ۱۴۰۷: کسی کا پیشہ سفر کرنا نہیں ہے مثلاً اگر کسی شہر میں یا گاؤں میں کوئی سامان ہے یا جنس ہے کہ اس کو اٹھانے کی خاطر ضروری ہے کہ زیادہ سفر کرے تو وہ نماز کو قصر پڑھے۔ لیکن اگر اس کا سفر اتنا زیادہ ہو جائے کہ لوگ اس کو "کثیر السفر" کہیں تو اس کی نماز پوری ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۸: وہ مسافر کہ جو اپنی نماز پوری پڑھتا رہا ہو:

(الف) اگر نہ جانتا ہو کہ مسافر کی نماز قصر ہوتی ہے وہ نماز کہ جو پڑھ چکا ہے صحیح ہے۔

(ب) سفر کے حکم کو جانتا تھا لیکن اس کی بعض خصوصیات کو نہیں جانتا تھا مثلاً کسی جگہ دس دن قیام سے سفر کا حکم ٹوٹ جاتا ہے یا گناگار اپنے سفر میں توبہ کرے تو قصر پڑھنے کا حکم ہے کو نہیں جانتا تھا اور نماز پوری پڑھتا رہا اگر وقت میں پتہ چل جائے تو اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کرے تو اس کی قضا کرے یا سفر کے حکم کو جانتا تھا لیکن بھول کر پوری نماز پڑھی ہو اگر وقت کے اندر ملتفت ہو

جائے تو اس کی نماز باطل ہے نماز کو قصر پڑھے۔ اور اگر وقت کے ختم ہونے کے بعد متوجہ ہو تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۰۹: اگر بھول جائے کہ مسافر ہے اور نماز کو پورا پڑھے پس اگر اس کو وقت کے اندر یاد آ جائے تو نماز کو قصر پڑھے اور اگر وقت کے بعد یاد آ جائے تو اس پر اس نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۱۰: جس کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ پوری نماز پڑھے اگر قصر پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

ان جگہوں پر نماز پوری ہے

مسئلہ ۴۱۱:

۱۔ وطن

۲۔ وہ جگہ کہ جہاں جانتا ہے کہ وہاں دس دن قیام ہے یا ہوگا۔

۳۔ وہ جگہ کہ جہاں تیس دن تردید میں رہا ہو (یعنی) یہ نہیں جانتا تھا کہ رہے گا یا جائے گا اور تیس دن مسلسل مردّد رہا ہو۔ کسی اور جگہ بھی نہ گیا ہو۔ ایسی صورت میں تیس دن کے بعد پوری نماز پڑھے۔

وطن

مسئلہ ۴۱۲: وطن وہ جگہ ہے کہ جہاں انسان ہمیشہ رہنے کے لیے خود اختیار کرے خواہ وہ اس جگہ پیدا ہوا ہو اور اس کے والدین کا وطن ہو یا اس نے خود وہ جگہ زندگی گزارنے کے لیے انتخاب کی ہو۔

مسئلہ ۴۱۳: اگر ارادہ رکھتا ہو کہ ایسی جگہ کہ جو اس کا اصلی وطن نہ ہو کچھ مدت رہے اور بعد میں دوسری جگہ چلا جائے تو وہ جگہ اس کا وطن شمار نہیں ہو گی۔ جہاں انسان اپنی سکونت اختیار کرے یہ اس شخص کی طرح ہے جس کا وطن ہے اور وہ وہاں زندگی بسر کر رہا ہے جیسے اکثر طالب علم جو کہ حوزات علمیہ میں ساکن ہیں اگر ان کو کوئی سفر پیش آ جائے تو دوبارہ اسی جگہ پلٹتے ہوں چاہے وہاں رہنے کا ہمیشہ کے لیے ارادہ نہ بھی ہو یہ وطن کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۴۱۴: اگر اس جگہ پہنچے کہ جو پہلے اس کا وطن تھا لیکن اب اس جگہ کو ترک کر چکا ہے وہاں پوری نماز نہ پڑھے اگرچہ کسی دوسری جگہ کو اپنے لیے وطن قرار نہ بھی دیا ہو۔

مسئلہ ۴۱۵: وہ مسافر کہ جو اپنے وطن میں واپس آئے جس وقت اپنے وطن کی دیوار یا گھروں کو دیکھے یا اذان کی آواز سُنے تو اس وقت ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

دس دن کاارادہ

مسئلہ ۴۱۶: وہ مسافر کہ جس نے ارادہ کیا ہے کہ کسی جگہ دس دن رہے گا۔ اگر دس دن سے زیادہ اس جگہ رہے پس جس وقت تک سفر نہ کرے نماز کو پورا پڑھے ضروری نہیں ہے کہ وہ دوبارہ دس دن رہنے کاارادہ کرے۔

مسئلہ ۴۱۷: اگر مسافر دس دن کے ارادے سے پھر جائے یا مردّد ہو جائے کہ وہاں رہے یا کسی اور جگہ پر چلا جائے۔

اگر چار رکعتی نماز نماز پڑھنے سے پہلے اپنے ارادے سے پھر جائے یا مردّد ہو جائے تو نماز کو قصر پڑھے۔

اگر چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد اپنے ارادے سے پھرے یا مردّد ہو تو جس وقت تک اس جگہ ہے نماز کو پورا پڑھے۔

نماز آیات

مسئلہ ۴۱۸: واجبی نمازوں میں سے ایک نماز، نماز آیات ہے کہ جو زمین یا آسمانی حادثات، آفات کی وجہ سے واجب ہو جاتی ہے:

- زلزلہ
- خسوف (چاند گرہن)
- کسوف (سورج گرہن)

❖ بجلی کی چمک سرخ اور زرد طوفان وغیرہ اس صورت میں کہ اکثر لوگ خوف زدہ ہو جائیں۔

نماز آیات کا طریقہ

مسئلہ ۴۱۹: نماز آیات دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں اور وہ دو طرح سے پڑھی جاسکتی ہے:

(الف) نیت کے بعد تکبیر کہے اور ایک حمد اور ایک سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور سر کو رکوع سے اٹھائے اور دوبارہ ایک حمد اور ایک سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور اسی عمل کو پانچ مرتبہ انجام دے اور پانچویں رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح انجام دے اور تشہد پڑھے اور سلام کرے۔

(ب) نیت اور تکبیر اور حمد پڑھنے کے بعد ایک سورہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کرے، درج ذیل شکل کی طرح:

۱. بسم الله الرحمن الرحیم ← رکوع

۲. قل هُوَ اللهُ اَحَدٌ ← رکوع

۳. اللهُ الصَّمَدُ ← رکوع

۴. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ← رکوع

۵. وَلَمۡ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ← رکوع

پھر دوسری رکعت کو بھی اِسی طرح انجام دے۔

مسئلہ ۴۲۰: پہلی رکعت میں پہلے طریقے اور دوسری رکعت میں دوسرے طریقے سے بھی پڑھ سکتا ہے اور بالعکس بھی جائز ہے۔

نمازِ آیات کے احکام

مسئلہ ۴۲۱: اگر نمازِ آیات کے اسباب میں سے کوئی ایک سبب کسی شہر میں واقع ہو جائے۔ تو فقط اسی شہر کے لوگ نمازِ آیات پڑھیں اور دوسری جگہ کے لوگوں پر واجب نہیں۔

مسئلہ ۴۲۲: نمازِ آیات کا ہر رکوع رکن ہے۔ اگر عمداً یا سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۲۳: اگر سمجھ جائے کہ نمازِ آیات کہ جو چاند گرہن یا سورج گرہن کے لیے پڑھی ہے باطل تھی۔ تو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور اگر اس کا وقت گزر چکا ہے تو قضا کرے۔

مسئلہ ۴۲۴: جس وقت زلزلہ آئے یا بجلی چمکے یا اس طرح کے واقعات پیش آئیں تو انسان کو چاہیے کہ فوراً نمازِ آیات پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو گنہگار ہے اور آخر عمر تک اس پر واجب ہے اور جس وقت پڑھے احتیاط کی بنا پر ادا یا قضا کی نیت نہ کرے۔

مسئلہ ۴۲۵: نماز آیات میں قرائت کو بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔

نماز جمعہ

نماز جمعہ مسلمانوں کے بڑے اجتماع کے اسباب میں سے ایک ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کا راز ہے، جمعہ کے دن مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں اور اسلامی مسائل کو خطیب جمعہ سے سنتے ہیں۔

مسئلہ ۴۲۶: نماز جمعہ دو رکعت ہے اور اس میں دو خطبے ہیں کہ جن کو پیش نماز، نماز سے پہلے پڑھتا ہے۔

غیبت کبریٰ میں شرائط کی موجودگی میں نماز جمعہ کو رجاء کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ نماز ظہر سے مجزی نہیں ہے بلکہ نماز ظہر کا پڑھنا ضروری ہے۔

عید کی نماز

مسئلہ ۴۲۷: عید فطر اور عید قربان کی نماز زمان غیبت میں مستحب ہے جو کہ عید فطر اور عید قربان کے دن پڑھی جاتی ہیں۔

مسئلہ ۴۲۸: عید فطر اور قربان کی نماز کا وقت سورج کے نکلنے سے ظہر تک ہے۔

مسئلہ ۴۲۹: مستحب ہے کہ عید قربان کی نماز کو سورج چڑھ آنے کے بعد پڑھا جائے۔

مسئلہ ۴۳۰: نماز عیدین دو رکعت ہیں جماعت اور فرادیٰ دونوں طرح پڑھی جاسکتی ہیں جس کی پہلی رکعت میں الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد ضروری ہے کہ پانچ تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے۔ پانچویں قنوت کے بعد ایک اور تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور دو سجدوں کے بعد اٹھ کھڑا ہو۔ دوسری رکعت میں حمد و سورہ پڑھنے کے بعد چار تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے پانچویں تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، رکوع کے بعد دو سجدے بجالائے اور تشہد و سلام پڑھے۔

مسئلہ ۴۳۱: مستحب ہے کہ عید کی نماز میں زمین پر سجدہ کیا جائے، تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کیا جائے اور پیش نماز بلند آواز سے قرائت کرے۔ لیکن اگر نماز عید فرادیٰ پڑھے تو بلند آواز سے قرائت کے پڑھتے کے استحباب میں تامل پایا جاتا ہے۔

مسئلہ ۴۳۲: غیبت کے زمانے میں نماز عید فطر اور قربان کے بعد دو خطبوں کا پڑھنا مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ عید فطر کے خطبے میں فطرے کے احکام بیان ہوں اور عید قربان میں قربانی کے احکام بیان ہوں۔

مسئلہ ۴۳۳: نماز عید میں دوسری نمازوں کی طرح مقتدی کے لیے ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ کے علاوہ نماز کے باقی اذکار خود پڑھے۔

روزے کے احکام

ارشاد رب العزت ہے:

{ یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ }

(سورہ بقرہ، آیت ۱۸۳)

اسلام کے مہم واجبات میں سے ایک واجب روزہ ہے جو انسان کو خود سازی، کمال اور معنویت کو حاصل کرنے میں مدد کرتا ہے۔اس کی عظمت کیلئے خداوند متعال کا یہ فرمان ہی کافی ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

روزے کی تعریف یہ ہے کہ انسان " طلوع فجر صادق " سے لیکر " مغرب " (رات) تک اطاعت خداوندی کے لیے بعض کاموں سے پرہیز کرے کہ جن کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

روزے کے اہداف یہ ہیں کہ روزہ روح اور جسم کو سلامت رکھتا ہے، تقویٰ اور پرہیز گاری تزکیہ نفس، پاکیزگی اخلاق کا موجب اور بری عادات سے بچنے کی طرف دعوت کرتا ہے اسی بارے میں پیغمبر اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

ماہ رمضان، وہ مہینہ ہے کہ اس میں انسان کو خدا کی مہمانی کی طرف دعوت کی جاتی ہے۔اس بناء پر خدا سے یہ دعا مانگو کہ

١. خدا تمہاری نیتوں اور دلوں کو گناہوں اور بری صفات سے پاک کرے۔
٢. روزہ رکھنے اور تلاوت قرآن کی توفیق عطا کرے۔
٣. جس وقت بھوک اور پیاس لگے تو قیامت کی بھوک اور پیاس کو یاد کرو۔
٤. اسی طرح غریب، مسکین اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرو۔
٥. بچوں اور رشتے داروں سے پیار اور محبت سے پیش آؤ۔
٦. اپنی زبان کو بیہودہ اور بری باتوں سے بچاؤ۔

۷. اپنی آنکھوں کو حرام چیزیں دیکھنے سے بچاؤ۔

۸. اپنے کانوں کو حرام کے سننے سے روکو۔

۹. یتیموں سے مہربانی سے پیش آؤ۔

روزے کی اقسام

مسئلہ ۴۳۴: روزے کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ واجب ۲۔ حرام ۳۔ مستحب ۴۔ مکروہ

واجب روزے

مسئلہ ۴۳۵:

۱. ماہ مبارک رمضان کے روزے

۲. کفارے کے روزے

۳. وہ روزہ کہ جو نذر، عہد اور قسم کی وجہ سے واجب ہو جاتا ہے

۴. والد کے قضا روزے جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں۔

حرام روزے

مسئلہ ۴۳۶: شریعت میں کچھ روزے رکھنا حرام ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱. عید الفطر کا روزہ

۲. عید قربان کا روزہ
۳. جو شخص منی میں ہے اس کے لیے ایام تشریق ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا
۴. یوم الشک کو ماہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا
۵. اولاد کا وہ مستحبی روزہ جو والد کو تکلیف دینے کا باعث بنے۔

مستحب روزے

مسئلہ ۷۴۳: حرام اور مکروہ روزوں کے علاوہ پورے سال کے روزے رکھنا مستحب ہے لیکن بعض دنوں کے روزوں کے بارے میں زیادہ تاکید ہوئی ہے ان میں سے بعض روزے درج ذیل ہیں:

۱. ہر مہینے کی پہلی اور آخری جمعرات
۲. ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ
۳. رجب اور شعبان کا پورا مہینہ
۴. عید نوروز کے دن
۵. ۲۵ اور ۲۹ ذی القعدہ کے دن کا روزہ
۶. عید غدیر کے دن (۱۸ ذی الحجہ)
۷. عید مباہلہ کے دن (۲۴ ذی الحجہ) کا روز

۸. عید مبعث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲۷ رجب)

۹. روز میلاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۷ ربیع الاوّل)

مکروہ روزے

مسئلہ ۴۳۸:

۱. عاشور کے دن[1]

۲. اس دن کا روزہ کہ جس میں شک ہو کہ روزہ عرفہ ہے یا عید قربان

روزے کی نیت

مسئلہ ۴۳۹: انسان ماہ رمضان کی ہر رات کو اگلے دن کے روزے کی نیت کر سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماہ رمضان کی پہلی رات کو پورے مہینے کے روزوں کی نیت کر لے۔

مسئلہ ۴۴۰: ماہ رمضان کے روزوں کی نیت کا وقت رات کے پہلے حصے سے لیکر اذان صبح تک ہے۔

۱۔ عاشور کے دن روزہ نہ رکھا جائے بلکہ روزے کی نیت کے بغیر فاقہ کرنا چاہیے کوئی چیز نہ کھائے پیئے عصر کے بعد فاقہ کو توڑ دے۔

مسئلہ ۴۴۱: اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے نیت کرنا بھول جائے اور روزے کی نیت کے بغیر سو جائے لیکن زوال سے پہلے جاگ جائے مشہور یہ ہے کہ روزے کی نیت کر سکتا ہے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

مبطلات روزہ

مسئلہ ۴۴۲: مبطلات روزہ درج ذیل ہیں:

۱. کھانا اور پینا
۲. غلیظ غبار کا حلق تک پہنچانا
۳. پورے سر کو پانی میں ڈبونا
۴. عمداً (جان بوجھ کر) قے کرنا۔ اگر بغیر اختیار کے قے آجائے تو کوئی حرج نہیں ہے
۵. جماع کرنا
۶. استمناء
۷. صبح کی اذان تک حالت جنابت پر باقی رہنا۔ یہ حکم ماہ رمضان اور اس کی قضا روزوں کے بارے میں ہے اس کے علاوہ دوسرے واجب روزوں میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ عمداً جنابت پر باقی نہ رہے۔
۸. کسی بہنے والی چیز سے اینما لینا۔

۹. خدا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ائمہ معصومین علیہم السلام سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا بلکہ احوط یہ ہے کہ دوسرے انبیاء، اوصیاء اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے بھی کوئی جھوٹی بات منسوب نہ کرے۔

احکام مبطلات روزہ

کھانا اور پینا

مسئلہ ۴۴۳: روزہ دار جان بوجھ کر کچھ کھائے یا پیئے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۴۴۴: اگر روزہ دار کے منہ میں کھانے کے وہ ریزے جو اس کے دانتوں میں بچ جاتے ہیں ان کو جان بوجھ کر اندر لے جائے تو اس سے بھی روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۴۴۵: اگر روزہ دار بھول کر کوئی چیز کھا، پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۴۴۶: لعاب دہن کا نگلنا روزے کو باطل نہیں کرتا اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۴۴۷: سر اور سینے کی بلغم اگر منہ کے دھانے تک نہ پہنچی ہو تو اس کے نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر منہ کے دھانے تک پہنچ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کو نہ نگلا جائے۔

مسئلہ ۴۴۸: انسان کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں توڑ سکتا لیکن اگر کمزوری اس حد تک ہو کہ روزدار کے لیے عام طور پر قابل برداشت نہ ہو تو پھر روزہ توڑا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۴۴۹: دوا کی جگہ استعمال ہونے والے یا عضو کو بے حسن کر دینے والے انجکشن کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ روزہ دار اس انجکشن سے پرہیز کرے کہ جو پانی اور غذا کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔

غلیظ غبار کا حلق تک پہنچانا

مسئلہ ۴۵۰: احتیاط واجب کی بناء پر غلیظ غبار کا حلق تک پہنچانا روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ وہ غبار کھانے والی چیز کا ہو مثلاً آٹے کا غبار یا غیر کھانے والی چیز مثلاً مٹی وغیرہ کا غبار ہو۔

مسئلہ ۴۵۱: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزدار گاڑھی بھاپ اور سگریٹ و تمبا کو جیسی چیزوں کا دھواں بھی حلق تک نہ پہنچائے۔

تمام سر کا پانی میں ڈبونا

مسئلہ ۴۵۲: اگر روزہ دار جان بوجھ کر پورے سر کو پانی میں ڈبو دے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۴۵۳: درج ذیل موارد میں روزہ باطل نہیں ہوتا:

❖ بھول کر سر کو پانی میں ڈبو دے

❖ سر کا کچھ حصہ پانی میں ڈبو دے

❖ آدھے سر کو ایک مرتبہ اور باقی آدھے سر کو دوسری مرتبہ پانی میں ڈبو دے

❖ بے اختیار پانی میں گر جائے

❖ دوسرا شخص زبردستی اس کے سر کو پانی میں ڈبو دے

❖ شک کرے کہ اس کا پورا سر پانی میں ڈوبا ہے یا نہیں

مسئلہ ۴۵۴: اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور غسل کی نیت سے سر کو پانی میں ڈبو دے تو اس کا روزہ اور غسل دونوں صحیح ہیں۔

قے کرنا

مسئلہ ۴۵۵: ہر وقت روزہ دار جان بوجھ کر قے، اگرچہ بیماری کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو، اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۴۵۶: اگر روزہ دار بھول جائے کہ اس کا روزہ ہے یا بے اختیار قے کرے، تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا۔

جماع

مسئلہ ۴۵۷: روزے کی حالت میں جماع کرنا روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

استمناء

مسئلہ ۴۵۸: اگر روزہ دار استمناء کرے یعنی ایسا کام کرے کہ اس کی منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۴۵۹: اگر بے اختیار روز دار کی منی خارج ہو جائے مثلاً اگر سوتے وقت مجنب ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۶۰: استمنا کرنا حرام ہے خواہ روزے سے نہ بھی ہو۔

صبح کی اذان تک جنابت پر باقی رہنا

مسئلہ ۴۶۱: اگر مجنب شخص جان بوجھ کر صبح کی اذان تک غسل نہ کرے یا اگر اس کا وظیفہ تیمّم ہے اور وہ تیمّم نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۲: جس شخص کا وظیفہ تیمّم ہے تو اس کے لیے احوط یہ ہے کہ صبح صادق (اذان) تک بیدار رہے۔

مسئلہ ۴۶۳: اگر ماہ رمضان میں کوئی شخص غسل یا تیمّم کو بھول جائے اور ایک یا کچھ دن گزر جانے کے بعد اس کو یاد آ جائے تو ان روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۴۶۴: اگر مجنب شخص یہ جانتا ہو کہ ماہ رمضان کی رات میں اذان سے پہلے غسل کے لیے بیدار نہیں ہو گا تو اسے چاہیے کہ غسل کیے بغیر نہ سوئے اور اگر سو جائے اور بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر قضا اور کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۴۶۵: اگر کوئی ماہ رمضان کے روزے کی قضاء کرنا چاہتا ہے اور اذان صبح تک جان بوجھ کر جنب رہے اس کا روزہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۶۶: اگر روزہ دار کو نیند میں احتلام ہو جائے تو روزہ باطل نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۶۷: اگر عورت حیض یا نفاس سے اذان صبح سے پہلے پاک ہو جائے تو وہ غسل کر کے روزہ رکھے۔

مسئلہ ۴۶۸: اگر روزہ دار عورت کو دن میں خواہ غروب کے نزدیک ہی حیض یا نفاس ہو جائے تو اس کا روز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۹: بعض وہ کام جو روزہ دار کے لیے مکروہ ہیں:

۱. ہر وہ کام کرنا کہ جو ضعف (کمزوری) کا باعث بنے مثلاً خون دینا۔

۲. خوشبو والی بُوٹیوں کو سونگھنا (عطر لگانا مکروہ نہیں ہے)

۳. وہ لباس جو پہنا ہوا ہے اس کو پانی سے گیلا کرنا۔

۴. بغیر ضرورت کے پانی یا کوئی اور چیز منہ میں ڈالے۔

۵. عورت کا پانی میں بیٹھنا

۶. تر مسواک کرنا

روزے کی قضا اور کفارہ

مسئلہ ۴۷۰: اگر کوئی شخص اپنے وقت پر روزہ نہیں رکھتا تو اسے چاہیے کہ اس روزے کی جگہ روزہ رکھے وہ روزہ جو کہ اپنے وقت کے بعد رکھا جاتا ہے اسے قضا روزہ کہتے ہیں۔

روزے کا کفارہ

ہر وہ چیز کہ جو گناہ کو ختم کر دیتی ہے اس کو کفارہ کہتے ہیں اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ماہ رمضان کے روزے کو باطل کر دے تو اس پر قضا اور کفارہ واجب ہو جاتا ہے اس کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

- ❖ غلام کو آزاد کرنا (البتہ اس زمانے میں غلام نہیں ہیں)
- ❖ دو مہینے روزہ رکھنا، پہلے اکتیس (۳۱) دن روزوں میں فاصلہ نہیں ہونا چاہیے۔

❖ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا ہر فقیر کو ایک مُد (۷۵۰ گرام) گندم دینا۔

❖ جس شخص پر کفارہ واجب ہو جائے اس کو اختیار ہے کہ مذکورہ صورتوں میں سے ایک کو انتخاب کر سکتا ہے البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ترتیب کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۷۴۱: بعض وہ موارد کہ جن میں فقط روزے کی قضا واجب ہے کفارہ نہیں:

۱. ماہ رمضان میں غسل جنابت کو بھول جانا اور اسی حالت میں ایک یا زیادہ روزے رکھنا۔

۲. ماہ رمضان میں بغیر تحقیق کیے کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں ایسا کام کرے کہ جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے مثلاً پانی پیئے اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح ہو گئی تھی۔

روزے کی قضا اور کفارے کے احکام

مسئلہ ۱۷۴۲: اگر کسی شخص کے پچھلے چند رمضان کے روزے قضا ہوں تو ان میں سے کسی بھی رمضان کے روزے پہلے قضا کر سکتا ہے لیکن اگر آخری ماہ رمضان کے روزے کی قضا کا وقت تنگ ہو مثلاً آخری رمضان کے پانچ روزے

قضاہیں اور پانچ دن ہی ماہ رمضان آنے میں باقی ہیں یعنی ماہ شعبان کی پچیس تاریخ ہو گئی ہے تو بہتر یہ ہے کہ پہلے آخری رمضان کی قضا کرے۔

مسئلہ ۴۷۳: اگر ماہ رمضان میں کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے اور ماہ رمضان کے بعد اس کا عذر ختم ہو جائے اور آئندہ ماہ رمضان تک جان بوجھ کر روزے کی قضا نہ کرے تو اس کو چاہیے قضا کے علاوہ ہر روز کے بدلے میں ایک مُد طعام (تقریباً ۷۵۰ گرام) فقیر کو دے۔

مسئلہ ۴۷۴: اگر ماہ رمضان کی قضا میں کچھ سال دیر کرے تو اس کو چاہیے کہ اس کی قضا کو انجام دے اور ہر روزے کے بدلے میں ایک مدّ طعام فقیر کو دے۔

مسئلہ ۴۷۵: اگر کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا اور رمضان کے بعد اس کی قضا بھی انجام نہیں دے سکتا، اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن ہر روز ایک مُد طعام فقیر کو دے۔

مسئلہ ۴۷۶: جس فقیر کو مُد طعام دیا گیا ہو وہ اسے کھائے نیز اس کو بیچ کر اس کی رقم کو دوسری ضروریات زندگی میں استعمال کر سکتا ہے۔

مسافر کا روزہ

مسئلہ ۴۷۷: وہ مسافر کہ جو چار رکعتی نماز کو سفر میں دو رکعت پڑھتا ہے اس سفر میں وہ روزہ نہ رکھے مگر اس روزے کی قضا ضرور کرے اور وہ مسافر کہ

جو سفر میں نماز پوری پڑھتا ہے مثلاً کسی شخص کا پیشہ سفر ہے تو وہ اس سفر میں روزہ رکھے۔

مسافر کے روزے کا حکم

سفر پر جانا

مسئلہ ۴۷۸: ا۔ قبل از ظہر سفر پر جائے: جس وقت وہ حد ترخص[1] پر پہنچ جائے تو وہاں پر روزے کو افطار کرے اور اگر اس سے پہلے روزے کو افطار کرے تو اس پر کفارہ واجب ہو جائے گا۔

۲۔ بعد ظہر سفر پر جائے: اس کا روزہ صحیح ہے اور اس کو باطل نہ کرے۔

سفر سے واپس آنا

مسئلہ: ۴۷۹: ا۔ ظہر سے پہلے اپنے وطن یا اس جگہ پہنچ جائے کہ جہاں پر دس دن ٹھہرنے (قیام کرنے) کا ارادہ ہو۔

(الف) ایسا کام نہ کیا ہو کہ جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ اسے چاہیے کہ روزے کی نیت کرے اور اس دن کا روزہ پورا کرے اس کا روزہ صحیح ہے۔

ا۔ یعنی اپنے شہر سے دور ایسی جگہ پر پہنچ جائے جہاں اذان کی آواز نہ سن سکے یا اتنا دور ہو جائے کہ اپنے شہر شہر کو نہ دیکھ سکے۔

(ب) اگر روزے کو باطل کر دیا ہو: اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

۲۔ ظہر کے بعد پہنچے: اس کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا انجام دے۔

مسئلہ ۴۸۰: ماہ رمضان میں سفر کرنا صحیح ہے لیکن اگر روزے سے بچنے کے لیے سفر کرے تو مکروہ ہے۔

زکات فطرہ

مسئلہ ۴۸۱: ماہ رمضان کے ختم ہونے کے بعد، یعنی عید فطر کے دن اپنے مال میں سے کچھ حصہ زکات فطرہ کے عنوان سے فقیر کو دینا چاہیے ہر بالغ عاقل اور غنی پر زکوۃ فطرہ واجب ہوتی ہے۔

زکات فطرہ کی مقدار

مسئلہ ۴۸۲: اپنے لئے اور اپنے عیال کے لیے مثلاً بیوی بچے کیلئے ہر بندے کیلئے تقریباً ۳ کلو گرام گندم، جو، کھجور، کشمش، چاول، مکئی وغیرہ فقیر کو دے اور اگر اس مقدار کے پیسے بھی فقیر کو دے دیں تو کافی ہے۔ فقیر اسے کہتے ہیں جو سال کا بالفعل یا بالقوہ خرچہ نہ رکھتا ہو۔

زکات

ارشاد رب العزت ہے:

{ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللهِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ }

(سورہ توبہ، آیت ٦٠)

مسلمانوں کاایک مہم اقتصادی شرعی وظیفہ، زکات کا ادا کرنا ہے۔ زکوۃ کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن میں نماز کے بعد اس کا ذکر آیا ہے اور یہ ایمان اور کامیابی کی علامت و نشانی شمار کی گئی ہے۔

مسئلہ ۴۸۳: نو چیزوں پر زکات واجب ہے اور ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔ غلّہ
- ۱۔ گندم
- ۲۔ جو
- ۳۔ کھجور
- ۴۔ کشمش

۲۔ حیوان
- ۱۔ اونٹ
- ۲۔ گائے، بھینس
- ۳۔ بھیڑ، بکری

۳۔ سکّے
- ۱۔ سونا۔
- ۲۔ چاندی

نصاب کی حد

مسئلہ ۴۸۴: ان مذکورہ چیزوں کی زکات اس صورت میں واجب ہو گی کہ جب ایک مخصوص مقدار تک پہنچ جائیں اور مقدار کو "حدّنصاب" کہتے ہیں۔ یعنی اگر یہ مذکورہ چیزیں اس حد نصاب سے کم ہوں تو ان پر زکات نہیں ہے۔

غلّے کا نصاب

مسئلہ ۴۸۵: گندم، جو، کھجور اور کشمش

نصاب ۸۴۷ کلو اور ۲۰۷ گرام

مقدار زکات ← (۱) ۱/۱۰ حصہ اگر بارش یا نہر کے پانی سے سیراب ہوں

(۲) ۱/۲۰ حصہ اگر بالٹی یا پمپ والی موٹر سے پانی دیا گیا ہو

وہ فصل کہ جس کو دونوں طریقوں سے پانی دیا گیا ہو یعنی بارش یا نہر کے پانی اور ہاتھوں سے بھی پانی دیا گیا ہو تو اس میں آدھے کی زکات ۱/۱۰ ہے اور آدھے کی ۱/۲۰ ہے۔

حیوان کا نصاب

مسئلہ ۴۸۶: بھیڑ، بکری کے پانچ نصاب ہیں:

مقدار زکات	نصاب
ایک بھیڑ	۴۰ بھیڑ
دو بھیڑیں	۱۲۱ بھیڑ
تین بھیڑیں	۲۰۱ بھیڑ
چار بھیڑیں	۳۰۱ بھیڑیں

۴۰۰ اور اس سے زیادہ ہر سو کے اوپر ایک بھیڑ۔

مسئلہ ۴۸۷: اگر زکات کے لیے بھیڑ دے تو احتیاط واجب کی بناء پر ضروری ہے کہ اس کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو اور وہ دوسرے سال میں داخل ہو گئی ہو اور اگر بکری دے تو بناء بر احتیاط ضروری ہے کہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

گائے کا نصاب

مسئلہ ۴۸۸: گائے کے دو نصاب ہیں:

مقدار زکات	نصاب
ایک بچھڑا جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نر ہو۔	۳۰ گائے
ایک بچھیا جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔	۴۰ گائے

مسئلہ ۴۸۹: اگر ۶۰ گائے ہوں تو اس کو تیس والے نصاب سے حساب کیا جائے اور اگر ۷۰ گائے ہوں تو اس کو تیس اور چالیس دونوں نصابوں سے حساب کیا جائے۔ اگر ۸۰ گائے ہوں تو اس کو چالیس والے نصاب سے حساب کیا جائے۔ اور اگر ان کی تعداد ۹۰ تک پہنچ جائے تو بناء بر احتیاط واجب ضروری ہے کہ تین مادہ بچھیا جو دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہوں زکات کے طور پر دی جائیں۔

اونٹ کا نصاب

مسئلہ ۴۹۰: اونٹ کے بارہ نصاب ہیں:

نصاب	مقدار زکات
۵ اونٹ	ایک بھیڑ جو دوسرے سال میں داخل ہو۔
۱۰ اونٹ	دو بھیڑیں جو دوسرے سال میں داخل ہوں۔
۱۵ اونٹ	تین بھیڑیں جو دوسرے سال میں ہوں۔
۲۰ اونٹ	چار بھیڑیں جو دوسرے سال میں ہوں۔
۲۵ اونٹ	پانچ بھیڑیں جو دوسرے سال میں ہوں۔

مسئلہ ۴۹۱: اگر زکات میں بھیڑ دیں تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو اور وہ دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور اگر بکری دے تو بناء پر احتیاط ضروری ہے کہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

نصاب	مقدار زکات
۲۶ اونٹ	ایک ایسی اونٹنی ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو گئی ہو۔
۳۶ اونٹ	ایک ایسی اونٹنی ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو گئی ہو۔
۴۶ اونٹ	ایک ایسی اونٹنی ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو گئی ہو
۶۱ اونٹ	ایک ایسی اونٹنی ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو گئی ہو۔
۷۶ اونٹ	دو اونٹ جو تیسرے سال میں داخل ہوں۔
۹۱ اونٹ	ان کی زکات دو ایسی اونٹنیاں ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہو گئی ہوں۔

۱۲۱ عدد اور اس سے زیادہ کہ ان میں ضروری ہے کہ یا چالیس چالیس (۴۰، ۴۰) عدد کا حساب لگایا جائے اور ہر چالیس عدد کے لیے ایک ایسی اونٹنی دے جو تیسرے سال میں داخل ہو گئی ہو یا پچاس پچاس (۵۰، ۵۰) عدد کا حساب کیا جائے اور ہر پچاس عدد کے لیے ایک ایسی اونٹنی دے جو چوتھے سال میں داخل ہو گئی ہو یا چالیس اور پچاس کا حساب کرے لیکن ہر صورت میں اس طرح

حساب کرنا ضروری ہے کہ کوئی چیز باقی نہ رہے یا اگر کوئی چیز باقی رہ بھی جائے تو نو (۹) عدد سے زیادہ نہ ہو۔ مثال کے طور پر اگراس کے پاس ایک سو چالیس (۱۴۰) اونٹ ہوں تو سو اونٹوں کے لیے وہ ایسی اونٹنیاں دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہوں اور چالیس اونٹوں کے لیے ایک ایسی اونٹنی دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

مسئلہ ۴۹۲: زکات میں جو اونٹ دیا جائے اس کا مادہ ہونا ضروری ہے۔

سونے اور چاندی کا نساب

سونا

مسئلہ ۴۹۳: سونے کے دو نصاب ہیں:

اگر سونا جس میں زکات کی شرائط پائی جائیں وہ بیس مثقال شرعی معادل پندرہ مثقال صرفی ہو تو اس میں ۱/۴۰ حصہ زکات واجب ہے۔

دوسرا نصاب: چار مثقال شرعی جو کہ تین مثقال (معمولی) (صرفی) ہوتا ہے۔ یعنی اگر پندرہ مثقال پر تین مثقال کا اضافہ ہو جائے تو پورے اٹھارہ مثقال کی زکات چالیسویں حصے کے اعتبار سے دینا ضروری ہے اور اگر تین مثقال سے کم کا اضافہ ہو تو صرف پندرہ مثقال کی زکات دے دے اور اس سے زیادہ پر زکات نہیں ، اسی طرح جس قدر اضافہ ہوتا جائے یعنی اگر پورے تین مثقال

کا اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ سارے سونے کی زکات دی جائے اور اگر اس سے کم کا اضافہ ہو تو جتنی مقدار کا اضافہ ہو اس پر زکات نہیں۔

چاندی

مسئلہ ۴۹۴: چاندی کے دو نصاب ہیں:

۱۰۵ مثقال معمولی پر ۱/۴۰ زکات ہو گی۔

۱۲۶ مثقالی معمولی اور اسی ترتیب سے ہر ۲۱ مثقال معمولی کہ جو اضافہ ہو گا اس کے اوپر ۱/۴۰ حصہ اس سارے مجموع سے مورد زکات ہو گا۔

زکات کے احکام

مسئلہ ۴۹۵: زکات عبادات میں سے ہے اور ضروری ہے کہ جو چیز ادا کی جائے اس میں زکات کی نیت اور قربت کا قصد ہو۔

مسئلہ ۴۹۶: اگر انسان گیارہ مہینے گائے، بھیڑ، بکری، اونٹ، سونے چاندی کا مالک ہو تو بارہویں مہینے کے اوائل میں ضروری ہے کہ ان کی زکات ادا کرے لیکن بعد والے سال کی ابتداء بارہواں مہینہ ختم ہونے کے بعد حساب کرے۔ اسی بنا پر اگر ان مذکورہ چیزوں کو خریدے اور نو مہینے بعد بیچ دے، تو زکات واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۹۷: اگر حیوان پورا سال بے کار ہو اس کی زکات واجب ہے۔ اس بناء پر وہ گائے یا اونٹ کہ جو کھیتوں میں ان سے فائدہ (کام) لیا جاتا ہے یا سامان اٹھانے کا کام لیا جاتا ہے ان پر زکات نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۹۸: اگر حیوان پورا سال باہر (صحرا) سے گھاس کھائے تب زکات واجب ہے پس اگر پورا سال یا سال کا کچھ حصہ گھاس کاٹ کر کھلایا جائے یا کھیت میں اگایا ہوا کھائے تو اس پر زکات نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۹۹: سونے اور چاندی پر زکات اس صورت میں واجب ہے کہ جب وہ سکے کی صورت میں ہوں پس وہ چیز کہ جو آج کل عورتیں زیورات کے عنوان سے پہنتی ہیں اس پر زکات نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۰۰: دو نصابوں کے درمیان جو مقدار ہوتی ہے وہ معاف ہے لیکن اس سے پہلے والے نصاب کی زکات ادا کرنی ضروری ہے۔

زکات کا استعمال

مسئلہ ۵۰۱: زکات کو آٹھ مقامات پر استعمال کیا جاسکتا ہے:

۱. فقیر اور ہر وہ شخص کہ جس کی آمدنی یا موجودہ مال اس کے اور اس کے بیوی بچوں کے سال کے اخراجات سے کم ہو۔ زکات لینے والے شخص کے لیے شیعہ اثنا عشری ہونا ضروری ہے۔

۲. مسکین، کہ جس کا حال فقیر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔

۳. وہ شخص کہ جو امام (علیہ السلام) کی طرف سے یا ان کے نائب کی طرف سے مامور کیا گیا ہو کہ وہ زکات کی جمع آوری، اس کی نگرانی اور اسے امام علیہ السلام یا ان کے نائب تک پہنچائے یا اسے فقراء میں تقسیم کرے۔

۴. مسلمانوں اور اسلام کی دلوں میں محبت ڈالنے کے لیے۔ مثلاً وہ کافر اگر ان کی مدد کی جائے تو وہ دین اسلام کی طرف مائل ہو جائیں گے یا جنگ میں مسلمانوں کی مدد کریں گے۔ (مؤلفۃ القلوب)

۵. غلاموں کی آزادی کیلئے۔

۶. وہ مقروض کہ جو اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو۔

۷. خدا کی راہ میں یعنی ان کاموں میں خرچ کرنا کہ جس کا فائدہ عام لوگوں کو پہنچے اور خدا کی رضا کا باعث بنے مثلاً پُل اور سڑک بنانا، مسجد اور مدارس بنانا۔

۸. وہ مسافر کہ جو سفر میں محتاج ہو جائے اور اپنے وطن پر واپسی کیلئے خرچہ نہ رکھتا ہو۔ اگرچہ وہ اپنے وطن میں فقیر نہ ہی ہو۔ البہ بناء بر احتیاط واجب اس کو زکات کا مال اس صورت میں دیا جائے گا جب اس کا سفر معصیت کا نہ ہو اور سفر میں اس پر قرض لینا یا اپنا مال جو کہ اپنے وطن میں ہے اس کو بھیجنا ممکن نہ ہو۔

خمس

ارشادرب العزت ہے:

{ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ }

(سورہ انفال، آیت ۴۱)

خمس فروعات دین میں سے ایک فرع ہے اور اصل خمس کا وجوب، ضروریات دین سے ہے جس کا انکار موجب کفر ہے۔ خمس کے بارے میں اختلاف اس کی بعض جزئیات اور مصادیق میں ہے ۔ جس طرح اصل نماز کا وجوب ضروریات دین سے ہے اور نماز کے بارے میں اختلاف اس کے بعض مسائل میں ہے۔ نماز کے بعض مسائل میں اختلاف ہونے کے باوجود خود نماز ضروریات دین سے ہے اسی طرح خمس کے بعض مسائل میں اختلاف ہونے کے باوجود، اصل خمس ضروریات دین سے ہے۔ اصل خمس کا وجوب بنصّ قرآن ثابت ہے۔

خداوند متعال نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر زکوۃ کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل ہے، اس کے عوض خمس کو قرار دیا اور یہ ایک فریضہ ہے۔

شریعت میں خمس کا مسئلہ خاص توجہ کا حامل ہے۔ امام زمانہ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جس شخص نے ہمارا حق کھایا تو گویا اس نے جہنم کی آگ کھائی ہے اور اس کا انجام جہنم ہے۔

مسئلہ ۵۰۲: سات چیزوں میں خمس واجب ہے:

١. سال کا خرچ نکالنے کے بعد جو کمائی بچ جائے

٢. کان

٣. خزانہ

۴. مال غنیمت
۵. وہ جواہرات کہ جو دریا سے نکالے جاتے ہیں
۶. وہ حلال مال جو کہ حرام مال سے مخلوط ہو جائے
۷. وہ زمین جس کو کافر ذمّی مسلمان سے خریدے

جس طرح ہر شخص جب بالغ ہو جائے تو نماز اور روزے کو انجام دینے کی فکر میں ہوتا ہے اسے چاہیے کہ وہ خمس اور زکات کی ادائیگی اور باقی واجبات کو بھی ادا کرنے پر توجہ کرے اور اسے چاہیے کہ ضروری مسائل سے آگاہ ہو۔

کمائی سے حاصل ہونے والے منافع

مسئلہ ۵۰۳: جب انسان تجارت یا کسی اور کمائی کے ذریعے سے مال کمائے اگرچہ کسی میت کی نماز اور روزہ انجام دے کر اس کی اجرت سے مال کمایا ہو۔ پس اگر سال کا اپنا خرچہ اور اپنے گھر والوں کا خرچہ نکال کر جو مال بچ جائے تو ضروری ہے کہ وہ خمس یعنی مال کا ۱/۵ (پانچواں حصہ) شریعت کے حکم کے مطابق ادا کرے جو بعد میں ذکر ہوگا۔

سال کا خرچہ

مسئلہ ۵۰۴: انسان اگر تجارت، زراعت، کارخانہ یا مزدوری کر کے یا کسی ادارے میں کام کر کے کوئی منافع حاصل کرے، اپنا اور اپنے بیوی بچوں اور وہ

لوگ کہ جن کا نان نفقہ اس کے ذمے ہے کا سال کا خرچہ نکال کر جو بچ جائے اس کا خمس ادا کرنا ضروری ہے۔

خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱. خوراک اور لباس
۲. گھر کا سامان (برتن، ٹیلیفون، میٹر وغیرہ)
۳. گھر اور گاڑی خریدنا
۴. مہمانوں کا خرچہ
۵. بیٹی کا جہیز
۶. شادی کا جائز خرچہ
۷. حج اور زیارات پر جانے کا خرچہ
۸. انعام دینا
۹. صدقہ، نذر اور کفارہ دینا
۱۰. ضروری کتابیں خریدنا
۱۱. سال کے دوران مجلس، عزاداری امام حسین علیہ السلام کروانے کا خرچہ

مسئلہ ۵۰۵: اگر مذکورہ چیزیں سال کی درآمد میں تھیں تھیہ کی جائیں اور اپنی شان سے زائد بھی نہ ہوں تو ان پر خمس واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسی رقم

یا مال سے ان کو حاصل کیا جائے جس پر سال گزر چکا ہو تو اس کا خمس ادا کرنا ضروری ہے۔

خمس کا سال

مسئلہ ۵۰۶: ہر شخص کے لیے خمس کا حساب کرنے کے لیے سال کی ابتدا اس کی پہلی کمائی سے ہے۔

اس لئے سال کی ابتداء برائے:

کسان ← فصل (اناج کی پہلی کٹائی۔

ملازم ← جب پہلی تنخواہ لے گا۔

مزدور ← پہلی مزدوری جو حاصل کرے گا۔

دوکاندار ← کسی چیز کا سودا کرنے کے بعد پہلی کمائی۔

مسئلہ ۵۰۷: درج ذیل چیزوں پر خمس نہیں ہے:

۱. وہ حق مہر جو عورت لیتی ہے نیز طلاق خلع کے عوض میں جو مال ملتا ہے۔

۲. وہ مال کہ جو فقیر شخص بعنوان خمس حاصل کرتا ہے۔

۳. وہ مال کہ جو وراثت میں ملتا ہے (لیکن اگر وارث کو علم ہو کہ مرنے والے نے اپنے مال کا خمس نہیں دیا تھا حالانکہ اس پر خمس

دینا ضروری تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وارث اس مال کا خمس ادا کرے)۔

احکام خمس

مسئلہ ۵۰۸: اگر کوئی شخص جس پر خمس واجب ہے اور اس مال پر سال گزر چکا ہے جب تک خمس نہیں دیتا اور خمس دینے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا اس مال میں تصرّف نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۵۰۹: اگر کوئی شخص خمس ادا کیے بغیر اس مال سے گھر یا لباس خریدے تو اس لباس میں یا اس گھر میں نماز پڑھنا باطل ہے۔

مسئلہ ۵۱۰: اگر کوئی شخص قناعت سے کام لیتے ہوئے سال بعد زیادہ بچت کرے پھر بھی اس کو خمس دینا ہوگا۔

مسئلہ ۵۱۱: کھانے پینے کی وہ چیزیں جو سال کی درآمد سے خریدی ہیں مثلاً چاول، گندم، گھی، چائے وغیرہ اگر سال کے آخر میں بچ جائیں تو ان پر خمس ہے۔

مسئلہ ۵۱۲: اگر کوئی شخص سال کی کمائی میں سے گھر کا سامان خریدے اور سال کے درمیان میں اس سامان کی ضرورت نہ رہے تو احتیاط مستحب ہے کہ خمس دے۔

مسئلہ ۵۱۳: اگر بالغ ہونے سے پہلے کسی شخص کے پاس کوئی رقم ہو اور اس سے فائدہ حاصل کیا ہو تو بالغ ہونے کے بعد اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۱۴: جو مال کسی فقیر نے بطور خمس حاصل کیا ہو اگر سال کے مخارج سے زائد بھی ہو اس پر خمس نہیں ہے۔ ہاں اگر اس مال سے اس نے نفع کمایا ہو تو اس کا خمس ادا کیا جائے۔ جو مال بطور زکوۃ، صدقات وغیرہ سے حاصل کیا ہو اگر سال کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس، احتیاط کی بنا پر ادا کرنا چاہیے۔

خمس کا استعمال

مسئلہ ۵۱۵: خمس کے مال کے دو حصے کرنے چاہئیں آدھا حصہ امام زمان علیہ السلام کا ہے اور ضروری ہے کہ یہ جامع الشرائط مجتہد یا اس کے نمائندے کو دیا جائے تا کہ وہ جہاں امام علیہ السلام کی یقیناً رضا ہو وہاں اسے دینی امور پر اہم و مہم کو مد نظر رکھتے ہوئے خرچ کرے اور دوسرا حصہ سادات کا ہے جس کو جامع الشرائط مجتہد تک پہنچائے تا کہ وہ مستحق سادات پر تقسیم کرے یا اس کی اجازت سے ان سادات کو دیا جائے جو اس کے مستحق ہوں۔

جس سید کو خمس دیا جاسکتا ہے اس کی شرائط

مسئلہ ۵۱۶: فقیر ہو یعنی سال کا خرچہ نہ رکھتا ہو یا مسافر ہو اگرچہ اپنے شہر میں فقیر نہ ہو بشرطیکہ اس کا سفر معصیت کا نہ ہو اور اس کا سفر میں زاد راہ ختم

ہو گیا ہو اور کسی سے قرض وغیرہ لینا بھی ممکن نہ ہو تو گھر تک پہنچنے کا خرچہ لے سکتا ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

شیعہ، بارہ اماموں کا ماننے والا ہو۔

آشکارا گناہ کرنے والا نہ ہو۔

مسئلہ ۵۱۷: احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی ایک فقیر سید کو اس کے ایک سال کے اخراجات سے زیادہ خمس نہ دیا جائے۔

حج

فروع دین سے ایک موکد فریضہ حج ہے، ارشاد رب العزت ہے:

{ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ }

(سورہ آل عمران، آیت ۹۷)

ترجمہ: اس میں (حرمت کی) بہت سی واضح و روشن نشانیاں ہیں (منجملہ اس کے) مقام ابراہیمؑ ہے اور جو اس گھر میں داخل ہوا امن میں آگیا اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض اللہ کے لیے خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے (باوجود قدرت حج سے) انکار کیا تو (یاد رکھے کہ اللہ سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص محتاج بھی نہ ہو اور بیمار بھی نہ ہو یا حکومت نے حج پر جانے میں روکاٹ بھی نہ ڈالی ہو ایسا شخص اگر حج (واجب) پر نہ جائے مرتے وقت یہودی یا نصرانی (عیسائی) مرے گا۔

مسئلہ ۵۱۸: درج ذیل شرائط رکھنے والے پر پوری زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا واجب ہے:

۱. بالغ ہو

۲. عاقل ہو

۳. آزاد ہو

۴. استطاعت رکھتا ہو۔

مسئلہ ۵۱۹: جس شخص کے لیے ذاتی مکان اتنا ضروری ہو کہ اس کے نہ ہوتے ہوئے حرج و مشقت میں پڑ جائے تو اس پر حج اس وقت واجب ہو گا کہ جب گھر کی رقم بھی اس کے پاس موجود ہو۔

مسئلہ ۵۲۰: جو عورت حج پر جاسکتی ہو اگر پلٹنے کے بعد اس کے پاس مال نہ ہو اور اس کا شوہر بھی اس کا خرچ نہ دے اور وہ زندگی گزارنے میں حرج و مشقت میں پڑ جائے تو اس پر حج واجب نہیں۔

مسئلہ ۵۲۱: اگر عورت واجب حج کی استطاعت رکھتی ہو تو شوہر کی اجازت شرط نہیں ہے اور شوہر کو کوئی حق نہیں ہے کہ اس کو حج پر جانے سے منع کرے۔

مسئلہ ۵۲۲: اگر تجارت کے لیے مثلاً جدّہ تک جائے اور اتنا مال اس کے ہاتھ لگے کہ وہاں سے مکہ جانے کے لیے شرائط استطاعت موجود ہوں تو ضروری ہے کہ حج کرے اور حج کر لینے کی صورت میں چاہے بعد میں اتنا مال مل جائے کہ اپنے وطن سے مکہ جا سکتا ہو، دوبارہ حج واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۳: اگر کسی کے پاس زادِ راہ اور سواری کا جانور نہ ہو اور دوسرا اسے حج پر جانے کی پیشکش کرے اور کہے سفر کے دوران تمہارا اور تمہارے اہل و عیال کا خرچہ میں دوں گا، تو یہ اطمینان رکھنے کی صورت میں کہ وہ اس کا خرچہ دے گا، اس پر حج واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ ۵۲۴: اگر کوئی شخص شیعہ ہو جائے اور جو حج اس نے اپنے سابقہ مذہب کے مطابق صحیح طور پر کیا تھا اگرچہ ہمارے مذہب میں وہ صحیح نہ تھا۔ شیعہ ہونے کے بعد حج کا دوبارہ کرنا واجب نہیں ہے لیکن اس کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۲۵: شریعت اسلام میں حج کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ تمتّع ۲۔ قِران ۳۔ افراد

حج تمتّع ان لوگوں پر واجب ہے جو مکہ مکرمہ سے ۸۸ کلومیٹر سے زیادہ دور ہوں اور حج "قِران و افراد" ان لوگوں کے لیے ہے جو اتنے فاصلہ پر نہ ہوں۔

حج تمتّع

مسئلہ ۵۲۶: حج تمتّع دو عبادتوں کا مرکب ہے جس کو پہلے انجام دیا جاتا ہے اسے عُمرہ اور جسے بعد میں انجام دیا جاتا ہے اسے حج، اور ان دونوں کے مجموعہ کو حج تمتّع کہتے ہیں۔

مسئلہ ۵۲۷: عمرہ اور حج تمتّع کے اعمال اٹھارہ ہیں جن میں عمرہ کے پانچ اور حج کے تیرہ ہیں۔

عمرہ تمتّع کے اجمالاً اعمال

۱. میقات سے عمرۂ تمتّع کے لیے احرام باندھنا۔
۲. سات مرتبہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنا۔
۳. مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز طواف پڑھنا۔
۴. صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا، جس میں صفا سے مروہ جانے کو ایک چکر اور مروہ سے صفا آنے کو دوسرا چکر حساب کیا جائے گا۔ پس صفا و مروہ جانا چار بار اور، مروہ سے واپس آنا تین بار حساب کیا جائے، کل ملا کر سات چکر ہو جائیں گے۔
۵. تقصیر، یعنی تھوڑے سے بال یا ناخن کٹوانا، اور جب تقصیر کر چکے تو اِحرام کی وجہ سے حرام ہو جانے والی چیزیں حلال ہو جاتی ہیں۔

اجمالاً حج کے اعمال

۱. مکہ سے حج کے لیے احرام باندھنا۔

۲. نویں ذی الحجہ کو ظہر سے غروب تک عرفات میں ٹھہرنا۔

۳. مشعر الحرام میں دسویں ذی الحجہ کو طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ٹھہرنا۔

۴. جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنا۔

۵. قربانی کرنا۔

۶. سر منڈوانا یا ناخن یا بال کٹوانا، یہ تینوں عمل دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں انجام دینا ہوں گے۔ اس کے بعد بیوی، خوشبو اور شکار کے علاوہ احرام کی وجہ سے حرام ہو جانے والی ساری چیزیں حلال ہو جائیں گی۔

۷. گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کی راتوں میں منیٰ میں رُکنا۔

۸. گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کے دنوں میں تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا۔

۹. طواف حج۔

۱۰. نمازِ طواف حج۔

۱۱. صفا و مروہ کے درمیان سعی۔

۱۲. طواف نساء۔

۱۳. نمازِ طواف نساء۔

تذکر: مسائل حج کی تفصیلات کو مستقل رسالہ (مناسک حج) میں ذکر کیا جائے گا۔

جہاد

مسئلہ ۵۲۸: دین اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن جہاد ہے۔ جہاد واجب کفائی ہے، جہاد کے وجوب میں درج ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

۱. مکلّف ہو

۲. مرد ہو عورت پر جہاد واجب نہیں ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں: عورت کا جہاد یہ ہے کہ مرد کی اذیت و آزار پر صبر کرے۔

۳. مشہور یہ ہے کہ مرد حرّ (آزاد) ہو۔

۴. قدرت رکھتا ہو، اندھے، لنگڑے، مریض اور وہ فقیر جو عیال کے نفقے اور اسلحے کے تہیہ کرنے سے عاجز ہو پر جہاد واجب نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد رب العزت ہے:

{ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ }

(سورہ فتح، آیت ۱۷)

ترجمہ: اندھے پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے۔

{ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ }

(سورہ توبہ، آیت ۹۱)

ترجمہ: ضعیفوں اور بیماروں پر اور ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۲۹: حضور کے زمانے میں ولی امر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد ان کے جانشین امام معصوم سے اجازت لینا ضروری ہے۔

مسئلہ ۵۳۰: اگر کوئی دشمن مسلمانوں پر حملہ کردے تو دفاع کرنا سب مسلمانوں پر واجب ہے۔

مسئلہ ۵۳۱: ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا افضل جہاد ہے۔

مسئلہ ۵۳۲: اپنے نفس سے یعنی ہوای نفسانی پر غالب آنے پر جہاد کرنا یہ بڑا جہاد ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے احکام

مسئلہ ۵۳۳: مکلّف پر اہم ترین واجبات میں سے ایک امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) ہے۔ قرآن مجید میں خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے:

{ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ } (سورہ توبہ، آیت ۷۱)

ترجمہ: اور مومن مرد اور عورتیں، ان میں سے بعض افراد دوسرے بعض کے دوست ہیں یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اللہ کے نبیوں کا راستہ ہے اس الٰہی ذمہ داری کے ذریعے باقی دینی فرائض اور قوانین مرحلہ عمل تک پہنچتے ہیں اسی سے رزق و روزی حلال ہوتے ہیں لوگوں کی جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت ہوتی ہے اور حق اپنے اصل حقدار تک پہنچتا ہے اس سے زمین منکرات اور برائیوں کی آلودگی سے طہارت پا کر اچھائیوں اور نیکیوں سے آباد ہوتی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہی حدیث کافی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تمہاری عورتیں فاسد اور تمہارے جوان فاسق ہو جائیں گے جب کہ تم امر بالمعروف یا نہی عن المنکر نہ کر رہے ہو گے؟"

کہا گیا: کیا ایسا ہو جائے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟

فرمایا: ہاں بلکہ اس سے بھی بدتر ہو گا کیا حال ہو گا جب تم امر بالمنکر اور نہی عن المعروف کرو گے؟

کہا: اے اللہ کے رسولؐ کیا ایسا ہو جائے گا؟

فرمایا: ہاں بلکہ اس سے بھی بدتر، کیا حال ہو گا تمہارا جب تم معروف کو منکر اور منکر کو معروف سمجھو گے؟

مسئلہ ۵۳۴: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شرائط کے ساتھ، واجب کفائی ہے یعنی اگر بعض مومنین اپنی اس شرعی ذمہ داری کو پورا کر دیں تو کافی ہے اور دوسرے مومنین سے ذمہ داری ختم ہو جائے گی ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

مسئلہ ۵۳۵: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط

۱. امر و نہی کرنے والا، معروف اور منکر کا علم رکھتا ہو

۲. اس بات کا احتمال ہو کہ بات کا اثر ہو گا۔

۳. معروف کو ترک کرنے والا یا منکر کو انجام دینے والا اپنے عمل کو چھوڑ نہ چکا ہو لہٰذا اگر وہ اپنا عمل چھوڑ چکا ہو یا احتمال ہو کہ اپنا عمل چھوڑ چکا ہے تو امر و نہی واجب نہیں ہیں۔

۴. وہ شخص معروف کو ترک کرنے یا منکر کو انجام دینے میں معذور نہ ہو مثلاً یہ کہ اس کا مجتہد اس عمل کو حرام یا واجب نہ سمجھتا ہو

چاہے امر و نہی کرنے والے کے اجتہاد یا تقلید کے اعتبار سے وہ کام حرام یا واجب ہوں۔

۵. یہ کہ اس بات کا علم نہ ہو کہ بات کا اثر ہوگا تو ضروری ہے کہ اس کے امر و نہی کے نتیجے میں کسی مسلمان کی جان، مال یا آبرو کو ضرر نہ پہنچ رہا ہو۔

مسئلہ ۵۳۶: ہر مکلّف پر واجب ہے کہ منکرات سے دل میں کراہت رکھے چاہے ان کو رکوا نہ سکتا ہو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے لیے پہلے قلبی کراہت کا اظہار کرے چاہے اس طریقے سے ہو کہ معروف کو ترک کرنے والے یا منکر کو انجام دینے والے سے تعلقات توڑ لے اور زبان کے ذریعے وعظ و نصیحت، معروف کے ثواب اور منکر کے عذاب کا تذکرہ کرتے ہوئے معروف کی جانب راغب اور منکر سے دور کرے۔

اگر یہ دو طریقے اثر انداز نہ ہوں تو پھر مار پیٹ کے ذریعہ روکا جائے۔ البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مار پیٹ قصاص اور دیت کا سبب نہ بنے۔

مسئلہ ۵۳۷: مستحبات کے سلسلے میں امر بالمعروف کرنا مستحب ہے۔

تولّی (تولّا) و تبرّی (تبرّا)

ارشاد رب العزت ہے:

{ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ }

(سورہ مجادلہ، آیت ۲۲)

تولّا اور تبرّا کو اگرچہ فروع دین میں شمار کیا جاتا ہے اور مشہور بھی یوں ہی ہے لیکن یہ دونوں اصول اعتقاد سے ہیں اور بسا کہا جاتا ہے کہ ولایت اور براءۃ قلبی یہ اصول سے ہیں اور ان پر عمل کرنا فروع سے ہے۔ یہ اچھا قول ہے۔ تولّا سے مراد محبت اور تبرّا سے مراد بغض و عداوت ہے۔ محمد وآل محمد علیہم السلام سے محبت واجب ہے۔بنصّ قرآن قربٰی سے مودت کی جائے۔

{ قُلْ لا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى } (سورہ شوریٰ، آیت ۲۳)

ترجمہ: تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابتداروں کی مودّت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔

قُربٰی سے مراد علی، فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام ہیں اس بات کی تصریح کتب اہل سنت میں بھی موجود ہے۔

محمد وآل محمد علیہم السلام کی محبت گناہوں کو مٹا دیتی ہے اُن پر کثرت سے صلوات پڑھنا عظیم عبادت ہے۔ بلند آواز سے صلوات پڑھنا منافقت کو ختم کر دیتا ہے۔ محمد وآل محمد علیہم السلام کی خوشی کے ساتھ خوشی اور ان کی غمی کے ساتھ غمی کرنا چاہیے۔ سادات کرام جو کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذریت ہیں ان کا احترام کرنا بھی ضروری ہے۔ اور سادات کی ہتک کرنا حرام ہے۔ سادات عظام کو بھی چاہیے کہ صحیح عقیدہ کے ساتھ، نیک اعمال کو انجام دیں معصیت سے اجتناب کریں۔

خلاصہ یہ کہ اپنے آباء وطاہرین علیہم السلام کی سیرت پر ہمیشہ عمل پیرا رہیں اور اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے فضائل و مصائب کا انکار نہ کریں اور محمد و آل محمد علیہم السلام کے دشمنوں سے بچ کر رہیں۔

ارشاد ربّ العزت ہے: { إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا } (سورہ احزاب، آیت ۵۷)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لیے نہایت رسوا کن عذاب ہے۔

جس نے حضرت علی، فاطمہ حسن و حسین اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کو اذیت دی اس نے رسولؐ کو اذیت دی جس نے رسولؐ کو اذیت دی اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ حاصل یہ کہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے دشمنوں سے براءۃ و بیزاری واجب ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام ہر فریضۃ نماز کے بعد چند مردوں اور چند عورتوں کا نام لے کر ان پر لعنت کرتے تھے۔ جو شخص محمد وآل محمد علیہم السلام کے دشمنوں پر تبرّے کا انکار کرتا ہے وہ یا تو جاہل ہے یا خائن ہے۔ ہاں تقیہ کے احکام کی مراعات ضروری ہے عام مجالس میں نام لینے کی ضرورت نہیں ہے کلی طور پر تبرّا کیا جائے مثلاً کہا جائے آل محمد علیہم السلام کے دشمنوں اور قاتلوں پر لعنت۔

دل میں یا خلوت میں آل محمد علیہم السلام کے دشمنوں پر نام لے کر تبرا کیا جاسکتا ہے۔

ایک حدیث میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین جو شخص جبت و طاغوت (یعنی حضرت علی اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کے دشمنوں) پر ایک مرتبہ لعنت کرتا ہے خداوند متعال اس کے لیے ستر لاکھ نیکی لکھ دیتا ہے ستر لاکھ اس کے گناہ مٹا دیتا ہے اور ستر لاکھ اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اولیاء خدا پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا اور آئمہ طاہرین بارہ اماموں جن میں پہلے حضرت علی علیہ السلام اور آخری امام مہدی علیہ السلام ہیں ان سے محبت واجب ہے۔

اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معصومین علیہم السلام کے دشمنوں سے بیزاری واجب ہے۔

محمد وآل محمد علیہم السلام کے ہم پر حقوق ہیں جن میں بعض یہ ہیں:

۱. ان کی معرفت حاصل کریں،
۲. ان سے محبت مرتے دم تک رکھیں،
۳. ان کی اطاعت مرتے دم تک کریں،
۴. ان کی قبور کی زیارت پر جائیں،

۵. مشکلات میں ان سے توسل کریں چونکہ یہ ابواب اللہ (اللہ کے دروازے) ہیں،

٦. ان کی خوشی کے ساتھ خوشی اور ان کی غمی کے ساتھ غمی کریں مجالس عزاداری اور ماتم داری کو اخلاص اور پورے اہتمام سے منعقد کیا کریں کیونکہ یہ مجالس محبوب خدا ہیں،

۷. اپنے بچوں کے نام، ان کے ناموں پر رکھیں چونکہ یہ بھی ان سے محبت کی علامت ہے اور ان کی محبت آخرت میں کام آئے گی،

۸. ان کی ذریت سادات عظام سے محبت اور ان کا احترام کریں،

۹. ان کے مالی حقوق خمس کو ادا کریں، یہ سادات کا حق ہے،

۱۰. ان کے محبوں سے بھی محبت کریں،

۱۱. ان کے فقیر اور نیاز مند محبوں کی مالی مدد کریں،

۱۲. ان کے محبوں میں اگر کسی وجہ سے آپس میں رنجش پیدا ہو جائے تو ان کی صلح کروائیں،

۱۳. ان کے دشمنوں سے بیزاری رکھیں،

۱۴. مکتب حسینی کی سربلندی اور لوگوں کو محمد وآل محمد علیہم السلام کے دروازے پر آنے کی طرف راغب کریں۔ مذہب و دین کی خدمت، ان کی خدمت ہے۔

۱۵. ان کے فضائل و مصائب کا انکار نہ کریں،

۱٦. امام زمانہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے لیے کثرت سے دعا کریں اور ان کی طرف سے صدقات و خیرات دیا کریں۔

یاد رہے کہ تولّا اور تبرّا خدا اور اس کے دین کی خاطر ہو۔ یعنی اولیاء اللہ، انبیاء و اوصیاء سے محبت، للہ (خدا کے لیے) ہو اور ان کے دشمنوں پر تبرّا بھی خدا کے لیے ہو، تولّا اور تبرّا کسی ذاتی غرض یا دنیوی طمع کے لیے نہ ہو۔

دعا گو ہوں کہ خداوند متعال بحق محمد و آل محمد علیہم السلام ہم سب کو اخلاص عطا فرمائے اور ہم سب کو محمد و آل محمد علیہم السلام کی محبت و مودت، اور ان کی ولایت پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، ہوای نفسانی اور شر شیطان سے محفوظ فرمائے۔

خرید وفروخت کے احکام

ارشاد رب العزت ہے:

{ رِجَالٌ لا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالأَبْصَارُ لِيَجْزِيَهُمُ اللهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ }

(سورہ نور، آیت ۳۷۔۳۸)

مسئلہ ۵۳۸: کاروباری شخص کے لیے سزاوار ہے کہ وہ خرید و فروخت کے احکام سیکھ لے۔ بلکہ جن مقامات پر تفصیلی یا اجمالی طور پر یقین یا اطمینان رکھتا ہو کہ نہ جاننے کی وجہ سے کسی واجب کو چھوڑ دے گا یا حرام کو انجام دے گا تو ان پیش آنے والے مسائل کا سیکھنا ضروری ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے:

"جو شخص تجارت کرنا چاہتا ہو ضروری ہے کہ اپنے دین میں دانا ہو تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس کے لیے کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے اور جو شخص دین کی سمجھ بوجھ نہ رکھتے ہوئے تجارت کرے تو وہ شبھہ ناک معاملات میں پھنس جائے گا"

مسئلہ ۵۳۹: اگر انسان مسئلہ سے لاعلمی کی بنا پر نہ جانتا ہو کہ جو سودا اس نے کیا وہ صحیح ہے یا باطل تو وہ اس سودے پر اس کے اثرات کو مرتب نہیں کر سکتا اور نہ ہی سودے کی بابت لیے گئے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۴۰: کسب و کمائی چار طرح کی ہوتی ہیں:

۱۔ واجب ۲۔ مستحب ۳۔ حرام ۴۔ مکروہ۔

مسئلہ ۵۴۱: جو شخص مال نہیں رکھتا اور اس پر واجب مخارج ہوں جیسے زوجہ، اولاد کے مخارج تو ایسے شخص پر کمائی کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵۴۲: مستحب کاموں کے لیے جیسے اہل عیال کی زندگی میں وسعت دینے کے لیے اور فقراء کی مدد کے لیے کمانا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۴۳: حرام معاملات یہ ہیں:

۱. بعض عین نجس اشیاء جیسے نشہ آور مشروبات، غیر شکاری کتا، مردار، سؤر کی خرید و فروخت حرام اور باطل ہے۔ ان کے علاوہ اگر ان سے حلال استفادہ کرنا ممکن ہو جیسے پاخانہ کو کھاد بنانا، تو اس صورت میں خرید و فروش جائز ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کو ترک کیا جائے مریضوں کو خون دینے کے لیے اس کی خرید وفروش جائز ہے۔

۲. غصبی مال کی خرید وفروش۔

۳. بنابر احتیاط ایسی چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جن کی لوگوں کی نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں جیسے درندہ حیوانات۔

۴. ایسی چیزوں کی خرید و فروخت کرنا جو معمولاً حرام کاموں میں استعمال ہوتی ہیں مثلاً جوئے کے آلات۔

۵. ایسا سودا کرنا جس میں سود ہو۔

۶. ایسی چیز کا فروخت کرنا جیس میں ملاوٹ کی گئی ہو جب کہ یہ ملاوٹ ظاہر نہ ہو اور بیچنے والا بھی خریدار کو نہ بتائے۔

ملاوٹ والے عمل کو غش کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا: مسلمانوں کے ساتھ ملاوٹ کا سودا کرنے والا مسلمانوں سے نہیں۔

حضور اکرم ﷺ سے ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ملاوٹ کرے خدا اس کی روزی سے برکت اٹھالیتا ہے اس کے ذریعہ معاش کو اس پر فاسد کر دیتا ہے اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

مسئلہ ۵۴۴: اہم مکروہ معاملات یہ ہیں:

۱. جائیداد جیسے زمین، مکان، باغ وغیرہ کو فروخت کر دینا سوائے اس کے اس رقم سے کوئی اور جائیداد خرید لی جائے۔
۲. قصائی کا کام کرنا۔
۳. کفن بیچنا۔
۴. پست، گھٹیا قسم کے لوگوں سے سودا کرنا۔
۵. اذان صبح اور سورج نکلنے کے درمیان سودا کرنا۔
۶. گندم، جو اور ان جیسی چیزوں کی خرید و فروخت کرنے کو اپنا پیشہ قرار دینا۔
۷. جس چیز کو کوئی خرید رہا ہو اسے خریدنے کے لیے سودے میں دخل اندازی کرنا۔

بیچنے والے اور خریدار کے شرائط

مسئلہ ۵۴۵: بیچنے والے اور خریدار کے کچھ شرائط ہیں:

۱. بالغ ہوں
۲. عاقل ہوں
۳. سفیہ (نادان) نہ ہوں یعنی اپنے مال کو بیکار کاموں میں صرف نہ کریں۔
۴. خرید وفروخت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ پس اگر مثلاً مذاق میں کہے کہ میں نے اپنا مال بیچ دیا تو سودا وجود میں ہی نہیں آئے گا۔
۵. کسی نے ان کو مجبور نہ کیا ہو۔
۶. یہ کہ جس جنس اور عوض کو دے رہے ہوں ان کے مالک ہوں یا مالک پر ولایت یا اس کی جانب سے وکالت یا اجازت رکھتے ہوں۔

وہ چیزیں جو خرید اور فروش میں مستحب ہیں

مسئلہ ۵۴۶: کچھ چیزیں خرید وفروش میں مستحب ہیں:
۱. جنس کی قیمت میں خریداروں کے درمیان فرق نہ ڈالے۔
۲. جنس کی قیمت میں سخت گیری نہ کرے۔
۳. جس نے اس کے ساتھ معاملہ کیا ہے اگر وہ پشیمان ہو جائے اور اس سے معاملہ توڑنے کی خواہش کرے تو اس کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے معاملہ توڑ دے۔

۴. جس چیز کو بیچ رہا ہے (وزن کی رو سے) اسے زیادہ دے اور جس چیز کو خرید رہا ہے کم لے۔

ربا (سود)

مسئلہ ۵۴۷: سود دینا اور سود لینا حرام ہے۔

سود دو طرح کے ہے: ا۔ اگر کسی کو مثلًا دس روپے قرض دے اور شرط کرے کہ میں اس سے زیادہ لوں گا مثلًا دس روپے قرض دے اور شرط کرے کہ میں بارہ روپے واپس لوں گا۔ یہ قرض میں سود ہے اور حرام ہے۔

۲۔ جو جنس وزن یا پیمانے کے ساتھ بیچی جاتی ہیں اگر اسی جنسی سے زیادہ لے تو یہ سود ہو گا، مثلًا ایک کلو گندم کو ڈیڑھ کلو کے بدلے بیچے۔

مسئلہ ۵۴۸: کچھ جگہوں پر سود حرام نہیں ہے:

ا. مسلمانوں کا کفار سے سود لینا جو کفار اسلام کی پناہ میں نہ ہوں۔

۲. باپ بیٹے کا ایک دوسرے سے سود لینا۔

۳. میاں بیوی کا ایک دوسرے سے سود لینا۔

بیچی جانے والی چیز اور اس کے عوض کے شرائط

مسئلہ ۵۴۹: جس چیز کو فروخت کیا جا رہا ہے اور جس چیز کو اس کے عوض لیا جا رہا ہے اس کی پانچ شرطیں ہیں:

۱. یہ کہ اس کی مقدار وزن یا پیمانے یا گنتی یا ان جیسی چیزوں کے ذریعے معلوم ہو۔
۲. یہ کہ وہ ان چیزوں کو ایک دوسرے کے حوالے کر سکیں۔
۳. جنس و عوض میں موجود وہ خصوصیات ہوں جس سے قیمت پر اثر پڑتا ہے ان خصوصیات کو واضح کرے۔
۴. یہ کہ ملکیت طِلق ہو، لہٰذا وقف شدہ مال فروخت کرنا جائز نہیں مگر کچھ مقامات پر (جن کا ذکر تفصیلی کتب میں موجود ہے)
۵. خود چیز کو فروخت کرے نہ کہ اس کی منفعت کو، پس اگر ایک سال کے لیے گھر کی منفعت کو فروخت کرے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر خریدار رقم کی بجائے اپنی ملکیت کی منفعت کو دے مثلاً کسی سے قالین خریدے اور قیمت کے طور پر ایک سال کے لیے گھر کی منفعت دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

نقد اور ادھار

مسئلہ ۵۵۰: اگر کسی چیز کو نقد فروخت کیا جائے تو خریدار اور فروخت کرنے والا ایک دوسرے سے چیز اور رقم کا مطالبہ کر کے اپنی تحویل میں لے سکتے ہیں۔

اور اموال کو تحویل میں دینا، خواہ منقول ہوں یا غیر منقول، یہ ہے کہ دوسرے کے تصرف میں موجودہ رکاوٹوں کو برطرف کر دیا جائے۔

مسئلہ ۵۵۱: ادھار سودے میں ضروری ہے کہ مدت مکمل طور پر معلوم ہو، لہٰذا اگر کسی چیز کو فروخت کرے کہ فصل کی کٹائی کے وقت اس کی رقم لے چونکہ مدت مکمل طور پر معین نہیں ہوئی لہٰذا سودا باطل ہوگا۔

معاملہ سلف (پیش خرید)

مسئلہ ۵۵۲: معاملہ سلف یہ ہے کہ خریدار نقد رقم دے اور جنس کو کچھ مدت بعد میں بیچنے والے سے لے۔ یہ سودا ادھار سودے کے برعکس ہے۔

اگر خریدار کہے کہ میں اس رقم کو دیتا ہوں مثلاً چھ ماہ بعد فلاں جنس کو لوں گا بیچنے والا قبول کر لے یا بیچنے والا رقم کو لے لے اور کہے کہ فلاں جنس کو میں نے بیچا اور اسے چھ ماہ کے بعد دوں گا، یہ معاملہ صحیح ہے۔

معاملہ سلف کے شرائط

مسئلہ ۵۵۳: معاملہ سلف کے سات شرائط ہیں:

۱. ان خصوصیات کو معین کیا جائے جو چیز کی قیمت پر اثر انداز ہوتی ہیں اور ان خصوصیات کا اس طرح معین کرنا کہ عرف

عام میں کہا جائے کہ اس کی خصوصیات معلوم ہوگئ ہیں، کافی ہے۔

۲. خریدار اور بیچنے والے کے ایک دوسرے سے الگ ہونے سے پہلے خریدار مکمل قیمت بیچنے والے کو ادا کرے یا بیچنے والا قیمت کی مقدار میں خریدار کا مقروض ہو اور اس کا قرضہ نقد رقم یا ایسے ادھار کی صورت میں ہو جس کی مدت پوری ہو چکی ہو اور اپنے اس قرض کو چیز کی قیمت کے طور پر حساب کرے اور بیچنے والا بھی اس حساب کو قبول کرے۔

اور اگر قیمت کا کچھ ادا کرے تو صرف قیمت کی بہ نسبت سودا صحیح ہوگا اور بیچنے والے کو یہ اختیار ہوگا کہ سودا ختم کر دے۔

۳. مدت کو اس طرح معین کیا جائے کہ مکمل طور پر معلوم ہو لہٰذا اگر مثلاً کہے کہ فصل کی کٹائی کے وقت چیز کو تمہارے حوالے کروں گا چونکہ مدت مکمل طور پر معلوم نہیں ہوئی لہٰذا سودا باطل ہوگا۔

۴. چیز تحویل میں دینے کے لیے معین کیا جانے والا وقت ایسا ہو کہ بیچنے والا اس وقت چیز کو تحویل میں دے سکے۔

۵. چیز کا قبضہ دینے کی جگہ معین کرے لیکن اگر قرائن سے اس کی جگہ معلوم ہو تو اس جگہ کا نام لینا ضروری نہیں۔

٦. چیز کی مقدار کو وزن، پیمانہ، گنتی یا ان جیسی چیزوں سے معین کیا جائے اور ان چیزوں کو بھی بطور سلف فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں جنہیں عام طور پر دیکھ کر خریدا جاتا ہے بشرطیکہ اخروٹ اور انڈے اور انڈوں کی بعض اقسام کی طرح اس کے افراد میں اس قدر کم فرق ہو جسے لوگ اہمیت نہیں دیتے۔

۷. جس چیز کو فروخت کیا جارہا ہو اگر وہ ان چیزوں سے ہو کہ جنہیں وزن یا پیمانے سے فروخت کیا جاتا ہے تو اس کا عوض اسی چیز سے نہ ہو مثلاً گندم کو گندم کے عوض بطور سلف فروخت نہیں کیا جاسکتا۔

سونے چاندی کو سونے چاندی کے عوض بیچنا

مسئلہ ۵۵۴: اگر سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیچا جائے تو خواہ وہ سکہ دار ہوں یا بے سکہ اگر ان میں سے ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ ہو تو ایسا سودا حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۵۵۵: اگر سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے بیچا جائے تو سودا صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ دونوں کا وزن برابر ہو۔

مسئلہ ۵۵۶: اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو بیچنے والا اور خریدار کو چاہیے کہ ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کے حوالے کر دیں اور اگر جس چیز کے بارے میں معاملہ طے ہوا ہو اس کی کچھ مقدار بھی متعلقہ شخص کے حوالے نہ کی جائے تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۵۵۷: اگر بیچنے والے یا خریدار میں کوئی ایک طے شدہ مال پورا پورا دوسرے کے سپرد کر دے لیکن دوسرا کچھ مقدار دوسرے کے سپرد کر دے اور پھر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اگرچہ اتنی مقدار کے متعلق معاملہ صحیح ہے لیکن جس کو پورا مال نہ ملا ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۵۸: اگر کان کی چاندی کی مٹی کو خالص چاندی سے اور کان کے سونے کی مٹی کو خالص سونے سے بیچا جائے تو سودا باطل ہے لیکن چاندی کی مٹی کو سونے سے اور سونے کی مٹی کو چاندی سے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

وہ مقامات جہاں انسان معاملہ فسخ (ختم) کر سکتا ہے:

مسئلہ ۵۵۹: سودا فسخ کرنے کے حق کو خیار کہتے ہیں۔ خریدار اور بیچنے والے کو گیارہ صورتوں میں سودا فسخ کرنے کا اختیار ہے:

۱. خریدار اور بیچنے والا سودے کے بعد ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے ہوں اس کو خیار مجلس کہا جاتا ہے۔
۲. خریدار یا بیچنے والے کو خرید و فروخت یا اس کے علاوہ کسی چیز میں دھوکا ہوا ہو۔ اس خیار کو خیار غبن کہتے ہیں۔
۳. سودے میں طے کیا جائے کہ ایک خاص مدت تک دونوں یا کسی ایک کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہے اور اس خیار کو خیار شرط کہتے ہیں۔
۴. فریقین میں سے کوئی اپنے مال کو اس کی اصلی حالت سے بہتر اور اس طرح پیش کرے کہ لوگوں کی نظروں میں مال کی قیمت بڑھ جائے اس خیار کو خیار تدلیس کہتے ہیں۔
۵. فریقین میں سے ایک فریق دوسرے کے ساتھ شرط باندھے کہ وہ ایک کام بجالائے گا اور اس شرط پر عمل نہ ہو یا یہ شرط کی جائے کہ وہ مال چند خصوصیات کا حامل ہو اور وہ خصوصیت اس مال میں نہ پائی جائے ان دونوں صورتوں میں شرط کرنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے اس کو خیار تخلّف شرط کہتے ہیں۔
۶. چیز یا اس کے عوض میں عیب ہو اس خیار کو خیار عیب کہتے ہیں۔

۷. معلوم ہو جائے کہ فریقین نے جس چیز کا سودا کیا تھا اس کی کچھ مقدار دوسرے شخص کا مال ہے اس صورت میں اگر اس مقدار کا مالک اس سودے پر راضی نہ ہو تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے یا اگر اتنی مقدار کا عوض دے چکا ہو تو اسے واپس لے سکتا ہے۔

۸. مال کا بیچنے والا مال جو کہ معین ہے کی خصوصیات کو خریدار کے ساتھ بیان کرے جب کہ خریدار نے اس مال کو نہ دیکھا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ چیز ویسی نہیں ہے جیسی بتلائی گئی تھی اس صورت میں خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اس خیار کو خیار رؤیت کہتے ہیں۔

۹. خریدار خریدی ہوئی چیز کی قیمت تین روز تک نہ دے جب کہ اس نے دیر سے ادائیگی کی کوئی شرط بھی نہ رکھی ہو اس صورت میں اگر بیچنے والے نے مال خریدار کے سپرد نہ کیا ہو تو سودا فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر خریدی ہوئی چیز بعض ایسے پھلوں کی طرح ہو جو ایک دن پڑے رہنے سے خراب ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں اگر رات تک ادائیگی نہ کرے جب کہ شرط

بھی نہ رکھی ہو کہ دیر سے قیمت ادا کرے گا تو بیچنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے اسے خیار تاخیر، کہتے ہیں۔

۱۰. جو شخص کوئی حیوان خریدے تین روز تک سودا فسخ کر سکتا ہے اور اگر کسی چیز کو حیوان کے بدلے بیچا ہو تو بیچنے والا تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے اسے خیار حیوان، کہتے ہیں۔

۱۱. بیچنے والا اس چیز کا قبضہ نہ دے سکے جسے بیچ چکا ہو مثلاً جس گھوڑے کو بیچنا ہو وہ بھاگ جائے تو اس صورت میں خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اسے خیار تعذر تسلیم کہتے ہیں۔

اجارہ (کرایہ) کے احکام

{ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الأَمِينُ }

(سورہ قصص، آیت ۲۶)

مسئلہ ۵۶۰: کوئی چیز کرایہ پر دینے اور کرایہ پر لینے کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کرایہ لینے یا کرایہ دینے کا کام اپنے اختیار سے سر انجام دیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں لہٰذا چونکہ سفیہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیے اگر وہ کوئی چیز کرایہ پر دے یا کرایہ پر لے تو ایسا اجارہ صحیح نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۵۶۱: انسان دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر اس کا مال کرائے پر دے سکتا ہے یا کوئی مال اس کے لیے کرائے پر لے سکتا ہے۔

کرائے پر دیئے جانے والے مال کی شرائط

مسئلہ ۵۶۲: جو مال اجارے پر دیا جائے اس میں چند شرطیں پائی جانی چاہئیں:

۱. وہ مال معین ہو لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھے اپنے مکانات میں سے ایک کرائے پر دیا تو یہ صحیح نہیں ہے۔
۲. مستاجر یعنی کرائے پر لینے والا اس مال کو دیکھ لے یا مؤجر یعنی اجارے پر دینے والا شخص اپنے مال کی خصوصیات اس طرح بیان کرے کہ اس کے بارے میں پوری اطلاع حاصل ہو جائے۔

۳. اجارہ پر دیئے جانے والے مال کو دوسرے فریق کے سپرد کرنا ممکن ہو لہٰذا اس گھوڑے کو اجارہ پر دینا جو بھاگ گیا ہو باطل ہے۔

۴. یہ کہ اس مال سے استفادہ کرنا اس کے ختم یا کالعدم ہو جانے پر موقوف نہ ہو لہٰذا روٹی، میووں اور دوسری خوردنی اشیاء کو کرائے پر دینا صحیح نہیں ہے۔

۵. کرایہ کی چیز سے فائدہ اٹھانا ممکن ہو۔

۶. جو چیز کرائے پر دی جارہی ہو کرائے پر دینے والے کا اپنا مال ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال کرائے پر دیا جائے تو معاملہ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس مال کا مالک رضا مند ہو۔

اجارہ پر دیئے جانے والے مال سے استفادہ کی شرائط

مسئلہ ۵۶۳: جس استفادہ کے لیے مال اجارہ پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرطیں ہیں:

۱. یہ کہ استفادہ کرنا حلال ہو لہٰذا دکان کا شراب بیچنے یا شراب ذخیرہ کرنے کے لیے کرایہ پر دینا اور حیوان کو شراب کی حمل و نقل کے لیے کرایہ پر دینا باطل ہے۔

۲. ان کاموں کے لیے پیسہ خرچ کرنا سفاہت اور غیر عقلائی نہ ہو اور اسی طرح وہ عمل شرع کی نظر میں بلا معاوضہ سر انجام دینا واجب نہ ہو لہٰذا میت کی تجہیز کے لیے اجیر ہونا جائز نہیں۔

۳. جو چیز کرائے پر دی جائے اگر اس سے کئی فائدے اٹھائے جاسکتے ہوں تو جو فائدہ اٹھانے کی مستاجر کو اجازت ہو اسے معین کرنا چاہیے۔

۴. استفادہ کرنے کی مدت کا تعین کرلیا جائے اور اگر مدت معلوم نہ ہو لیکن عمل معین کر دیا جائے مثلاً درزی کے ساتھ معاہدہ کرلیا جائے کہ وہ ایک معین لباس ایک مخصوص طرز پر سئے گا تو یہ کافی ہے۔

اجارہ کے مسائل

مسئلہ ۵۶۴: اگر مکان یا دوکان کو کرایہ پر لے اور مالک یہ شرط لگائے کہ وہ خود اس سے استفادہ کرے تو مستاجر (کرایہ پر لینے والا) اس کو آگے کسی اور کو کرایہ پر نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۵۶۵: جس چیز کو اجارہ پر لیا گیا ہوا گر وہ تلف ہو جائے اور مستاجر نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کی ہو اور اس سے فائدہ اٹھانے میں بھی افراط سے کام نہ لیا ہو تو پھر وہ اس چیز کے تلف ہونے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۶: اگر اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مالک اپنا مال مستاجر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور مستاجر کو چاہیے کہ اس چیز کا کرایہ مالک کو دے اور اگر مالک اس مستاجر کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے تب بھی یہی حکم ہے۔

شراکت کے احکام

ربّ العزت کا ارشاد ہے:

{ ضَرَبَ اللهُ مَثَلاً رَجُلا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ }

(سورہ زمر، آیت ۲۹)

مسئلہ ۵۶۷: شراکت یہ ہے کہ ایک مال کے چاہے وہ مال عین ہو یا ذمہ مشاع طور پر نصف، ثلث یا اس طرح کی نسبت کے اعتبار سے، دو یا دو سے زیادہ مالک ہوں۔

مسئلہ ۵۶۸: شراکت، عقود جائزہ سے ہے طرفین اس عقد کو فسخ کر سکتے ہیں طرفین میں سے اگر ایک عقد کو فسخ کر دے تو دوسرے کے لیے اس مشترک مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۹: جو اشخاص شراکت کے ذریعے ایک دوسرے کے شریک کار بن جائیں ان کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور ارادے اور اختیار کے ساتھ شراکت کریں اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کر سکتے ہوں لہٰذا چونکہ سفیہ شخص (جو اپنا مال بے ہودہ کاموں پر خرچ کرتا ہے) اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا اگر وہ کسی کے ساتھ شراکت کرے تو وہ شراکت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۷۰: اگر دو یا زیادہ افراد اپنے کام سے ملنے والی مزدوری میں شراکت کریں مثلاً اگر چند مزدور آپس میں طے کریں کہ ہمیں جتنی بھی مزدوری ملے گی آپس میں تقسیم کرلیں گے تو یہ شراکت صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر ان میں سے ہر ایک آپس میں ایک بات پر مصالحت کرلے کہ ایک معینہ مدت تک اپنی آدھی کمائی اور اس کی آدھی کمائی آپس میں بانٹ لیں اور وہ بھی اسے قبول کرلے تو وہ اپنی مزدوریوں میں شریک ہو جائیں گے۔

اور اگر کسی عقد لازم کے ضمن میں شرط رکھیں کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی آدھی مزدوری دوسرے کو دے تو اس شرط پر عمل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۵۷۱: اگر شرکاء میں سے کوئی مر جائے یا دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو دوسرے شرکاء شراکت کے مال میں تصرف نہیں کرسکتے اور اگر ان میں سے کوئی سفیہ ہو جائے یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۵۷۲: کافر ذمی کے ساتھ شراکت مکروہ ہے۔

جعالہ کے احکام

ربّ العزت کا ارشاد ہے:

{ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ }

(سورہ یوسف، آیت ۷۲)

مسئلہ ۵۷۳: جعالہ سے مراد یہ ہے کہ انسان وعدہ کرے کہ اگر ایک کام اس کے لیے انجام دیا جائے گا تو وہ اس کے بدلے ایک معین مال دے گا مثلاً یہ کہے کہ جو اس کی گمشدہ چیز برآمد کردے گا وہ اسے ایک سو روپیہ دے گا اور جو شخص اس قسم کا اعلان کرے اسے جاعل اور جو شخص وہ کام سر انجام دے اسے عامل کہتے ہیں۔

مسئلہ ۵۷۴: جعالہ ایقاعات سے ہے اس میں ایجاب کا ہونا ضروری ہے خواہ وہ عام ہو جیسے کہے جو میری دیوار بنائے گا میں اسے اتنی مقدار مال دوں گا یا خاص ہو جیسے کہے اگر تو میرا لباس سلے گا تو میں فلاں مقدار رقم دوں گا۔ جعالہ میں قبول کی ضرورت نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۵۷۵: جاعل کے لیے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور جعالہ کا اعلان اپنے ارادے اور اختیار سے کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو۔ اس بنا پر سفیہ شخص (جو شخص اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) کا جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۷۶: جو کام جاعل، لوگوں سے کرانا چاہتا ہو وہ حرام یا بے فائدہ نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی ان واجبات میں سے ہونا چاہیے جن کا بلا معاوضہ بجالانا شرعاً لازم ہو لہٰذا اگر کوئی کہے کہ جو شخص شراب پیئے گا یا رات کے وقت ایک تاریک جگہ پر جائے گا یا واجب نماز پڑھے گا تو میں اسے سو روپیہ دوں گا تو جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۷۷: اس سے پیشتر کہ عامل مطلوبہ کام شروع کرے جاعل جعالہ کو منسوخ کر سکتا ہے۔

مضاربہ کے احکام

ربّ العزت کا ارشاد ہے:

{ وَ آخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللهِ }

(سورہ مزمل، آیت ۲۰)

مضاربہ سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے کو کوئی مال دے کہ وہ اس مال سے تجارت کرے اور اس تجارت سے ہونے والے منافع کو آپس میں بطور مشاع یعنی نصف یا ثلث وغیرہ کے اعتبار سے تقسیم کریں۔

صاحب مال کو مالک اور تجارت کرنے والے کو عامل کہتے ہیں۔ مضاربہ میں ایجاب و قبول شرط ہے چاہے لفظ کے ذریعے ہو یا فعل کے ذریعے، مثال کے طور پر مالک مضاربہ کے عنوان سے عامل کو مال دے اور عامل مال لے کر اسے قبول کرے۔

مسئلہ ۵۷۸: مضاربہ کے صحیح ہونے کے لیے چند شرائط ضروری ہیں:

۱. مالک اور عامل بالغ و عاقل اور مختار ہوں اور مالک سفاہت یا دیوالیہ ہونے کی وجہ سے اپنے مال میں ممنوع التصرف نہ ہو۔

۲. مالک اور عامل میں سے ہر ایک کے لیے نفع کی شرح معیّن ہو مثلاً نصف یا ایک تہائی یا ایک چوتھائی وغیرہ۔

۳. یہ کہ نفع مالک اور عامل کے درمیان ہو پس اگر شرط کی جائے کہ اس نفع میں سے کچھ مقدار ایسے شخص کے لیے ہو جو کام میں شریک نہ ہو تو مضاربہ باطل ہے۔

۴. عامل تجارت کر سکتا ہو۔

مسئلہ ۵۷۹: اقوی یہ ہے کہ مضاربہ کے صحیح ہونے کے لیے مال کو سونے یا چاندی کے سکوں کی شکل میں ہونا ضروری نہیں بلکہ نوٹ جیسے دوسرے اموال

سے انجام دینا بھی جائز ہے۔ لیکن ایسا مال جو دوسروں کے ذمے ہو مثال کے طور پر ایسا مال جو انسان کسی دوسرے سے قرض خواہ ہو، کے ساتھ جائز نہیں اور منافع سے مضاربہ کرنا مثال کے طور پر گھر کی سکونت سے مضاربہ محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۵۸۰: مضاربہ کے صحیح ہونے کے لیے مال کا عامل کے تصرف میں ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر مال، مالک کے تصرف میں ہو اور عامل فقط معاملے کو انجام دے تو مضاربہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۵۸۱: اگر مضاربہ صحیح ہو تو مالک اور عامل نفع میں شریک ہوتے ہیں اور اگر صحت کے بعض شرائط کی عدم موجودگی کی وجہ سے مضاربہ فاسد ہو تو پورا نفع مالک کا مال ہے اور ضروری ہے کہ مالک عمل کی اجرت المثل، عامل کو دے۔

مسئلہ ۵۸۲: مضاربہ میں نقصان و ضرر مالک کے ذمے ہے اور اگر یہ شرط کی جائے کہ نقصان عامل یا دونوں کے ذمے ہوگا تو شرط باطل ہے لیکن اگر یہ شرط کی جائے کہ مالک کو کاروبار میں ہونے والا نقصان عامل پورا کرے اور اپنے مال میں سے مالک کو بخش دے تو یہ شرط صحیح ہے۔

مسئلہ ۵۸۳: مضاربہ جائز معاملات سے ہے اور مالک یا عامل میں سے کوئی ایک جس وقت چاہیں مضاربہ کو فسخ کر سکتے ہیں خواہ عمل شروع کرنے سے پہلے

خواہ عمل انجام دینے کے بعد، خواہ نفع حاصل ہونے سے پہلے خواہ نفع حاصل ہونے کے بعد۔

مسئلہ ۵۸۴: عامل نے مالک سے جو مال لیا ہو اسے مالک کی اجازت کے بغیر اپنے یا کسی دوسرے کے مال کے ساتھ مخلوط نہیں کر سکتا اگرچہ اس عمل سے مضاربہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر مال کو مخلوط کرے اور تلف ہو جائے تو عامل ضامن ہے۔

مسئلہ ۵۸۵: مالک خرید و فروخت میں خصوصیات کو معین کرے مثلاً یہ کہ عامل معینہ چیز خریدے اور معینہ قیمت پر بیچے ضروری ہے کہ عامل ان پر عمل کرے ورنہ معاملہ فضولی ہوگا اور اس کا صحیح ہونا مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۵۸۶: مضاربہ میں شرط نہیں کہ مالک ایک شخص ہو اور عامل بھی ایک شخص ہو بلکہ چند مالک اور ایک عامل یا چند عامل اور ایک مالک بھی ہو سکتا ہے چاہے ان چند عاملوں کے لیے نفع سے حاصل ہونے والا جو حصہ طے ہوا ہے وہ مساوی یا مختلف ہو۔

مسئلہ ۵۸۷: اگر مالک یا عامل مر جائے تو مضاربہ باطل ہو جاتا ہے۔

امانت کے احکام

ربّ العزت کا ارشاد ہے:

{ إِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُکُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الأَمَانَاتِ إِلَی أَھْلِھَا }

(سورہ نساء، آیت ۵۸)

مسئلہ ۵۸۸: امانت دار اور وہ شخص جو مال بطور امانت دے دونوں عاقل ہونے چاہئیں لہٰذا اگر کوئی شخص دیوانے کے پاس کوئی مال امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۸۹: جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور تعدّی یعنی زیادہ روی بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ اس بات سے محفوظ نہ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبر پائے تو لے جائے اور اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۵۹۰: اگر مال کا مالک مر جائے اور اس کے کئی وارث ہوں تو جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے چاہیے کہ مال تمام ورثاء کو دے یا اس شخص کو دے جسے مال دینے پر سب ورثاء رضا مند ہوں۔ لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کے لیے ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۵۹۱: جس شخص نے امانت قبول کی ہو اگر وہ مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو اس کے وارث یا ولی کو چاہیے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس کو پہنچائے۔

عاریہ کے احکام

ربّ العزت کا ارشاد ہے:

{ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى }

(سورہ مائدہ، آیت ۲)

مسئلہ ۵۹۲: عاریہ سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اس مال سے استفادہ کرے اور اس کے عوض میں کوئی چیز اس سے نہ لے۔

مسئلہ ۵۹۳: عاریہ میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں ہے اور اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو لباس عاریہ کے قصد سے دے اور وہ بھی اس قصد سے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۵۹۴: جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً لی ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور اس سے معمول سے زیادہ استفادہ بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر طرفین آپس میں یہ شرط طے کریں کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہوگا یا وہ چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا یا چاندی ہو تو عاریتاً لینے والے کو چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۵۹۵: جو چیز کسی شخص سے عاریتاً لی ہو اسے وہ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو بطور اجارہ یا بطور عاریہ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۵۹۶: اگر کوئی چیز عاریتاً دینے والا مر جائے تو عاریتاً لینے والے کو چاہیے کہ جو چیز عاریتاً لی ہو وہ مرنے والے کے ورثاء کو دے دے۔

نکاح

ارشاد ربّ العزت ہے:

{ وَأَنْكِحُوا الأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ }

(سورہ نور، آیت ۳۲)

مسئلہ ۵۹۷: نکاح کرنا مستحب ہے اور جو شخص زوجہ کے نہ ہونے کی وجہ سے خوف رکھتا ہو کہ حرام میں پڑھ جائے گا (مثلاً نامحرم عورت کی طرف شہوت سے نگاہ کرنا، زنا یا بدفعلی کرنا) ایسے شخص پر واجب ہے کہ کسی عورت سے نکاح کرے۔

نکاح دو طرح کا ہوتا ہے: عقد دائمی۔ عقد موقت یا غیر دائمی۔

عقد دائمی وہ عقد ہے کہ جس میں ازدواج کے لیے کسی مدت کا تعین نہ ہو اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے دائمہ کہتے ہیں۔

اور عقد غیر دائمی یہ ہے کہ جس میں ازدواج کی مدت معین ہو مثلاً عورت سے ایک گھنٹے یا ایک دن یا ایک مہینہ یا ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لیے عقد کیا جاسکتا ہے لیکن عقد کی مدت عورت اور مرد کی عمر سے یا ان میں سے کسی ایک کی عمر سے زیادہ نہ ہو۔ اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے متعہ کہا جاتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ عورتوں سے متعہ کرتے تھے نکاح متعہ کا حکم ہر گز نسخ نہیں ہوا۔ تفصیل کے لیے ہماری تحقیقی کتاب صراط النجاۃ کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

نکاح کے احکام

مسئلہ ۵۹۸: نکاح خواہ دائمی ہو یا موقت (متعہ) صیغہ کا پڑھنا ضروری ہے صرف مرد اور عورت کا راضی ہونا کافی نہیں ہے اگر چاہیں تو خود بھی پڑھ سکتے

ہیں یا کسی اور کو وکیل بنا سکتے ہیں جو ان کی طرف سے پڑھے۔ البتہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ صیغہ پڑھنے والا، صیغہ پڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

مسئلہ ۵۹۹: وکیل کا مرد ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ عورت بھی عقد کا صیغہ پڑھنے کے لیے کسی دوسرے کی جانب سے وکیل ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۶۰۰: اگر عورت مطلقہ یا جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو پھر کسی سے شادی کرنا چاہے تو ولی شرعی (باپ، دادا) کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۰۱: جو لڑکی بالغ ہو چکی ہو، باکرہ (کنواری) اور رشیدہ ہو، یعنی اپنی مصلحت کی پہچان رکھتی ہو اگر شادی کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے۔

مسئلہ ۶۰۲: باپ اور دادا اپنے نابالغ فرزند کا یا دیوانے فرزند کا جو دیوانگی کی حالت میں بالغ ہوا ہو عقد کر سکتے ہیں اور بچہ، بالغ ہونے کے بعد، جب کہ پاگل، عاقل ہونے کے بعد اگر اس عقد جو اس کے لیے کیا گیا تھا اس میں کوئی مفسدہ نہ پائے تو اس نکاح کو ختم نہیں کر سکتا اور اگر اس نکاح میں مفسدہ (خرابی) پائے تو اسے اس عقد کو برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے۔

اگر نابالغ لڑکے اور لڑکی کا باپ ان کا ایک دوسرے سے نکاح کر دیں اور اس عقد میں کوئی مفسدہ بھی نہ پایا جاتا ہو تو یہ نکاح صحیح بھی ہے اور لازم بھی

یعنی بالغ ہونے کے بعد اس عقد کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اگر ایک دوسرے سے جدا ہونا چاہئیں تو مرد، طلاق دے۔

مسئلہ ۶۰۳: اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے عقد کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو تو اگر مرد اور عورت دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جانتا ہو کہ عورت کی عدت ختم نہیں ہوئی ہے اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدّت کے دوران عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو اگرچہ مرد نے عقد کے بعد اس عورت سے مجامعت نہ بھی کی ہو وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶۰۴: اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے عقد کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو اور اس سے مجامعت کرے تو خواہ اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ عورت عدت میں ہے یا نہ جانتا ہو کہ عدت کے دوران میں عورت سے عقد حرام ہے، وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶۰۵: جس شخص نے کسی لڑکے کے ساتھ لواطہ کیا ہو اگر وہ لواط کرنے والا بالغ ہو اس لڑکے کی ماں (جس میں ماں کی ماں اور اس سے اوپر بھی شامل ہیں)، بہن اور بیٹی (اور بیٹی کی بیٹی) لواط کرنے والے پر حرام ہیں۔ لیکن نکاح کے بعد یہ بد فعلی حرمت کا موجب نہیں ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسی عورت سے بھی اجتناب کرے یعنی طلاق کے ذریعے سے علیحدگی اختیار کرے۔ اگر اغلام کرنے والا اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو احتیاط واجب یہ ہے

کہ دوبارہ اس سے ازدواج نہ کرے۔ اگر لواط کرنے والا بچہ ہو یا لواطہ کروانے والا بڑا ہو تو ان صورتوں میں بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنی زوجہ سے طلاق کے ذریعہ علیحدگی اختیار کرے۔

مسئلہ ۶۰۶: اگر کوئی شخص کسی شوہر دار عورت سے زنا کرے یا ایسی عورت سے زنا کرے جو عدت رجعی میں ہو تو وہ عورت اس مرد پر بناء پر احتیاط ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶۰۷: اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ عورت شوہر دار ہے اور اس سے عقد کرنا حرام ہے اس سے شادی کرے تو ضروری ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کرلے بعد میں بھی اس سے نکاح نہ کرے۔

اور اگر اس شخص کو علم نہ ہو کہ یہ عورت شوہر دار ہے لیکن اس سے عقد کے بعد اسے مجامعت کی ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۶۰۸: اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں کسی عورت سے عقد کرے اگر وہ ایسے عقد کی حرمت کو جانتا تھا تو وہ عورت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی اور اگر نہیں جانتا تھا تو یہ عقد باطل ہے اور وہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۰۹: اگر مرد طواف النساء کو جو حج اور عمرہ مفردہ کے اعمال میں سے ایک عمل ہے بجا نہ لائے تو اس کی بیوی اور دوسری عورتیں جو احرام کے سبب

اس پر حرام ہوئیں تھیں اس کے لیے حلال نہیں ہوں گی (یعنی پوری زندگی کسی عورت سے شادی نہیں کر سکتا) اسی طرح اگر عورت طواف النساء نہ کرے تو مرد اس کے لیے حلال نہیں ہو گا لیکن اگر یہ لوگ بعد میں طواف النساء انجام دے دیں تو حلال ہو جائیں گے۔

مسئلہ ۶۱۰: اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین طلاق دے تو تیسری طلاق کے بعد اس کی طرف رجوع نہیں کر سکتا نیز اس کی عدت گزرنے کے بعد اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ عورت تیسری طلاق کی عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے اور وہ شخص اس عورت کے ساتھ جماع کرنے کے بعد مر جائے یا اسے طلاق دے دے اور اس کی عدت بھی گزر جائے تو پھر پہلا شوہر اس عورت سے شادی کر سکتا ہے تین طلاقوں میں شرط یہ ہے کہ ایک ہی خاوند اپنی بیوی کو مسلسل تین بار طلاق دے، درمیان میں کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

مثال کے طور پر عورت کو پہلی مرتبہ طلاق دے، پھر عدت کے دوران اس کی طرف رجوع کرلے یا عدت گزر جانے کے بعد پھر اس سے عقد جدید کرلے۔ پھر دوسری مرتبہ اس کو طلاق دے پھر عدت کے دوران رجوع کرلے یا عدت گزرنے کے بعد عقد جدید کرلے۔ پھر تیسری مرتبہ طلاق دے تو اب تین طلاقیں شمار ہوں گی۔

اسی طرح تیسری اور چھٹی کے بعد محلل کی صورت میں دوسرے آدمی سے نکاح اور طلاق کے بعد پہلے شخص سے نکاح ہو جائے گا لیکن نویں طلاق کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶۱۱: جس نابالغ لڑکی سے عقد کیا گیا ہو اس کے نو (۹) سال پورے ہونے سے پہلے اس سے نزدیکی کی وجہ سے افضاء ہو جائے تو وہ اس مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی لیکن اس کے باوجود زوجہ کے احکام اس پر لاگو ہوں گے یعنی جب تک وہ زندہ رہے اس کا نفقہ وغیرہ اس کے شوہر پر واجب ہو گا خواہ وہ ناشزہ ہو یا اس کو طلاق دے دی جائے۔ بلکہ بناء بر احتیاط خواہ وہ کسی اور سے شادی بھی کرلے۔ اگر نو سال کے بعد اس کا افضاء ہوا ہو تو وہ مرد پر حرام نہیں ہو گی۔ افضا کا معنی بعد والے مسئلہ میں آئے گا۔

وہ عیوب جن کی وجہ سے عقد فسخ کیا جا سکتا ہے

مسئلہ ۶۱۲: اگر مرد کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ عورت میں درج ذیل سات عیبوں میں سے کوئی عیب موجود ہے تو وہ عقد کو فسخ کر سکتا ہے:

۱۔ پاگل پن ۲۔ کوڑھ ۳۔ برص ۴۔ اندھا پن

۵۔ اپاہج ہونا اور مفلوج ہونا بھی اپاہج ہونے کے حکم میں ہے جب کہ عورت کا مفلوج ہونا واضح ہو۔

۶۔ افضا یعنی پیشاب اور حیض کا مخرج یا حیض اور پاخانے کا مخرج ایک ہو جانا۔

۷۔ عورت کی شرم گاہ میں گوشت یا ہڈی کا ہونا جو جماع سے مانع ہو۔

مسئلہ ۲۱۳: اگر عورت کو عقدے کے بعد پتہ چلے کہ اس کا شوہر عقد سے پہلے دیوانہ رہا ہے یا وہ عقد کے بعد مجامعت کرنے سے پہلے یا مجامعت کرنے کے بعد دیوانہ ہو جائے یا اس کا آلہ تناسل ہی نہ ہو یا اس کا آلہ تناسل عقد کے بعد لیکن مجامعت سے پہلے کٹ جائے یا اسے کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ مجامعت پر قادر نہ ہو خواہ اسے وہ بیماری عقد کے بعد اور نزدیکی کرنے سے پہلے ہی کیوں نہ لاحق ہوئی ہو ان تمام صورتوں میں عورت طلاق کے بغیر عقد کو ختم کر سکتی ہے لیکن اس صورت میں جب کہ شوہر مجامعت نہ کر سکتا ہو عورت کے لیے لازم ہے کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرے اور وہ اس کے شوہر کو ایک سال کی مہلت دے دے اور اگر پھر بھی وہ اس عورت یا کسی اور عورت سے مجامعت پر قادر نہ ہو تو عورت اس کے بعد عقد ختم کر سکتی ہے اور اگر مرد کا آلہ تناسل مجامعت کرنے کے بعد کٹ جائے اور عورت عقد ازدواج کو فسخ کرے تو اس فسخ کرنے کا کوئی اثر نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ شوہر اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۶۱۴: اگر عورت کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ اس کے شوہر کے تخم (فوطے) نکال دیئے گئے ہیں تو اس صورت میں جب کہ اس امر کو عورت سے مخفی رکھا گیا ہو وہ عقد کو ختم کر سکتی ہے لیکن اگر اس سے مخفی نہ رکھا گیا ہو تو احتیاط ترک نہ کی جائے۔

مسئلہ ۶۱۵: اگر عورت اس بنا پر عقد ختم کردے کہ مرد مجامعت پر قادر نہیں تو شوہر کو چاہیے کہ اسے آدھا مہر دے لیکن اگر ان دوسرے نقائص میں سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسی ایک کی بناء پر مرد یا عورت عقد ختم کردیں تو اگر مرد نے عورت سے مجامعت نہ کی ہو تو کوئی چیز دینا اس پر واجب نہیں اور اگر مجامعت کی ہو تو اسے چاہیے کہ پورا مہر ادا کرے۔

دودھ پلانے کے احکام

مسئلہ ۶۱۶: اگر کوئی عورت ایک بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جو مسئلہ ۶۲۶ میں بیان ہوں گی تو وہ بچہ مندرجہ ذیل لوگوں کا محرم بن جاتا ہے۔

۱. خود وہ عورت اور اسے رضاعی ماں کہتے ہیں۔

۲. عورت کا شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اور اسے رضاعی باپ کہتے ہیں۔

۳. اس عورت کا باپ اور ماں جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور خواہ وہ اس عورت کے رضاعی ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

۴. اس عورت کے وہ بچے جو پیدا ہو چکے ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

۵. اس عورت کی اولاد کی اولاد خواہ یہ سلسلہ جس قدر بھی نیچے چلا جائے اور اولاد کی اولاد خواہ حقیقی ہو خواہ اس کی اولاد نے ان بچوں کو دودھ پلایا ہو۔

۶. اس عورت کی بہنیں اور بھائی خواہ وہ رضاعی ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس عورت کی بہن اور بھائی بن گئے ہوں۔

۷. اس عورت کا چچا اور پھوپھی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۸. اس عورت کا ماموں اور خالہ خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۹. اس عورت کے شوہر کی اولاد جو دودھ کا مالک ہو جہاں تک بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور اگرچہ اس کی اولاد رضاعی ہی کیوں نہ ہو۔

۱۰. اس عورت کے اس شوہر کے ماں باپ جو دودھ کا مالک ہو جہاں تک بھی یہ سلسلہ اوپر چلا جائے۔

۱۱. اس عورت کے اس شوہر کے بہن بھائی جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کے رضاعی بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۲. اس عورت کا جو شوہر دودھ کا مالک ہے اس کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور اگرچہ وہ رضاعی ہی ہوں۔

اور ان کے علاوہ کئی اور لوگ بھی دودھ پلانے کی وجہ سے محرم بن جاتے ہیں جس کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۶۱۷: اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر مسئلہ ۶۲۶ میں کیا جائے گا تو اس بچے کا باپ ان لڑکیوں سے ازدواج نہیں کر سکتا جنہیں وہ عورت جنم دے لیکن اس کا اس عورت کی رضاعی لڑکیوں سے ازدواج کرنا جائز ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی ازدواج نہ کرے اور وہ ان لڑکیوں سے بھی عقد نہیں کر سکتا جو اس عورت کے اس شوہر کی بیٹیاں ہوں جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کی رضاعی بیٹیاں ہی کیوں نہ ہوں اور ان دونوں صورتوں میں اگر اس وقت (یعنی اس عورت کے بچے کو دودھ پلانے کے وقت) ان میں سے کوئی عورت اس کی بیوی ہو تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۶۱۸: اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر مسئلہ ۶۲۶ میں کیا جائے گا تو اس عورت کا وہ شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اس بچے کی بہنوں کا محرم نہیں بن جاتا۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ ان سے ازدواج نہ کرے نیز شوہر کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۶۱۹: اگر کوئی عورت ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ اس کے بھائیوں کی محرم نہیں بن جاتی اور اس عورت کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۶۲۰: اگر کوئی شخص اس عورت سے جس نے کسی لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو ازدواج کرلے اور اس سے مجامعت کرلے تو پھر وہ اس لڑکی سے عقد نہیں کرسکتا۔

مسئلہ ۶۲۱: اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے ازدواج کرلے تو پھر وہ اس عورت سے ازدواج نہیں کرسکتا جس نے اس لڑکی پورا دودھ پلایا ہو۔

مسئلہ ۶۲۲: کوئی شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کرسکتا جسے اس شخص کی ماں یا دادی نے دودھ پلایا ہو۔ نیز اگر کسی شخص کے باپ کی بیوی نے (یعنی اس کی سوتیلی ماں نے) اس شخص کے باپ کا مملوکہ دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو وہ شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کرسکتا اور اگر کوئی شخص کسی شیر خوار بچی سے

عقد کرے اور اس کے بعد اس کی ماں یا دادی یااس کی سوتیلی ماں اس بچی کو دودھ پلادے تو عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۶۲۳: جس لڑکی کو کسی شخص کی بہن یا بھائی نے پورا دودھ پلایا ہو وہ شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کر سکتا اور جب کسی شخص کی بھانجی، بھتیجی یا بہن یا بھائی کی پوتی یا نواسی نے اس بچی کو دودھ پلایا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۶۲۴: اگر کوئی عورت اپنی لڑکی کے بچے کو (یعنی اپنے نواسے یا نواسی کو) دودھ پلائے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اگر کوئی عورت اس بچے کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کے بچے کو (یعنی اپنے پوتے یا پوتی کو) دودھ پلائے تو اس کی بہو (جو کہ اس دودھ پیتے بچے کی ماں ہے) اپنے شوہر پر حرام نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۶۲۵: اگر کسی لڑکی کی سوتیلی ماں اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو اس لڑکی کے باپ کا مملوکہ دودھ پلا دے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے خواہ وہ بچہ اس لڑکی کے بطن سے ہو یا کسی دوسری عورت کے بطن سے ہو۔

دودھ پلانے کی وہ شرائط جو محرم بننے کا سبب بنتی ہیں

مسئلہ ۶۲۶: بچے کو جو دودھ پلانا محرم بننے کا سبب بنتا ہے اس کی آٹھ شرطیں ہیں:

۱. بچہ زندہ عورت کا دودھ پیئے پس اگر وہ مردہ عورت کے پستان سے دودھ پیئے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۲. عورت کا دودھ فعل حرام کا نتیجہ نہ ہو پس اگر ایسے بچے کا دودھ جو ولد الزنا ہو کسی دوسرے بچے کو دیا جائے تو اس دودھ کے توسط سے وہ دوسرا بچہ کسی کا محرم نہیں بنے گا۔

۳. بچہ پستان سے دودھ پیئے پس اگر دودھ اس کے گلے میں انڈیلا جائے تو یہ محرم بننے کا سبب نہیں بنے گا۔

۴. دودھ خالص ہو اور کسی دوسری چیز سے ملا ہوا نہ ہو۔

۵. دودھ ایک ہی شوہر کا ہو پس اگر شیر دار عورت کو طلاق ہو جائے اور وہ بعد میں دوسرا شوہر کرلے اور اس سے حاملہ ہو جائے اور بچہ جننے کے وقت تک اس کے پہلے شوہر کا دودھ اس میں باقی ہو مثلاً اگر اس بچے کو خود بچہ جننے سے پیشتر پہلے

شوہر کا دودھ آٹھ دفعہ اور وضع حمل کے بعد دوسرے شوہر کا دودھ سات دفعہ پلائے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنے گا۔

۶. بچہ کسی بیماری کی وجہ سے دودھ کی قی نہ کرے اور اگر قی کردے تو جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچے کے محرم بنتے ہوں احتیاط واجب کی بنا پر انھیں چاہیے کہ اس سے ازدواج نہ کریں اور اس پر محرمانہ نگاہ بھی نہ ڈالیں۔

۷. بچہ پندرہ مرتبہ یا ایک دن رات میں اس طرح جیسے کہ آئندہ مسئلے میں ذکر کیا جائے گا سیر ہوکر دودھ پیئے یا اسے اتنی مقدار میں دودھ دیا جائے کہ لوگ کہیں کہ اس دودھ سے اس کی ہڈیاں مضبوط ہوگئی ہیں اور گوشت اس کے بدن پر نمودار ہوگیا ہے۔

۸. بچے کی عمر کے دو سال مکمل نہ ہوئے ہوں اور اگر اس کی عمر دو سال ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہیں بنتا۔

مسئلہ ۲۶۲۷: دودھ پینے کی وجہ سے محرم بننے کے لیے ضروری ہے کہ ایک دن رات میں بچہ نہ غذا کھائے اور نہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیئے لیکن اگر

اتنی تھوڑی غذا کھائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے بیچ میں غذا کھائی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

نیز یہ بھی ضروری ہے کہ پندرہ مرتبہ ایک ہی عورت کا دودھ پیۓ اور اس پندرہ مرتبہ دودھ پینے کے درمیان کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیۓ اور ہر بار بلا فاصلہ دودھ پیۓ ہاں اگر دودھ پیتے ہوئے سانس لے یا تھوڑا سا صبر کرے گویا کہ جب اس نے پہلی بار پستان منہ میں لیا تھا اس وقت سے لے کر اس کے سیر ہو جانے تک ایک دفعہ دودھ پینا ہی شمار کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

دودھ پلانے کے آداب

مسئلہ ۶۲۸: بچے کو دودھ پلانے کے لیے سب عورتوں سے بہتر اس کی اپنی ماں ہے۔

مسئلہ ۶۲۹: مستحب ہے کہ جو دایہ بچے کے لیے حاصل کی جائے وہ شیعہ اثنا عشری اور عقل مند، پاک دامن اور خوب صورت ہو۔

طلاق

ارشاد رب العزت ہے:

{ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلاقَ فَإِنَّ اللهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ }

(سورہ بقرہ آیت، ۲۲۷)

مسئلہ ۶۳۰: جو مرد اپنی بیوی کو طلاق دے ضروری ہے کہ بالغ ہو اگرچہ دس سالہ لڑکے کا طلاق دینا صحت سے خالی نہیں ہے لیکن ضروری ہے کہ احتیاط کی رعایت کی جائے اور (ضروری ہے کہ) عاقل ہو اور اپنے اختیار سے طلاق دے اور اگر اسے اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے اور طلاق دے تو طلاق باطل ہے اور طلاق دینے والے کا ارادہ بھی ضروری ہے لہٰذا اگر طلاق کا صیغہ مزاحاً کہے تو طلاق صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۳۱: ضروری ہے عورت طلاق کے وقت حیض و نفاس کے خون سے پاک ہو اور شوہر نے اس پاکی میں اس کے ساتھ نزدیکی نہ کی ہو۔

مسئلہ ۶۳۲: عورت کو تین صورتوں میں حیض و نفاس کی حالت میں طلاق دینا صحیح ہے۔

۱. اس کے شوہر نے نکاح کے بعد اس سے نزدیکی نہ کی ہو۔
۲. معلوم ہو کہ حاملہ ہے۔
۳. غائب ہونے کی وجہ سے مرد معلوم نہ کر سکتا ہو کہ اس کی بیوی حیض و نفاس سے پاک ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۶۳۳: صیغہ طلاق صحیح عربی میں پڑھا جائے نیز طلاق میں دو عادل گواہوں کا سماع کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۶۳۴: اگر کسی شخص کی متعدد بیویاں ہوں تو جس کو طلاق دینا چاہتا ہے اس کا تعین ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۳۵ ۶: کسی دیوانے کا شرعی ولی اس کی بیوی کو (مصلحت کی بناء پر) طلاق دے سکتا ہے لیکن نابالغ بچے، مست کی بیوی کو نہیں دے سکتا۔

مسلہ ۶۳۶: اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے پھر نکاح کے بعد اس کے شرعی حقوق (نفقہ وغیرہ) انجام نہ دے اور طلاق دینے پر بھی حاضر نہ ہو تو ایسی صورت میں عورت، حاکم شرع (جامع الشرائط فقیہ) کی طرف رجوع کرسکتی ہے رجوع کرنے کی صورت میں حاکم شرع اس کے شوہر کو اس کے حقوق کے پورا کرنے یا طلاق کا حکم دے گا اگر وہ ان سے انکار کرے تو حاکم شرع خود سے طلاق کا صیغہ جاری کر سکتا ہے وہ عورت عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے سے شادی کرسکتی ہے۔ حاکم شرع کی جاری کردہ طلاق، طلاق بائن ہے عدت کے دوران اس کے شوہر کو رجوع کا حق نہیں ہے اس کی عدت، طلاق کی عدت ہے۔

طلاق کی عدت

مسئلہ ۶۳۷: جس عورت نے اپنے شوہر سے طلاق لی ہو وہ طلاق کے بعد عدت رکھے۔ درج ذیل عورتوں کے لیے عدت نہیں ہے:

۱. جس کے شوہر نے نکاح کے بعد اس سے نزدیکی نہ کی ہو۔

۲. جس لڑکی سے نکاح کیا ہو اور اس کے نو سال پورے ہونے سے پہلے اسے طلاق دے دے۔

۳. یا بیوی یائسہ ہو یعنی اس کی عمر پچاس سال سے زائدہ ہو جائے۔
دوسری اور تیسری شق میں چاہے بیوی سے دخول کیا ہو پھر بھی عدت نہیں ہے۔ ان تینوں صورتوں میں طلاق کے بعد فوراً شادی کرسکتی ہیں۔

مسئلہ ۶۳۸: جس عورت کی عمر نو سال ہو گئی ہو اور یائسہ بھی نہ ہو اور اس کے شوہر نے اس سے نزدیکی کی ہو اگر وہ اسے طلاق دے تو وہ طلاق کے بعد عدت رکھے آزاد عورت کی عدت یہ ہے کہ جب اس کے شوہر نے اسے پاکی میں طلاق دی ہو اتنی مقدار صبر کرے کہ دوبار حیض دیکھے اور پاک ہو جائے اور جیسے ہی تیسرا حیض دیکھے اس عورت کی عدت تمام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶۳۹: جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اور اس کی عمر ان عورتوں کی عمر ہو جن کو حیض آتا ہے اگر اس کا شوہر ہمبستری کرنے کے بعد اس کو طلاق دے تو ضروری ہے کہ طلاق سے تین مہینے تک عدت رکھے۔

مسئلہ ۶۴۰: عدت کا آغاز طلاق کے صیغہ کے ختم ہو جانے سے شروع ہو جاتا ہے چاہے شوہر حاضر ہو یا غائب ہو، چاہے عورت کو طلاق کا علم ہو یا نہ ہو بلکہ اگر عدت کے ختم ہونے کے بعد عورت کو پتہ چلے کہ اسے طلاق دے دی گئی ہے پھر دوبارہ عدت رکھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۴۱: اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے (اور وہ حمل اس کے شوہر سے ہی ہو) تو اس کی عدت بچہ پیدا ہونا یا ساقط ہونا ہے لہٰذا اگر مثلاً طلاق کے ایک گھنٹہ بعد اس کا بچہ پیدا ہو تو اس کی عدت تمام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶۴۲: متعہ والی عورت کے لیے طلاق نہیں ہوتی جب متعہ کی مدت ختم ہو جائے یا شوہر باقی ماندہ مدت کو بخش دے تو عورت خود بخود اس سے جدا ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶۴۳: جس عورت سے متعہ کیا ہو اگر وہ بالغ اور مدخولہ ہو اور یائسہ نہ ہو تو اس کی عدت دو کامل حیض ہیں اگر مرض کی وجہ سے حیض نہیں دیکھتی تو اس کی عدت پینتالیس (۴۵) دن ہیں اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت یہ ہے کہ بچہ پیدا ہو جائے یا ساقط ہو جائے۔ اور احتیاط یہ ہے کہ بچہ جننے اور پینتالیس دن میں سے جو مدت زیادہ ہو اتنی مدت تک عدت میں رہے۔

اس عورت کی عدت جس کا شوہر مر گیا ہو

مسئلہ ۶۴۴: جس عورت کا شوہر مر گیا ہو اگر حاملہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ چار مہینے دس دن عدت رکھے یعنی نکاح کرنے سے گریز کرے چاہے اس کے شوہر نے اس سے نزدیکی کی ہو یا نہ کی ہو اور چاہے نابالغ ہو اور چاہے یائسہ ہو یا یائسہ نہ ہو اور چاہے اس کا عقد نکاح دائمی ہو یا موقت ہو۔ اور اگر حاملہ ہو تو ضروری ہے کہ بچہ متولد ہونے تک عدت رکھے لیکن اگر چار ماہ اور دس دن

گزرنے سے پہلے ہی اس کا بچہ متولد ہو جائے تو ضروری ہے کہ شوہر کی وفات سے چار مہینے دس تک تک عدت رکھے اور اسے وفات کی عدت کہتے ہیں۔

مسئلہ ۶۴۵: وفات کی عدت کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب عورت کو شوہر کے مرنے کی اطلاع ملے۔

مسئلہ ۶۴۶: آزاد عورت جو عدہ وفات میں ہو اس پر بدن اور لباس میں زینب حرام ہے مثلاً سرمہ لگانا، عطر استعمال کرنا اور رنگین لباس پہننا۔

متعہ والی عورت کے لیے بھی دائمی زوجہ کی طرح زینت کرنا حرام ہے۔

طلاق بائن اور طلاق رجعی

مسئلہ ۶۴۷: طلاق بائن وہ طلاق ہے جس میں مرد اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد رجوع کرنے کا حق نہیں رکھتا یعنی اسے عقد نکاح کے بغیر اپنے پاس پلٹا نہیں سکتا اور اس کی پانچ قسمیں ہیں:

۱. اس عورت کی طلاق جس کے نو سال مکمل نہ ہوئے ہوں۔

۲. یائسہ عورت کی طلاق۔

۳. اس عورت کی طلاق جس کے شوہر نے نکاح کے بعد اس سے نزدیکی نہ کی ہو۔

۴. اس عورت کی تیسری طلاق جسے تین دفعہ طلاق دی گئی ہو۔

۵. طلاق خلع و مبارات۔

ان کے علاوہ طلاق رجعی ہے یعنی جب تک عورت عدت میں ہے اس کا شوہر رجوع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ٦۴۸: جس نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی ہو اس پر حرام ہے کہ اسے اس گھر سے نکالے جس میں طلاق کے وقت موجود تھی لیکن بعض صورتوں میں جیسے فحاشی اور عورت کے زنا کرنے کی صورت میں اسے گھر سے باہر نکالنے میں اشکال نہیں ہے اور عورت پر بھی حرام ہے کہ بغیر ضروری کاموں کے لیے گھر سے باہر نکلے۔

طلاق خلع

مسئلہ ٦۴۹: جو عورت اپنے شوہر کو نہ چاہتی ہو (یعنی اس سے کراہت رکھتی ہو) وہ اپنا مہر یا اپنا اور مال اسے بخشے تاکہ وہ اسے طلاق دے، اسے طلاق خلع کہتے ہیں۔

طلاق مبارات

مسئلہ ٦۵۰: اگر میاں بیوی ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں عورت کچھ مال کو دے تاکہ وہ اسے طلاق دے اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔

گراپڑا مال پانے کے احکام

ارشاد ربّ العزت ہے :

{ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ }

(سورہ یوسف، آیت ۱۰)

مسئلہ ۶۵۱: جس کو ایسا مال مل جائے جس پر علامت و نشانی ہو، اور اس مال کی قیمت ایک درہم (یعنی ۱۲/۶ چنے کے برابر سکے دار چاندی) ہو یا اس سے زیادہ تو مال اٹھانے والے پر واجب ہے کہ اجتماع میں اعلان کرے یا قابل اعتماد شخص سے اعلان کروائے۔ اور اس کے مالک کی جستجو کرنا ضروری ہے۔

اور اگر اس مال کے مالک کو پھر بھی نہ پہنچان سکے اور اس مال کو حرم مکہ سے اٹھایا ہو تو اقوی یہ ہے کہ اس مال کے مالک کی طرف سے اسے فقراء کو صدقہ دے دے۔

اور اگر وہ مال حرم مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے اٹھایا ہو تو اسے ان تین چیزوں کے درمیان اختیار ہے:

١. یا تو اس کو بطور امانت اپنے پاس رکھے جب اس کا مالک مل جائے تو اسے دے دے۔
٢. یا مالک کی طرف سے اسے کسی فقیر کو صدقہ دے دے اگر اس کا مالک مل جائے اور وہ صدقہ پر راضی نہ ہو تو وہ اس مال کا ضامن ہے۔
٣. یا اس مال کو خود لے لے البتہ اگر اس کا مالک مل جائے تو اس مال کا ضامن ہے۔

مسئلہ ۶۵۲: جو گرا پڑا مال ملا ہے اگر اس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو اور اس کا مالک بھی معلوم نہ ہو تو وہ اس مال کو خود لے سکتا ہے اور اگر کوئی ایسا مال

ملے جس میں مالک کی کوئی نشانی ہو اور اس مال کی قیمت ایک درہم سے کم ہو تو جب تک اس کے مالک کی رضایت کا یقین نہ ہو اس کی اجازت کے بغیر نہیں اٹھا سکتا۔

مسئلہ ۶۵۳: مشہور یہ ہے کہ پہلے ہفتہ ہر روز اعلان کرے پھر مہینے کے باقی ہفتوں میں ہر ہفتہ ایک بار اعلان کرے پھر اس کے بعد ہر مہینہ میں ایک دفعہ اعلان کرے۔

مسئلہ ۶۵۴: اگر لفظاً اعلان کرنے کے بجائے لکھ کر اعلان ایسی جگہ لگا دے جہاں لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہو اور وہاں کے زیادہ تر لوگ پڑھے لکھے ہوں یا پڑھے لکھے لوگ، اَن پڑھوں کو پڑھ کر سنا دیں اور ایک سال تک وہ پوسٹر یا کاغذ وہاں لگا رہے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۶۵۵: اگر کسی شخص کا جوتا اٹھا لیا جائے اور اس کی جگہ کسی اور کا جوتا رکھ دیا جائے اور اگر وہ شخص جانتا ہو کہ جو جوتا رکھا ہے وہ اس شخص کا مال ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے اور وہ اس بات پر راضی ہو کہ جو جوتا وہ لے گیا ہے اس کے عوض اس کا جوتا رکھ لے تو وہ اپنے جوتے کی بجائے وہ جوتا رکھ سکتا ہے اور اگر وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا جوتا ناحق اور ظلم کے طور پر لے گیا ہے تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اس جوتے کی قیمت اس کے اپنے جوتے کی قیمت سے زیادہ نہ ہو ورنہ زیادہ قیمت کے متعلق مجہول المالک کا حکم

جاری ہو گا اور ان دو صورتوں کے علاوہ اس جوتے پر **مجہول المالک** کا حکم جاری ہو گا۔ **مجہول المالک** کا حکم یہ ہے کہ مال کے مالک کی جستجو کی جائے اگر نہ ملے تو اس کو حاکم شرع کی اجازت سے فقیر کو صدقہ دیا جائے۔

مزارعہ (کھیتی کی بٹائی) کے احکام

مسئلہ ۶۵۶ : مزارعہ سے مراد یہ ہے کہ زرعی زمین کا مالک کاشتکار سے اس قسم کا معاہدہ کرے کہ اپنی زمین اس کے اختیار میں دے دے تاکہ وہ اس میں کاشت کرے اور پیداوار کی کچھ مقدار مالک کو دے دے۔

مسئلہ ۶۵۷ : مزارعہ کی چند شرائط ہیں :۔

(۱) یہ کہ زمین کا مالک کاشتکار سے کہے کہ میں نے زمین تمہیں کھیتی باڑی کے لئے دی ہے اور کاشتکار بھی کہے کہ میں نے قبول کی ہے یا بغیر اس کے زبانی کچھ کہیں مالک کاشتکار کو کھیتی باڑی کے ارادے سے زمین دے دے اور کاشتکار قبول کر لے۔

(۲) زمین کا مالک اور کاشتکار دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور مزارعہ کا معاہدہ اپنے قصد اور اختیار سے سر انجام دیں اور سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

(۳) مالک اور کاشتکار زمین کی ساری پیداوار میں شریک ہوں لہٰذا مثال کے طور پر اگر وہ یہ شرط طے کریں کہ جو پیداوار پہلے یا آخر میں حاصل ہو وہ ان میں سے کسی ایک کا مال ہے تو مزارعہ باطل ہے۔

(۴) فریقین میں سے ہر ایک کا حصہ پیداوار کا نصف یا ایک تہائی وغیرہ

ہو پس اگر مالک کہے کہ اس زمین میں کھیتی باڑی کرو اور جو تمہارا جی چاہے مجھے دے دینا تو یہ درست نہیں ہے اور اسی طرح اگر پیداوار کی ایک معین مقدار مثلاً دس من کاشتکار یا مالک کے لئے مقرر کر دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

(۵) جتنی مدت کے لئے زمین کاشتکار کے قبضے میں رہنی چاہیے اسے معین کر دیں اور ضروری ہے کہ وہ مدت اتنی ہو کہ اس مدت میں پیداوار حاصل ہونا ممکن ہو اور اگر مدت کی ابتدا ایک مخصوص دن سے اور مدت کا اختتام فصل کے حاصل ہونے کو مقرر کر دیں تو کافی ہے۔

(۶) زمین قابل زراعت ہو اور اگر اس میں زراعت ممکن نہ ہو لیکن ایسا کام کیا جا سکتا ہو جس سے زراعت ممکن ہو جائے تو مزارعہ صحیح ہے۔

(۷) اگر دونوں کا مقصد کسی مخصوص فصل کی کاشت ہو تو جو چیز کاشتکار کو کاشت کرنی چاہیے اسے معین کر دیں لیکن اگر کوئی مخصوص زراعت پیش نظر نہ ہو یا جو زراعت دونوں کے پیش نظر ہو اس کا علم ہو تو اسے معین کرنا ضروری نہیں۔

(۸) مالک زمین کو معین کر دے پس اگر کوئی شخص زمین کے چند

قطعے رکھتا ہو جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور وہ کاشتکار سے کہے کہ زمین کے ان قطعاًت میں سے کسی ایک میں کھیتی باڑی کرو اور اس قطعہ کو معین نہ کرے تو مزارعہ باطل ہے۔

(۹) جو خرچ ان میں سے ہر ایک کو برداشت کرنا ہو اسے معین کر دیں لیکن اگر جو خرچ ہر ایک کو کرنا ہو اس کا علم ہو تو پھر اس کا معین کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۶۵۸: اگر مالک کاشتکار سے طے کرے کہ پیداوار کی کچھ مقدار اس کی (یعنی مالک کی ہو گی) اور جو باقی بچے گا اسے وہ آپس میں تقسیم کر لیں گے تو اگرانہیں علم ہو کہ اس مقدار کو علیحدہ کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ باقی بچ جائے گا تو مزارعہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۵۹: اگر مزارعہ کی مدت ختم ہو جائے اور پیداوار ابھی دستیاب نہ ہوئی ہو تو اگر مالک زمین اس بات پر راضی ہو کہ اجرت پر یا بغیر اجرت فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے اور کاشتکار بھی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر مالک راضی نہ ہو تو وہ کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ فصل زمین میں سے کاٹ لے

اور اگر فصل کاٹ لینے سے کاشتکار کو کوئی نقصان پہنچے تو مالک کیلئے ضروری نہیں کہ اسے اس کا عوض دے لیکن اگرچہ کاشتکار مالک کو کوئی چیز دینے پر راضی ہو تب بھی وہ مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ فصل اپنی زمین پر رہنے دے۔

مسئلہ ۲۶۰: اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ زمین میں کھیتی باڑی کرنا ممکن نہ ہو مثلاً زمین سے پانی منقطع ہو جائے تو مزارعہ ختم ہو جاتا ہے اور اگر کاشتکار بلاوجہ کھیتی باڑی نہ کرے تو اگر زمین اس کے تصرف میں رہی ہو اور مالک کا اس میں کوئی تصرف نہ رہا ہو تو کاشتکار کو چاہیے کہ عام شرح پر اس مدت کی اجرت مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۶۱: اگر مالک زمین اور کاشتکار صیغہ پڑھ چکے ہوں تو ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ منسوخ نہیں کر سکتے اگر مالک مزارعہ کے ارادے سے زمین کسی شخص کو دے دے اور وہ اس کو تحویل لے لے تب بھی ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر وہ معاملہ فسخ نہیں کر سکتے لیکن اگر مزارعہ کے معاہدے کے سلسلے میں انہوں نے شرط طے کی ہو کہ ان میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہو گا تو جو معاہدہ انہوں نے کر رکھا ہو اس کے مطابق

معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶۶۲: اگر مزارعہ کے معاہدے کے بعد مالک زمین یا کاشتکار مر جائے تو مزارعہ منسوخ نہیں ہو جاتا اور ان کے وارث ان کی جگہ لے لیتے ہیں لیکن اگر کاشتکار مر جائے اور اس نے معاہدہ کر رکھا ہو کہ خود کاشت کرے گا تو مزارعہ منسوخ ہو جاتا ہے اور اگر زراعت نمایاں ہو چکی ہو تو اس کا حصہ اس کے ورثاء کو دے دینا چاہیے اور جو دوسرے حقوق کاشتکار کو حاصل ہوں وہ بھی اس کے ورثاء کر میراث میں مل جاتے ہیں لیکن وہ مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ فصل اسکی زمین میں کھڑی رہے۔

مسئلہ ۲۶۶۳: اگر کاشت کے بعد پتہ چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر جو بیج ڈالا گیا ہو وہ مالک کا مال ہو تو جو فصل ہاتھ آئے گی وہ بھی اسی کا مال ہو گی اور اسے چاہیے کہ کاشتکار کی اجرت اور جو کچھ اس نے خرچ کیا ہو اور کاشتکار کی مملوکہ جن بیلوں اور دوسرے جانوروں نے زمین پر کام کیا ہو ان کا کرایہ کاشتکار کو دے۔اور اگر بیج کاشتکار کا مال ہو تو فصل بھی اسی کا مال ہے اور اسے چاہیے کہ زمین کا کرایہ اور جو کچھ مالک نے خرچ کیا ہو اور ان بیلوں اور دوسرے جانوروں

کا کرایہ جو مالک کا مال ہوں اور جنہوں نے اس زراعت پر کام کیا ہو مالک کو دے دے اور دونوں صورتوں میں عام طور پر فریقین کا جو حق بنتا ہو اگر اس کی مقدار طے شدہ مقدار سے زیادہ ہو تو زیادہ مقدار دینا واجب نہیں۔

مسئلہ ۶۶۴: اگر بیج کاشتکار کا مال ہو اور کاشت کے بعد فریقین کو پتہ چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور کاشتکار رضا مند ہوں کہ اجرت پر یا بلا اجرت فصل زمین میں کھڑی رہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر مالک راضی نہ ہو تو فصل پکنے سے پہلے ہی وہ کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ اسے کاٹ لے اور اگرچہ کاشتکار اس بات پر تیار ہو کہ وہ مالک کو کوئی چیز دے دے تاہم وہ اسے فصل اپنی زمین میں رہنے دینے پر مجبور نہیں کر سکتا اور مالک بھی کاشتکار کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرایہ دے کر فصل اس کی زمین میں کھڑی رہنے دے۔

مسئلہ ۶۶۵: اگر فصل کی جمع آوری اور مزارعہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد زراعت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں او دوسرے سال فصل دیں تو اگر مالک نے کاشتکار کے ساتھ زاعت کی جڑوں میں اشتراک کا معاہدہ نہ کیا ہو تو دوسرے سال کی فصل مالک زمین کا مال ہے۔

مساقات اور مغارسہ کے احکام

مسئلہ ٦٦٦: اگرانسان اس قسم کا معاملہ کرے کہ میوہ دار درختوں کو جن کا پھل خود اس کا مال ہو یا اس پھل پر اس کا اختیار ہو ایک مقررہ مدت کے لئے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے تاکہ وہ ان کی نگہداشت کرے اور انہیں پانی دے اور جتنی مقدار وہ آپس میں طے کریں اس کے مطابق وہ ان درختوں کا پھل لے لے تو ایسا معاملہ مساقات کہلاتا ہے۔

مسئلہ ٦٦٧: جو درخت پھل نہیں دیتے (مثلاً بید اور چنار) ان کے بارے میں مساقات کا سودا صحیح نہیں ہے اور جن درختوں کے پتوں سے استفادہ کیا جاتا ہے (مثلاً مہندی کا درخت) ان کے بارے میں مساقات کا معاملہ کرنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ٦٦٨: مساقات کے معاملے میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر درخت کا مالک مساقات کی نیت سے اسے کسی کے سپرد کر دے اور جس شخص کو کام کرنا ہو وہ بھی اسی نیت سے کام میں مشغول ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ٦٦٩: درختوں کا مالک اور جو شخص درختوں کی نگہداشت کی ذمہ

داری لے دونوں بالغ اور عاقل ہونے چاہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ کسی نے انہیں معاملہ کرنے پر مجبور نہ کیا ہو اور مالک کے لئے بھی لازم ہے کہ سفیہ نہ ہو یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف نہ کرتا ہو۔

مسئلہ ۶۷۰: مساقات کی مدت متعین ہونی چاہیے اور اگر فریقین اس مدت کی ابتدا متعین کر دیں اور اس کا اختتام اس وقت کو قرار دیں جب اس سال کا پھل دستیاب ہو تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۷۱: ہر فریق کا حصہ آدھا یا ایک تہائی وغیرہ ہونا چاہیے اور اگر یہ معاہدہ کریں کہ مثلاً سو من میوہ مالک کا اور باقی کام کرنے والے کا ہوگا تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۶۷۲: فریقین کو چاہیے کہ مساقات کا معاملہ میوہ ظاہر ہونے سے پہلے طے کر لیں۔ اور اگر میوہ ظاہر ہونے کے بعد اور پکنے سے پہلے معاملہ کریں تو اگر سینچنے وغیرہ کا کام جو درختوں کی پرورش کے لیے ضروری ہو باقی نہ رہا ہو تو معاملہ صحیح نہیں ہے اگرچہ میوہ توڑنے اور اس کی حفاظت وغیرہ کے کام کی ضرورت باقی ہو بلکہ اگر ایسا کام بھی باقی ہو جو درختوں کی پرورش کے لئے

ضروری ہو تب بھی مساقات کے معاملہ کی صحت محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۶۷۳: جو درخت بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے استفادہ کرتا ہو اور جسے سینچنے کی ضرورت نہ ہو اگر اسے دوسرے کاموں مثلاً زمین نرم کرنے اور کھاد ڈالنے کی حاجت ہو تو اس کے بارے میں ان کاموں کے لئے مساقات کا معاملہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۷۴: دو افراد جنہوں نے مساقات کی ہو باہمی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر مساقات کے معاہدے کے سلسلے میں یہ شرط طے کریں کہ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہوگا تو ان کے طے کردہ معاہدے کے مطابق معاملہ فسخ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر مساقات کے معاملے کے سلسلے میں کوئی شرط طے کریں اور اس شرط پر عمل نہ ہو تو جس شخص کے فائدے کے لئے وہ شرط طے کی گئی ہو وہ معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۷۵: اگر مالک مر جائے تو مساقات کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس کے وارث اس کی جگہ لے لیتے ہیں۔

مسئلہ ۶۷۶: درختوں کی پرورش جس شخص کے سپرد کی گئی ہو وہ اگر مر جائے اور معاہدے میں یہ شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے ورثاء اس کی جگہ لے لیتے ہیں اور اگر وہ ورثاء خود بھی درختوں کی پرورش کا کام انجام نہ دیں اور اس مقصد کے لئے کسی کو اجیر بھی مقرر نہ کریں تو حاکم شرع میت کے مال سے کسی کو اجیر مقرر کر دے گا اور جو آمدنی ہو گی اسے میت کے ورثاء اور درختوں کے مالک کے مابین تقسیم کر دے گا اور اگر فریقین نے معاہدہ کیا ہو کہ وہ شخص خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے مرنے کے بعد معاملہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۶۷۷: اگر یہ شرط طے کی جائے کہ تمام آمدنی مالک کا مال ہو گی تو مساقات باطل ہے اور میوہ مالک کا مال ہو گا اور جس شخص نے کام کیا ہو وہ اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مساقات کسی اور وجہ سے باطل ہو تو مالک کو چاہیے کہ سینچنے اور دوسرے کام کرنے کی اجرت درختوں کی پرورش کرنے والے کو معمول کے مطابق دے لیکن اگر معمول کے مطابق اجرت طے شدہ اجرت سے زیادہ ہو تو طے شدہ اجرت سے زیادہ دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۷۸: اگر کوئی شخص زمین دوسرے کے سپرد کر دے تاکہ وہ درخت لگائے اور جو کچھ حاصل ہو وہ دونوں کا مال ہو تو معاملہ باطل ہے لہٰذا اگر درخت زمین کے مالک کا مال تھے تو پرورش کے بعد اسی کا مال رہیں گے اور اسے چاہیے کہ جس شخص نے ان کی پرورش کی ہے اسے اجرت دے اور اگر درخت اس شخص کا مال ہوں جس نے ان کی پرورش کی ہو تو پرورش کے بعد بھی وہ اسی کا مال ہوں گے اور وہ انہیں اکھیڑ سکتا ہے البتہ درختوں کو اکھیڑنے کی وجہ سے جو گڑھے پیدا ہو جائیں اسے چاہیے کہ انہیں پر کر دے اور جس دن درخت لگائے ہوں اس دن سے زمین کا کرایہ مالک زمین کو دے اور مالک بھی اسے درخت اکھیڑنے پر مجبور کر سکتا ہے اور اگر درخت اکھیڑنے سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو مالک زمین اس کا ذمہ دار نہیں ہے ہاں اگر مالک زمین خود درختوں کو اکھیڑے اور اس کے اکھیڑنے کی وجہ سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اسے چاہیے کہ سالم اور عیب دار درختوں کی قیمت میں جو فرق ہو وہ درختوں کے مالک کو دے اور درختوں کا مالک زمین کے مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرائے پر یا بغیر کرائے کے درختوں کو اپنی زمین پر کھڑا رہنے دے اور

اسی طرح زمین کا مالک بھی درختوں کے مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرائے پر یا بغیر کرائے کے درختوں کو اس کی زمین میں رہنے دے۔

وہ اشخاص جن کے لئے اپنے مال میں تصرف کرنا منع ہے:

مسئلہ ۶۷۹: جو بچہ بالغ نہ ہوا ہو وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور بالغ ہونے کی نشانی تین چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے:۔

(۱) پیٹ کے نیچے اور شرم گاہ سے اوپر سخت بالوں کا اگنا اس علامت میں مرد اور عورت میں فرق نہیں ہے۔

(۲) منی کا خارج ہونا۔

(۳) مرد کا عمر کے پندرہ قمری سال اور عورت کا عمر کے نو قمری سال پورے کرنا۔

مسئلہ ۶۸۰: چہرے پر اور ہونٹوں کے اوپر اور سینے پر اور بغل کے نیچے سخت بالوں کا اگنا اور آواز کا بھاری ہو جانا وغیرہ بلوغت کی نشانیاں نہیں ہیں مگر یہ کہ ان باتوں کی وجہ سے انسان کو بالغ ہونے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۶۸۱: دیوانہ، دیوالیہ (یعنی وہ شخص جسے اس کے قرض خواہوں

کے مطالبے کی وجہ سے حاکم شرع نے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع فرما دیا ہو) اور سفیہ (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرتا ہو) اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۶۸۲: جو شخص کبھی عاقل اور کبھی دیوانہ ہو جائے اس کا دیوانگی کی حالت میں اپنے مال میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۸۳: انسان کو اختیار ہے کہ مرض الموت کے عالم میں اپنے آپ پر یا اپنے اہل و عیال اور مہمانوں پر اور ان کاموں پر جو فضول خرچی میں شمار نہ ہوں جتنا چاہے صرف کرے اور اظہر یہ ہے کہ اگر وہ اپنا کچھ مال کسی کو بخش دے یا کوئی چیز اس کی قیمت سے سستی بیچ دے تو اگرچہ وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور اس کے ورثاء اجازت نہ بھی دیں تب بھی اس کا تصرف صحیح ہے۔

وکالت کے احکام

﴿فَابۡعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمۡ هَٰذِهِ إِلَى الۡمَدِينَةِ فَلۡيَنظُرۡ أَيُّهَا أَزۡكَىٰ طَعَامًا فَلۡيَأۡتِكُم بِرِزۡقٍ مِّنۡهُ﴾(سورہ کہف، آیت ۱۹)

وکالت سے مراد یہ ہے کہ جو کام انسان خود کر سکتا ہو اسے دوسرے کے سپرد کر دے تاکہ وہ اس کی طرف سے وہ کام انجام دے مثلاً یہ کہ کوئی شخص کسی کو اپنا وکیل قرار دے تاکہ وہ اس کا مکان بیچ دے یا کسی عورت سے اس کا عقد کر دے۔ پس چونکہ سفیہ شخص اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیے وہ مکان بیچنے کے لئے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ ۶۸۴: وکالت میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر انسان دوسرے شخص کو سمجھا دے کہ اس نے اسے وکیل مقرر کیا ہے اور وہ بھی سمجھا دے کہ اس نے وکیل بننا قبول کر لیا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اسے اس کی خاطر بیچ دے اور دوسرا شخص وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۸۵: اگر انسان ایک ایسے شخص کو وکیل مقرر کرے جو دوسرے شہر میں رہ رہا ہو اور اس کو وکالت نامہ بھیج دے اور وہ وکالت نامہ قبول کر لے تو اگرچہ وکالت نامہ اسے کچھ عرصے بعد ہی ملے پھر بھی وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۸۶: موکل (یعنی وہ شخص جو دوسرے کو وکیل بنائے) اور وہ شخص جو وکیل بنے ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ عاقل ہوں اور وکیل بنانے اور وکیل بننے کا اقدام قصد اور اختیار سے کریں اور موکل کے معاملے میں بلوغ بھی معتبر ہے۔

مسئلہ ۶۸۷: جو کام انسان انجام نہ دے سکتا ہو یا شرعاً اس کے لئے انجام دینا جائز نہ ہو اسے انجام دینے کے لئے وہ دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا ۔مثلاً جو شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو چونکہ اس کے لئے نکاح کا صیغہ پڑھنا جائز نہیں اس لئے وہ صیغۂ نکاح پڑھنے کے لئے دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔

مسئلہ ۶۸۸: اگر کوئی شخص اپنے تمام کام سرانجام دینے کے لئے دوسرے شخص کو وکیل قرار دے تو صحیح ہے لیکن اگر اپنے کاموں میں سے ایک کام کرنے کے لئے دوسرے کو وکیل بنائے اور کام کا تعین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۸۹: اگر موکل وکیل کو معزول کر دے یعنی جو کام اس کے سپرد کیا ہو اس سے ہٹا دے تو جب وکیل کو اپنے معزول ہونے کی خبر مل جائے اس کے بعد وہ اس کام کو موکل کی جانب سے انجام نہیں دے سکتا لیکن معزولی

کی خبر ملنے سے پہلے اس نے وہ کام کر دیا ہو تو صحیح ہے۔

مسئلہ ۶۹۰: خواہ موکل غائب بھی ہو وکیل وکالت سے کنارہ کش ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۹۱: جو کام وکیل کے سپرد کیا گیا ہو۔اس کے لئے وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل مقرر نہیں کر سکتا لیکن اگر موکل نے اسے اجازت دی ہو کہ کسی کو وکیل مقرر کرے تو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اسی طرح وہ عمل کر سکتا ہے پس اگر اس نے کہا ہو کہ میرے لئے ایک وکیل مقرر کرو تو اسے چاہیے کہ اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے اور وہ کسی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۶۹۲: اگر وکیل موکل کی اجازت سے کسی کو اس کی طرف سے وکیل مقررر کرے تو پہلا وکیل دوسرے وکیل کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر پہلا وکیل مر بھی جائے یا موکل اسے معزول بھی کر دے تو دوسرے وکیل کی وکالت باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۶۹۳: اگر وکیل موکل کی اجازت سے کسی کو خود اپنی طرف سے وکیل مقرر کرے تو موکل اور پہلا وکیل اس وکیل کو معزول کر سکتے ہیں اور

اگر پہلا وکیل مر جائے یا معزول ہو جائے تو دوسری وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۶۹۴: اگر ایک شخص ایک کام انجام دینے کے لئے چند آدمیوں کو اپنا وکیل مقرر کرے اور انہیں اجازت دے کہ ان میں سے ہر ایک بذات خود اس کام کا اقدام کر سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوتی لیکن اگر مؤکل نے یہ نہ کہا ہو کہ وہ باہم مل کر کام انجام دیں یا اسے تنہا کریں یا یہ کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں تو ان میں سے کوئی تنہا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو باقی افراد کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۶۹۵: اگر وکیل یا مؤکل مر جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے نیز جس چیز میں تصرف کے لئے کسی شخص کو وکیل قرار دیا جائے اگر وہ چیز تلف ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو بیچنے کے لئے کسی کو وکیل کیا گیا ہو وہ بھیڑ مر جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی اور اگر وکیل یا مؤکل میں سے کوئی دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو اس کی دیوانگی یا بے ہوشی کے دوران میں وکالت مؤثر نہیں ہو گی لیکن وکالت کا اس طرح باطل ہو جانا کہ دیوانگی اور بے ہوشی دور ہو جانے کے

بعد بھی اس کے مطابق عمل نہ کیا جا سکے محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۶۹۶: اگر انسان کسی شخص کو کسی کام کے لئے وکیل مقرر کرے اور اسے کوئی چیز دینا طے کرے تو کام کے سرانجام پا جانے کے بعد اسے چاہیے کہ جس چیز کا دینا طے کیا ہو وہ اسے دے دے۔

مسئلہ ۶۹۷: جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو اس کے لئے اس کا عوض دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۶۹۸: جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتے یا جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو وہ (یعنی وکیل) ذمہ دار ہے پس جس لباس کے لئے اسے کہا جائے کہ اسے بیچ دو اگر وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۶۹۹: اگر وکیل کو مال میں جس تصرف کی اجازت دی گئی ہو

اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے مثلاً اسے جس لباس کے بیچنے کے لئے کہا جائے وہ اسے پہن لے اور بعد میں وہ تصرف کرے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو تو وہ تصرف صحیح ہے۔

قرض کے احکام

ارشاد رب العزت ہے:

﴿ مَّن ذَا الَّذِی یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَہُ لَہُ أَضْعَافًا کَثِیرَۃً ... ﴾ ﴿یَا أَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا إِذَا تَدَایَنتُم بِدَیْنٍ إِلَی أَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوہُ ... ﴾

سورہ بقرہ، آیات ۲۴۵ و ۲۸۲

قرض دینا ان مستحب کاموں میں سے ہے جن کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور احادیث میں کافی تاکید کی گئی ہے ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو قرض دے اس کے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور ملائکہ اس کے لئے رحمت طلب کرتے ہیں اور اگر وہ مقروض سے نرمی برتے تو بغیر حساب کے اور تیزی سے پل صراط پر سے گزر جائے گا اور اگر کسی شخص سے اس کا مسلمان بھائی قرض مانگے اور وہ نہ دے تو بہشت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۷۰۰: قرض میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز قرض کی نیت سے دے اور دوسرا بھی اسی نیت سے لے تو قرض صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۰۱: جب مقروض اپنا قرضہ ادا کر دے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ اسے قبول کر لے۔

مسئلہ ۷۰۲: اگر قرض خواہ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور اگر مقروض قرض ادا کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادائیگی میں تاخیر کرے تو گنہگار ہو گا۔

مسئلہ ۲۰۳ے: اگر مقروض کے پاس سوائے اس گھر کے جس میں وہ رہتا ہو اور گھر کے اسباب کے اور ان دوسری چیزوں کے جن کی اسے ضرورت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے چاہیے کہ صبر کرے حتیٰ کہ مقروض قرض ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

مسئلہ ۲۰۴ے: جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ کوئی کام کاج کر سکتا ہو جو اس کی شان کے مطابق ہو تو اس پر احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ وہ کام کاج کرے اور اپنا قرضہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۵ے: اگر کسی میت کا مال اس کے کفن اور دفن کے واجب خرچے اور قرض سے زیادہ نہ ہو تو اس کا مال انہی امور پر خرچ کرنا چاہیے اور اس کے وارث کو کچھ نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۰۶ے: اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے روپے قرض لے اور بعد میں ان کی قیمت کم ہو جائے تو اگر وہ وہی مقدار جو اس نے لی تھی واپس کر دے تو کافی ہے اور اگر ان کی قیمت بڑھ جائے تو ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار واپس کرے جو لی تھی ہاں دونوں صورتوں میں اگر مقروض اور قرض خواہ کسی اور بات پر

رضامند ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۷۰۷: اگر کسی شخص نے جو مال قرض لیا ہو وہ تلف نہ ہو گیا ہو اور مال کا مالک اس کا مطالبہ کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقروض وہی مال مالک کو دے دے۔

مسئلہ ۷۰۸: اگر قرض دینے والا شرط عائد کرے کہ وہ جتنی مقدار میں مال دے رہا ہے اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً ایک من گندم دے اور شرط عائد کرے کہ ایک من پانچ سیر واپس لوں گا یا دس انڈے دے اور کہے کہ گیارہ انڈے واپس لوں گا تو یہ سود ہو گا اور حرام ہے بلکہ اگر طے کرے کہ مقروض اس کے لئے کوئی کام کرے یا جو چیز لی ہو وہ کسی دوسری جنس کی کچھ مقدار کے ساتھ واپس کرے مثلاً طے کرے کہ مقروض نے اگر ایک روپیہ لیا ہے تو واپس کرتے وقت اس کے ساتھ ایک دیاسلائی کی ڈبیہ بھی دے تو یہ سود ہو گا اور حرام ہے۔ نیز اگر مقروض کے ساتھ شرط کرے کہ جو چیز وہ لے رہا ہے اسے ایک مخصوص طریقے سے واپس کرے مثلاً اَن گھڑے سونے کی کچھ مقدار اسے دے اور شرط کرے کہ گھڑا ہوا سونا واپس کرے گا تب بھی یہ سود ہو گا اور حرام ہے

البتہ اگر بغیر اس کے کہ قرض خواہ کوئی شرط لگائے خود مقروض قرضے کی مقدار سے کچھ زیادہ واپس کر دے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس کا یہ فعل مستحب ہے۔

مسئلہ ۷۰۹: سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے لیکن جو شخص سود پر قرض لے ظاہر یہ ہے کہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ اس میں تصرف نہ کرے اور اگر صورت حال یہ ہو کہ اگر طرفین نے سود کا معاہدہ نہ بھی کیا ہوتا اور رقم کا مالک اس بات پر راضی ہوتا کہ قرض لینے والا اس رقم میں تصرف کرے تو مقروض بغیر کسی اشکال کے اس رقم میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۱۰: اگر کوئی شخص گندم یا اسی جیسی کوئی چیز سودی قرضے کے طور پر لے اور اس کے ذریعے کاشت کرے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ پیداوار کا مالک ہو جاتا ہے اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ اس سے جو پیداوار دستیاب ہو اس میں تصرف نہ کرے۔

مسئلہ ۷۱۱: اگر کوئی شخص کوئی لباس خریدے اور بعد میں اس کی قیمت کپڑے کے مالک کو سودی قرضے پر لی ہوئی رقم سے یا ایسی حلال رقم سے جو سودی قرضے پر لی گئی رقم کے ساتھ خلط ملط ہو گئی ہو ادا کرے تو اس لباس کے پہننے یا اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر بیچنے والے سے کہے

کہ میں یہ لباس اس رقم سے خرید رہا ہوں تب بھی یہی حکم ہے اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ اس صورت میں لباس کو نماز میں اور نماز کے علاوہ نہ پہنے۔

مسئلہ ۲۱۷۱: اگر کوئی شخص کسی تاجر کو کچھ رقم دے اور ایک دوسرے شہر میں اس تاجر سے کم رقم لے تو اس میں حرج نہیں اور اسے "صرف برات" کہتے ہیں۔[1]

مسئلہ ۲۱۷۳: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو کچھ رقم اس شرط پر دے کہ چند دن بعد ایک دوسرے شہر میں اس سے زیادہ لے گا مثلاً ۹۹۰ روپے دے اور دس دن بعد دوسرے شہر میں اس کے بدلے ایک ہزار روپے لے اور یہ رقوم (یعنی ۹۹۰ روپے اور ہزار روپے) مثال کے طور پر سونے یا چاندی کی بنی ہوں تو یہ سود ہوگا اور حرام ہے لیکن جو شخص زیادہ لے رہا ہو اگر وہ اضافے کے مقابلے میں کوئی جنس دے یا کوئی کام کر دے تو پھر کوئی حرج نہیں تاہم وہ عام رائج نوٹ جنہیں شمار کیا جاتا ہو اگر انہیں زیادہ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ماسوا اس صورت کے کہ قرض دیا ہو اور زیادہ کی ادائیگی کی شرط لگائی ہو۔

---

[1] کسی تاجر سے حوالہ لینا برات کہلاتا ہے اور صرف برات سے مراد مقدار سے کم لینا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۷: اگر کسی شخص نے (بحیثیت قرض خواہ) کسی سے کچھ لینا ہو اور وہ چیز سونے یا چاندی یا ناپی یا تولی جانے والی جنس سے نہ ہو تو وہ شخص اس چیز کو مقروض یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ مقروض سے لیتا ہے انہیں وہ بنک کے پاس یا کسی دوسرے شخص کے پاس اس سے کم قیمت پر (جسے عام اصطلاح میں "نزول کردن" یعنی بھاؤ گرنا کہتے ہیں) بیچ سکتا ہے اور باقی رقم نقد لے سکتا ہے کیونکہ عام رائج الوقت نوٹوں کا لین دین ناپ اور تول سے نہیں ہوتا۔

حوالہ دینے کے احکام

مسئلہ ۱۴ے۷: اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ کو حوالہ دے کہ وہ اپنا قرضہ ایک اور شخص سے لے لے اور قرض خواہ اس بات کو قبول کرلے تو جب ''حوالہ'' ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر بعد میں آئے گا مکمل ہو جائے تو جس شخص کے نام حوالہ دیا گیا ہے وہ مقروض ہو جائے گا اور اس کے بعد قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۵ے۷: مقروض اور قرض خواہ میں سے ہر ایک کو بالغ اور عاقل ہونا چاہیے اور کسی نے انہیں مجبور بھی نہ کیا ہو اور انہیں سفیہ بھی نہیں ہونا چاہیے (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں۔ ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگر حوالہ دینے والا خواہ دیوالیہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶ے۷: ایسے شخص کے نام حوالہ دینا جو مقروض نہ ہو اس صورت میں صحیح ہے جب وہ حوالہ قبول کرلے۔ نیز اگر کوئی شخص چاہے کہ جو شخص ایک جنس کیلئے اس کا مقروض ہو اسکے نام دوسری جنس کا حوالہ لکھے۔ مثلاً

جو شخص جَو کا مقروض ہو اس کے نام گندم کا حوالہ لکھے تو جب تک وہ شخص قبول نہ کرے حوالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷: انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو پس اگر وہ کسی سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے احتیاطِ واجب کی بنا پر اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تا کہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ پہلے ہی اس شخص سے وصول کر لے۔

مسئلہ ۱۷۸: حوالہ دینے والے اور قرض خواہ دونوں کے لئے ضروری ہے کہ حوالہ کی مقدار اور اس کی جنس کے بارے میں علم رکھتے ہوں پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گندم اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضے کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۹: اگر قرض واقعی معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرضہ رجسٹر میں لکھا ہوا ہے اور رجسٹر دیکھنے سے

پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۷۲۰: قرض خواہ کو اختیار ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگرچہ جس کے نام کا حوالہ دیا جائے وہ فقیر بھی نہ ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۷۲۱: جو شخص اس شخص کا مقروض نہ ہو جس نے حوالہ دیا ہے اگر وہ حوالہ قبول کرلے تو وہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالہ کی مقدار نہیں لے سکتا اور اگر قرض خواہ تھوڑی مقدار پر صلح کرلے تو جس نے حوالہ قبول کیا ہو وہ حوالہ دینے والے سے فقط اتنے کا ہی مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۲۲: حوالہ کی شرائط پوری ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کر سکتے اور جب وہ شخص جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو تو اگرچہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے لیکن قرض خواہ بھی حوالہ کو منسوخ نہیں کر سکتا۔یہی حکم اس وقت ہے جب وہ شخص جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض

خواہ

جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ ہو کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے تو خواہ اس وقت وہ شخص مالدار ہو گیا ہو قرض خواہ حوالہ منسوخ کر سکتا ہے اور اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۷: اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو (اس صورت میں جب کہ اس کی مقبولیت حوالہ کے صحیح ہونے میں معتبر ہو) یا ان میں سے کسی ایک نے اپنے حق میں حوالہ منسوخ کرنے کا معاہدہ کیا ہو تو جو معاہدہ انہوں نے کیا ہو اس کے مطابق وہ حوالہ منسوخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۴۷: اگر حوالہ دینے والا خود قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دے اور اگر یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہوا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض بھی ہو تو وہ جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا۔

رہن کے احکام

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ... ﴾

﴿وَإِن كُنتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ... ﴾ سورہ بقرہ، آیات ۲۸۲ و ۲۸۳

مسئلہ ۲۵ ۷: رہن یہ ہے کہ مقروض قرض خواہ کے پاس اپنے مال کی کچھ مقدار رکھ دے تاکہ اگر اس کا قرضہ ادا نہ کرے تو وہ اس مال سے اپنا قرضہ وصول کر لے۔

مسئلہ ۷۲۶: رہن میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر مقروض اپنا مال گروی کے ارادے سے قرض خواہ کو دے دے اور قرض خواہ اسی ارادے سے اسے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۲۷: گروی رکھنے والا اور جو شخص مال بطور گروی لے ان کے لئے ضروری ہے بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لئے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھنے والا مفلس (دیوالیہ) اور سفیہ نہ ہو۔

مسئلہ ۷۲۸: انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۲۹: جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو اس کی خرید و فروخت صحیح ہونی چاہیے۔ پس اگر شراب یا اس سے ملتی جلتی چیز گروی رکھی جائے تو درست

نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۳۰: جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو اس سے جو فائدہ ہو وہ اس شخص کا مال ہے جس نے اسے گروی رکھا ہو یعنی مالک کی ملکیت ہو گا۔

مسئلہ ۷۳۱: قرض خواہ نے جو مال بطور گروی لیا ہو وہ اسے مقروض کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی ملکیت میں نہیں دے سکتا مثلاً، وہ مال کسی کو بخش نہیں سکتا اور کسی کے پاس فروخت بھی نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے اور بعد میں مقروض اجازت دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۳۲: جس وقت مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہیے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو اس صورت میں جبکہ قرضخواہ مال کو فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے اور اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو اسے چاہیے کہ حاکم شرع سے اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے

زیادہ قیمت وصول ہو تو اسے چاہیے کہ زائد مال مقروض کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۴۷: اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے حاجت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگرچہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ اسے بیچ کر اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔

ضامن ہونے کے احکام

ربّ العزت ارشاد فرماتا ہے:

﴿سَلْهُم أَيُّهُم بِذَلِكَ زَعِيمٌ﴾

سورہ قلم، آیت ۴۰

مسئلہ ۲۳۴۷: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لئے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہو گا جب وہ کسی لفظ سے (اگرچہ وہ عربی زبان میں نہ ہو) یا عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لئے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کر دے اور مقروض کا رضامند ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۷: ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر مجبور نہ کیا ہو اور وہ سفیہ اور دیوالیہ بھی نہ ہوں لیکن یہ شرائط مقروض کے لئے نہیں ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کے لئے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۷: جب کوئی شخص ضمانت دے اور یہ کہے کہ اگر مقروض تمہارا قرض نہیں دے گا تو میں دوں گا یعنی اسی وقت قرض کا ذمہ دار بن جائے کہ اگر مقروض قرض ادا نہیں کرے گا تو وہ (یعنی ضامن) یہ ذمہ داری پوری کرے گا تو بعید نہیں کہ یہ ضمانت صحیح ہو اور مقروض کے قرض ادا نہ کرنے کی

صورت میں قرض خواہ ضامن سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۳۷: انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض خواہ اور مقروض اور قرض کے طور پر دی جانے والی چیز فی الواقع معین ہوں لہٰذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں تم میں سے ایک کا قرض ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لئے اس کا ضامن بننا باطل ہے نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرضہ تمہیں ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ دونوں میں سے کس کا قرضہ ادا کرے گا اس لئے اس کا ضامن بننا باطل ہے اور اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گندم اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس امر کا تعین نہ کرے کہ وہ گندم کے لئے ضامن ہے یا روپوں کے لئے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۳۸: اگر قرض خواہ اپنا قرضہ ضامن کو بخش دے تو ضامن

مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر وہ قرضے کی کچھ مقدار اسے بخش دے تو وہ (مقروض سے) اس مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۷۳۹: اگر کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کرنے کے لئے ضامن بن جائے تو وہ ضامن ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۷۴۰: بنابر احتیاط ضامن اور قرض خواہ یہ شرط طے نہیں کر سکتے ہیں کہ جس وقت چاہیں ضامن کی ضمانت منسوخ کر دیں۔

کفالت کے احکام

رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

﴿هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ....﴾

سورہ قصص آیت ۱۲

مسئلہ ۲۷۴۱: کفالت سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ذمہ لے کہ جس وقت قرض خواہ چاہے گا کہ مقروض کو اس کے سپرد کر دے گا اور جو شخص اس قسم کی ذمہ داری قبول کرے اسے کفیل کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۴۲: کفالت اس وقت صحیح ہے جب کفیل کوئی سے الفاظ میں خواہ وہ عربی زبان کے نہ بھی ہوں یا کسی عمل سے قرض خواہ کو یہ بات سمجھا دے کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ جس وقت تم مقروض کو چاہو گے میں اسے تمہارے سپرد کر دوں گا اور قرض خواہ بھی اس بات کو قبول کر لے۔

مسئلہ ۲۷۴۳: کفیل کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو اور اسے کفیل بننے پر مجبور نہ کیا گیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ جس کا کفیل بنے اسے حاضر کر سکے۔

مسئلہ ۲۷۴۴: ان پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو کالعدم کر دیتی ہے:۔

(۱) کفیل مقروض کو قرض خواہ کے سپرد کر دے۔

(۲) قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دیا جائے۔

(۳) قرض خواہ اپنے قرضے سے دستبردار ہو جائے۔

(۴) مقروض مر جائے۔

(۵) قرض خواہ کفیل کو کفالت سے آزاد کر دے۔

مسئلہ ۲۴۵۷: اگر کوئی شخص کسی مقروض کو اس کے قرض خواہ کے ہاتھ سے زبردستی رہا کرا دے اور قرض خواہ کی پہنچ مقروض تک نہ ہو سکے تو جس شخص نے مقروض کو رہا کرایا ہو اسے چاہیے کہ اسے قرض خواہ کے سپرد کر دے۔

صلح کے احکام

ارشاد رب العزت ہے:

﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾

سورہ نساء، آیت ۱۲۸

مسئلہ ۲۷۴۶۔ صلح سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرے کہ اپنے مال سے یا اپنے مال کے منافع سے کچھ مقدار دوسرے کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے اور دوسرا بھی اس کے عوض اپنے مال یا منافع کی کچھ مقدار اسے دے دے یا قرض یا حق چھوڑ دے بلکہ اگر کوئی شخص عوض کے لیئے بغیر اپنا مال یا مال کی منفعت دوسرے کو دے دے یا قرض یا اپنا حق چھوڑ دے تو بھی صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۷۔ جو شخص اپنا مال بطور صلح دوسرے کو دے اس کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور صلح کا قصد رکھتا ہو اور کسی نے اسے صلح پر مجبور نہ کیا ہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سفینہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۷۴۸۔ صلح وغیرہ کا صیغہ عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ سے بھی یہ پتہ چلے کہ فریقین نے آپس میں صلح کی ہے صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۴۹۔ اگر کوئی شخص اپنی بھیڑیں چرواہے کو دے تاکہ وہ مثلاً ایک سال ان کی نگہداشت کرے اور ان کے دودھ سے استفادہ کرے اور گھی کی کچھ معین مقدار مالک کو دے تو اگر چرواہے کی محنت اور اس گھی کے مقابلے

میں وہ شخص بھیڑوں کے دودھ پر صلح کرلے تو معاملہ صحیح ہے بلکہ اگر بھیڑیں چرواہے کو ایک سال کے لئے اس شرط پر کرائے پر دے کہ وہ ان کے دودھ سے مستفید ہو اور اس لے عوض کچھ مقدار معین گھی دے دے تو یہ بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۵۰۔ اگر کوئی شخص اس قرض کے بدلے میں جو اس نے دوسرے سے لینا ہو یا اپنے حق کے بدلے اس شخص سے صلح کرنا چاہے تو یہ صلح اس صورت میں صحیح ہے جب دوسرا اسے قبول کرلے لیکن اگر کوئی شخص اپنے قرض یا حق سے دستبردار ہونا چاہے تو دوسرے کا قبول کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۷۵۱: اگر مقروض اپنے قرضے کی مقدار جانتا ہو اور قرض خواہ کو

علم نہ ہو اور قرض خواہ نے جو کچھ لینا ہو اس سے کم پر صلح کر لے مثلاً اس نے پچاس روپے لینے ہوں اور دس روپے پر صلح کر لے تو باقی ماندہ رقم مقروض پر حلال نہیں ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ جو کچھ اس نے دینا ہو اس کے متعلق خود قرض خواہ کو بتائے اور اسے راضی کر لے یا صورت ایسی ہو کہ اگر قرض خواہ کو قرضے کی مقدار کا علم بھی ہوتا تب بھی اسی مقدار یعنی دس روپے پر صلح کر لیتا۔

مسئلہ ۷۵۲: اگر دو اشخاص ایسی چیزوں سے جو ایک ہی جنس سے ہوں اور جن کے وزن معلوم ہوں آپس میں صلح کریں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر انکا وزن معلوم نہ ہو تو اگرچہ اس بات کا احتمال ہو کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ ہے اور وہ صلح کر لیں تو صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۵۳: اگر دو اشخاص کو ایک شخص سے کچھ لینا ہو (یعنی قرضہ وغیرہ وصول کرنا ہو) یا دو اشخاص کو دوسرے دو اشخاص سے کچھ لینا ہو اور اپنی اپنی طلب پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہتے ہوں اور دونوں کی طلب ایک ہی جنس کی اور ایک ہی وزن کی ہو مثلاً دونوں کو ایک دوسرے سے دس من گندم لینی ہو تو ان کی صلح صحیح ہے اور اگر ان کی طلب کی جنس ایک نہ ہو مثلاً ایک نے

دس من چاول اور دوسرے نے بارہ من گندم لینی ہو تب بھی صلح صحیح ہے لیکن اگران کی طلب ایک ہی جنس کی ہو اور وہ ایسی چیز ہو جس کا سودا عموماً تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہے تو اگران کا وزن یا پیمانہ یکساں نہ ہو تو ان کی صلح میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۷۵۴: اگر کسی شخص کو کسی دوسرے سے اپنا قرضہ کچھ مدت کے بعد واپس لینا ہو اور وہ مقروض کے ساتھ مقررہ مدت سے پہلے مقدار معین سے کم پر صلح کر لے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اپنے قرضے کا کچھ حصہ چھوڑ دے اور باقیماندہ مقدار نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قرضہ سونے یا چاندی کی شکل میں یا کسی ایسی جنس کی شکل میں ہو جو ناپ یا تول کے ذریعے بیچی جاتی ہو اور اگر جنس اس قسم کی نہ ہو تو قرض خواہ کے لئے جائز ہے کہ اپنے قرضے کی مقروض سے یا کسی اور شخص سے کمتر مقدار پر صلح کر لے یا اس قرضے کو بیچ ڈالے۔

مسئلہ ۷۵۵: اگر دو اشخاص کسی چیز پر آپس میں صلح کر لیں تو ایک دوسرے کی رضامندی سے اس صلح کو توڑ سکتے ہیں نیز اگر سودے کے سلسلے میں دونوں کو یا کسی ایک کو سودا فسخ کرنے کا حق دیا گیا ہو تو جو شخص وہ حق رکھتا ہو

وہ صلح کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۵۶: جب تک خریدار اور بیچنے والا اس مجلس سے جدا نہ ہو گئے ہوں جس میں سودا طے پایا ہے وہ اس سودے کو فسخ کر سکتے ہیں۔ نیز اگر خریدار ایک جانور خریدے تو وہ تین دن تک سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک خریدار خریدی ہوئی جنس کی قیمت تین دن تک نہ دے اور جنس کو اپنی تحویل میں نہ لے تو بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن جو شخص کسی مال پر صلح کرے وہ ان تینوں صورتوں میں صلح فسخ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ لیکن اگر صلح کا دوسرا فریق مصالحت کا مال دینے میں غیر معمولی تاخیر کرے یا یہ شرط رکھی گئی ہو کہ مصالحت کا مال نقد دیا جائے اور دوسرا فریق اس شرط پر عمل نہ کرے تو اس صورت میں صلح فسخ کی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۷۵۷: جو چیز بذریعہ صلح ملے اگر وہ عیب دار ہو تو صلح فسخ کی جا سکتی ہے لیکن اگر متعلقہ شخص بے عیب اور عیب دار کے مابین قیمت کا فرق لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۷۵۸: اگر کوئی شخص اپنے مال کے ذریعے دوسرے سے صلح

کرے اور اس کے ساتھ شرط ٹھہرائے کہ جس چیز پر میں نے تجھ سے صلح کی ہے میرے مرنے کے بعد مثلاً تو اسے وقف کر دے گا اور دوسرا شخص بھی اس کو قبول کر لے تو اسے چاہیے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

غصب کے احکام

مسئلہ ۷۵۹: غصب کے معنیٰ یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی کے مال یا حق پر ظلم کر کے قابض ہو جائے اور یہ بہت بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے جس کا مرتکب ہونے والا قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین غصب کرے قیامت کے دن اسی زمین کو اس کے سات طبقوں سے لے کر طوق کی طرح اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔

مسئلہ ۷۶۰: اگر انسان کوئی چیز غصب کرے تو اسے چاہیے کہ اس کے مالک کو لوٹا دے اور اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض مالک کو دے۔

مسئلہ ۷۶۱: جو چیز غصب کی گئی ہو اگر اس سے کوئی منفعت ہاتھ

آئے مثلاً غصب کی ہوئی بھیڑ کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے مالک کا مال ہے نیز مثال کے طور پر اگر کسی نے کوئی مکان غصب کر لیا ہو تو خواہ وہ (یعنی غاصب) اس مکان میں نہ رہے اسے چاہیے کہ اس کا کرایہ مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۷۶۲: اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے سے کوئی چیز جو اس کا (یعنی بچے یا دیوانے کا) مال ہو غصب کرے تو اسے چاہیے کہ وہ چیز اس کے ولّی کو دے اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو چاہیے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۷۶۳: جب دو اشخاص مل کر کوئی چیز غصب کریں تو خواہ ان میں سے ہر ایک اکیلا بھی اس چیز کو غصب کرنے پر قادر ہوتا ان میں سے ایک نصف مال کا ذمّہ دار ہے۔

کھانے کے احکام

ارشاد رب العزت ہے:

﴿ یَا أَیُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِی الأَرْضِ حَلاَلاً طَیِّبًا وَلاَ تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِینٌ ﴾ (سورہ بقرہ، آیت ۱٦۸)

مسئلہ ۷۶۴: نجس چیز کا کھانا پینا حرام ہے، جو چیز انسان کی موت کا سبب بنے یا سخت نقصان کا باعث ہو حرام ہے،

شراب اور ہر نشہ آور چیز کا پینا حرام ہے۔

مٹی کا کھانا حرام ہے لیکن شفاء کی غرض سے تربت سید الشھداء علیہ السلام کا تھوڑی مقدار کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے پانی میں حل کر کے پی لیا جائے۔

سب حیوانات درندہ حرام گوشت ہیں۔

خرگوش کا گوشت کھانا حرام ہے۔

درج ذیل پرندے حلال گوشت ہیں:

کبوتر کی سب اقسام

چڑیوں کی سب اقسام

گھریلو مرغی

درج ذیل پرندے حرام گوشت ہیں:

چمگادڑ

مور

کوّے کی سب اقسام

سب وہ پرندے جو عقاب کی مانند پنجے رکھتے ہوں یا اڑتے وقت پروں کو حرکت کم دیتے ہوں اور سیدھا زیادہ رکھتے ہوں اسی طرح ہر اس پرندے کا گوشت بھی حرام ہے جس کا پوٹہ، سنگدانہ اور پاؤں کی پشت کا کانٹا نہ ہو لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ اڑتے وقت اس کا پروں کو حرکت دینا، سیدھا رکھنے کے مقابلے میں زیادہ ہے تو اس صورت میں اس کا گوشت حلال ہے۔

ابابیل اور ہدہد کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔

ٹڈی کو اگر زندہ پکڑا جائے تو مر جانے کے بعد حلال ہو جاتی ہے۔

اگر چھلکوں والی مچھلی کو پانی سے اس وقت نکال لیا جائے جب وہ ابھی زندہ ہو اور پانی سے باہر آکر مرے تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے جبکہ

اگر پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے ہاں اگر مچھیرے کے جال میں مر جائے تو اس کا کھانا حلال ہے البتہ بغیر چھلکوں کی مچھلی حرام ہے چاہے اسے پانی سے زندہ ہی نکالا جائے اور پانی سے باہر جان دے۔

مسئلہ ۲۶۵ک: اگر مچھلی پانی سے باہر آگرے یا موج اسے پانی سے باہر اچھال دے یا پانی زمین میں چلا جائے اور مچھلی رہ جائے اور کوئی شخص اس کے مرنے سے پہلے اسے ہاتھ یا کسی اور وسیلے سے پکڑ لے تو مرنے کے بعد وہ مچھلی حلال ہو گی۔

حیوانات کو شکار کرنے اور ذبح کرنے کے احکام

ارشاد ربّ العزت ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَوْفُواْ بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الأَنْعَامِ إِلاَّ مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ إِنَّ اللّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ﴾ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلاَّ مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ ﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّهُ فَكُلُواْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُواْ اسْمَ اللّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُواْ اللّهَ إِنَّ اللّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ

وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ سورہ مائدہ، آیات ۳، ۱، ۴، ۹۶.

مسئلہ ۲۶۶۷: جب کسی ایسے حیوان کو جس کا گوشت حلال ہو اس طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے جو بعد میں بتایا جائے گا تو خواہ وہ حیوان جنگلی ہو یا پالتو اس کی جان نکل جانے کے بعد اس کا گوشت حلال اور اس کا بدن پاک ہے لیکن وہ حیوان جس کے ساتھ انسان نے وطی (مجامعت) کی ہو اور وہ بھیڑ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو اور اسی طرح وہ حیوان جو نجاست کھانے والا بن گیا ہو اگر اس کا شرع کے معین کردہ دستور کے مطابق استبراء نہ کیا گیا ہو تو اسے ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۷: وہ جنگلی حیوان جن کا گوشت حلال ہو (مثلاً ہرن، چکور اور پہاڑی بکری) اور وہ حیوان جن کا گوشت حلال ہو اور جو پہلے پالتو رہے ہوں اور بعد میں جنگلی بن گئے ہوں (مثلاً پالتو گائے اور اونٹ جو بھاگ گئے ہوں اور جنگلی بن گئے ہوں) اگر انہیں اس دستور کے مطابق شکار کیا جائے جس کا ذکر بعد میں ہو گا تو وہ پاک اور حلال ہیں لیکن حلال گوشت والے پالتو حیوان مثلاً بھیڑ اور گھریلو مرغ اور حلال گوشت والے وہ جنگلی حیوان جو تربیت کی وجہ سے پالتو بن جائیں شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۷۶۸: حلال گوشت والا جنگلی حیوان شکار کرنے سے اس صورت میں پاک اور حلال ہوتا ہے جب وہ بھاگ سکتا ہو یا اڑ سکتا ہو۔ لہٰذا ہرن کا وہ بچہ جو بھاگ نہ سکے اور چکور کا وہ بچہ جو اڑ نہ سے شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص ہرنی کو اور اس کے ایسے بچے کو جو بھاگ نہ سکتا ہو ایک ہی تیر سے شکار کرے تو ہرنی حلال اور اس کا بچہ حرام ہو گا۔

مسئلہ ۷۶۹: حلال گوشت والا وہ حیوان (مثلاً مچھلی) جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو اگر خود بخود مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا گوشت نہیں کھایا جا سکتا۔

مسئلہ ۷۷۰: حرام گوشت والا وہ حیوان (مثلاً سانپ) جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو اس کا مردہ پاک ہے لیکن ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۷۷۱: اگر زندہ حیوان کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے یا نکالا جائے تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ:

مسئلہ ۷۷۲: حیوان کے ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار بڑی رگوں کو مکمل طور پر کاٹا جائے اور ان میں صرف شگاف ڈالنا کافی

نہیں

ہے اور معروف یہ ہے کہ جب تک گلے کی گرہ کے نیچے سے نہ کاٹا جائے ان چار رگوں کا صرف باہر سے کاٹنا کافی نہیں اور وہ چار رگیں سانس کی نالی اور کھانے کی نالی اور دو موٹی رگیں ہیں جو سانس کی نالی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

مسئلہ ۲۷۷۳: اگر چار رگوں میں سے بعض کو کاٹ دیں اور حیوان کے مرنے تک صبر کریں اور اس کے بعد باقی کو کاٹیں تو حلال اور پاک نہیں ہو گا اور یہی حکم احتیاط واجب کی بناء پر اس وقت بھی ہے جب چاروں رگوں کو جانور کے مرنے سے پہلے کاٹیں لیکن ان کو معمول کے مطابق ایک ساتھ نہ کاٹیں۔

مسئلہ ۲۷۷۴: اگر بھیڑ یا کسی بھیڑ کی گردن اس طرح پھاڑ دے کہ گردن کی ان چار رگوں میں سے جنہیں ذبح کرتے وقت کاٹنا چاہیے کچھ بھی باقی نہ رہے تو وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے لیکن اگر وہ گردن کی کچھ مقدار پھاڑے اور چار رگیں باقی رہیں یا بدن کا کوئی دوسرا حصہ پھاڑے تو اس صورت میں جبکہ بھیڑ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے جس کا ذکر بعد میں ہو گا وہ حلال اور پاک ہو گی۔

حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط:

مسئلہ ۲۵۷۷: حیوان کو ذبح کرنے کی چند شرطیں ہیں:۔

(۱) جو شخص کسی حیوان کو ذبح کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان ہو اور وہ مسلمان بچہ بھی جو ممیّز ہو یعنی برے بھلے کی پہچان رکھتا ہو حیوان کو ذبح کر سکتا ہے لیکن کفار اور ان فرقوں کے لوگ جو کفار کے حکم میں ہیں (مثلاً غلات، خوارج اور نواصب) کسی حیوان کو ذبح نہیں کر سکتے۔

(۲) حیوان کو اس چیز سے ذبح کیا جائے جو لوہے کی بنی ہوئی ہو لیکن اگر لوہے کی چیز دستیاب نہ ہو اور صورت یہ ہو کہ اگر حیوان کو ذبح نہ کیا جائے تو وہ مرنے والا ہو یا کوئی ضرورت اسے ذبح کرنے کی مقتضی ہو تو اسے ایسی تیز چیز مثلاً شیشے اور پتھر سے بھی ذبح کیا جا سکتا ہے جو اس کی چاروں رگیں جدا کر دے۔

(۳) ذبح کرتے وقت حیوان کا منہ، ہاتھ، پاؤں اور پیٹ قبلہ کی

طرف ہوں اور جو شخص جانتا ہو کہ ذبح کرتے وقت حیوان کو روبقبلہ ہونا چاہیے اگر وہ جان بوجھ کر اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ کرے تو حیوان حرام ہو جاتا ہے لیکن اگر ذبح کرنے والا بھول جائے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا قبلہ کے بارے میں اسے اشتباہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا حیوان کا منہ قبلہ کی طرف نہ کر سکتا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذبح کرنے والا بھی روبقبلہ ہو۔

(۴) جب کوئی شخص کسی حیوان کو ذبح کرنا چاہے یا ذبح کرنے کی نیت سے اس کے گلے پر چھری رکھے تو خدا کا نام لے اور اگر صرف بسم اللہ کہہ دے تو کافی ہے اور اگر ذبح کرنے کی نیت کے بغیر خدا کا نام لے تو وہ حیوان پاک نہیں ہوتا اور اس کا گوشت بھی حرام ہے لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵) ذبح ہونے کے بعد حیوان حرکت کرے اگرچہ مثال کے طور صرف آنکھ یا دم کو حرکت دے یا اپنا پاؤں زمین پر مارے اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب ذبح کرتے وقت حیوان کا زندہ ہونا مشکوک ہو نیز واجب ہے کہ

حیوان کے بدن سے اتنا خون نکلے جتنا معمول کے مطابق نکلتا ہے۔

(۶) جانور کی روح نکلنے سے پہلے بناء بر احتیاط واجب اس سفید رگ کو جو گردن کے مہروں سے دم تک جاتی ہے اور جسے حرام مغز کہتے ہیں عمداً جدا نہ کرے۔

(۷) یہ کہ حیوان کو مذبح یعنی ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح کیا جائے۔

اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ:

مسئلہ ۲۷۷۶: اگر اونٹ کو نحر کرنا مقصود ہو تاکہ جان نکلنے کے بعد وہ پاک اور حلال ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان شرائط کے ساتھ جو حیوان کو ذبح کرنے کے لئے بتائی گئی ہیں چھری یا کوئی اور چیز جو لوہے کی بنی ہوئی ہو اور کاٹنے والی ہو اونٹ کی گردن اور سینے کی درمیانی گہرائی میں گھونپ دیں۔

مسئلہ ۲۷۷۷: جب چھری اونٹ کی گردن میں گھونپنا مقصود ہو تو بہتر ہے کہ اونٹ کھڑا ہو لیکن جب وہ گھٹنے زمین پر ٹیک دے یا کسی پہلو لیٹ جائے اور اس کے بازو، پاؤں اور سینہ روبقبلہ ہوں تو چھری اس کی گردن کی گہرائی میں گھونپنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۷۸ :اگر کوئی حیوان سرکش ہو جائے اور اس طریقے کے مطابق جو شرع نے مقرر کیا ہے ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو یا مثلاً کنویں میں گر جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ وہیں مر جائے گا او اس کا شرعی طریقے کے مطابق ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے بدن پر جہاں کہیں بھی زخم لگایا جائے اور اس زخم کے نتیجے میں اس کی جان نکل جائے وہ حیوان حلال ہے او راس کا روبہ قبلہ ہونا بھی ضروری نہیں ہے لیکن ضروری ہے کہ دوسری شرائط جو حیوانات کو ذبح کرنے کے بارے میں بتائی گئی ہیں اس میں موجود ہوں۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات:

مسئلہ ۷۷۹ :کچھ چیزیں حیوانات کو ذبح کرنے میں مستحب ہیں:۔

(۱) بھیڑ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دوسرا پاؤں کھلا رکھا جائے اور گائے کو ذبح کرتے وقت اس کے چاروں ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دم کھلی رکھی جائے اور اونٹ کو نحر کرتے وقت اگر وہ بیٹھا ہوا ہو تو اس کے دونوں ہاتھ نیچے سے گھٹنے تک یا بغل کے نیچے ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں اور اس کے پاؤں کھلے رکھے

جائیں اور مستحب ہے کہ پرندے کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ اپنے پر اور بال پھڑ پھڑا سکے۔

(۲) حیوان کو ذبح یا نحر کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے

۔

(۳) ذبح یا نحر یوں کریں کہ حیوان کو کم سے کم تکلیف ہو مثلاً چھری خوب تیز کر لیں اور حیوان کو جلدی ذبح کریں۔

حیوانات کو ذبح یا نحر کرنے کے مکروہات:

مسئلہ ۲۷۸۰: چند چیزیں حیوانات کو ذبح یا نحر کرتے وقت مکروہ ہیں:۔

(۱) حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا۔

(۲) حیوان کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں دوسرا حیوان اسے دیکھ رہا ہو۔

(۳) حیوان کو رات کے وقت ذبح کرنا، مگر یہ کہ اس کے مر جانے کا خوف ہو یہی حکم جمعہ کے دن زوال سے پہلے کا ہے البتہ اگر ضروری ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۴) جس چوپائے کو انسان نے پالا ہو اس کا خود اسے ذبح کرنا۔

مسئلہ ۲۷۸۱: حلال گوشت حیوانات کے کچھ اجزاء بلا اشکال حرام ہیں اور کچھ احتیاط واجب کی بناء پر حرام ہیں اور ان تمام اجزاء کی تعداد چودہ ہے:

۱۔ خون

۲۔ فضلہ (پاخانہ) ۳۔ عضو تناسل ۴۔ فرج (شرمگاہ) ۵۔ بچہ دانی ۶۔ غدود جنہیں فارسی میں دشول کہتے ہیں۔ ۷۔ خصیتین ۸۔ وہ چیز جو بھیجے میں ہوتی ہے۔ اور چنے کے دانے کی شکل ہوتی ہے۔ ۹۔ حرام مغز جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے۔ ۱۰۔ وہ رگیں جو ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتی ہے۔ ۱۱۔ پِتہ۔ ۱۲۔ تِلّی۔ ۱۳۔ مثانہ ۱۴۔ آنکھ کا ڈھیلا۔

لیکن ظاہر یہ ہے کہ جن چیزوں کا ذکر کیا گیاہے پرندوں میں ان میں سے خون، فضلے، پتے، تِلّی اور خصیتین کے علاوہ کوئی چیز وجود نہیں رکھتی۔

کھانے کے آداب

ارشاد رب العزت ہے:

﴿یَا بَنِی آدَمَ خُذُوا زِینَتَکُمْ عِندَ کُلِّ مَسْجِدٍ وکُلُوا وَاشْرَبُوا وَلاَ تُسْرِفُوا

إِنَّهُ لاَیُحِبُّ الْمُسْرِفِینَ﴾ سورہ اعراف، آیت ۳۱

مسئلہ ۷۸۲۔ کھانا کھانے کے آداب میں چند چیزیں شامل ہیں :۔

(۱) کھانا کھانے سے پہلے کھانے والا دونوں ہاتھ دھوئے۔

(۲) کھانا کھا چکنے کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے اور رومال سے خشک کرے۔

(۳) میزبان سب سے پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب کے بعد کھانے سے ہاتھ کھینچے اور کھانا شروع کرنے سے قبل میزبان سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے اس کے بعد جو شخص اس کی دائیں طرف بیٹھا ہو وہ دھوئے اور اسی طرح سلسلہ وار ہاتھ دھوتے رہیں حتیٰ کہ نوبت اس شخص تک آجائے جو اس کے بائیں طرف بیٹھا ہو اور کھانا کھا چکنے کے بعد جو شخص میزبان کی بائیں طرف بیٹھا ہو سب سے پہلے وہ ہاتھ دھوئے اور اسی طرح دھوتے چلے جائیں حتیٰ کہ نوبت میزبان تک پہنچ جائے۔

(۴) کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے لیکن اگر ایک دستر خوان پر

کئی قسم کے کھانے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کھانا کھانے کی ابتدا کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

(۵) کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے۔

(۶) تین یا زیادہ انگلیوں سے کھانا کھائے اور دو انگلیوں سے نہ کھائے۔

(۷) اگر چند اشخاص دستر خوان پر بیٹھیں تو ہر ایک اپنے سامنے سے کھانا کھائے۔

(۸) چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھائے۔

(۹) کھانا اچھی طرح چبا کر کھائے۔

(۱۰) دستر خوان پر زیادہ دیر بیٹھے اور کھانے کو طویل دے۔

(۱۱) کھانا کھا چکنے کے بعد اللہ تعالی کا شکر بجالائے۔

(۱۲) انگلیوں کو چاٹے۔

(۱۳) کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرے البتہ ریحان (یعنی خوشبودار گھاس) کے تنکے یا کھجور کے درخت کے پتے سے خلال نہ کرے۔

(۱۴) جو غذا دستر خوان سے باہر گر جائے اسے جمع کرے اور کھالے

لیکن اگر جنگل میں کھانا کھائے تو مستحب ہے کہ جو کچھ گرے اسے پرندوں اور جانوروں کے لئے چھوڑ دے۔

(۱۵) دن اور رات کی ابتدا میں کھانا کھائے اور دن کے درمیان میں اور رات کے درمیان نہ کھائے۔

(۱۶) کھانا کھانے کے بعد پیٹھ کے بل لیٹے اور دایاں پاؤں بائیں پاؤں پر رکھے۔

(۱۷) کھانا شروع کرتے وقت اور کھا چکنے کے بعد نمک چکھے۔

(۱۸) پھل کھانے سے پہلے انہیں پانی سے دھولے۔

وہ باتیں جو غذا کھاتے وقت مذموم ہیں:

مسئلہ ۲۸۳۷۔ کھانا کھاتے وقت چند باتیں مذموم ہیں :۔

(۱) پیٹ بھرے پر کھانا کھانا

(۲) بہت زیادہ کھانا اور روایت میں ہے کہ خداوند عالم کے نزدیک بہت زیادہ کھانا سب سے بری چیز ہے۔

(۳) کھانا کھاتے وقت دوسروں کی طرف دیکھنا۔

(۴) گرم کھانا کھانا۔

(۵) انسان جو چیز کھا یا پی رہا ہو اسے پھونک مارنا۔

(۶) دستر خوان پر کھانا لگ جانے کے بعد کسی اور چیز کا منتظر ہونا۔

(۷) روٹی کو چھری سے کاٹنا۔

(۸) روٹی کو کھانے کے برتن کے نیچے رکھنا۔

(۹) ہڈی سے چپکے ہوئے گوشت کو یوں صاف کرنا کہ ہڈی پر کوئی گوشت باقی نہ رہے۔

(۱۰) پھل کا چھلکا اتارنا۔

(۱۱) پھل پورا کھانے سے پہلے پھینک دینا۔

پانی پینے کے آداب:

مسئلہ ۷۸۴۔ پینے کے آداب میں چند چیزیں شامل ہیں:۔

(۱) پانی چوسنے کی طرز پر پیے۔

(۲) دن میں کھڑے ہو کر پانی پیئے۔

(۳) پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد اللہ پڑھے۔

(۴) پانی تین سانس میں پیئے۔

(۵) پانی خواہش کے مطابق پیئے۔

(۶) پانی پینے کے بعد حضرت ابو عبد اللہ (امام حسین علیہ السلام) اور کے اہل بیت علیہم السلام کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجے۔

وہ باتیں جو پینے کے وقت مذموم ہیں:

مسئلہ ۷۸۵۔زیادہ پانی پینا اور مرغن کھانا کھانے کے بعد پینا اور رات کو کھڑے ہو کر پینا مذموم ہے، علاوہ ازیں پانی بائیں ہاتھ سے پینا اور اسی طرح کوزے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس جگہ سے پینا جہاں کوزے کا دستہ ہو مذموم ہے۔

مسئلہ ۷۸۶: شراب پینا حرام ہے اور بعض احادیث میں اسے گناہ کبیرہ گردانا گیا ہے اور اگر کوئی شخص اسے حلال سمجھے تو کافر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: شراب بدیوں کی جڑ اور گناہوں کا منبع ہے۔ جو شخص شراب پیئے وہ اپنی عقل کھو بیٹھتا ہے اور اس وقت خدا تعالی کو نہیں پہچانتا، کوئی بھی گناہ کرنے سے اجتناب نہیں کرتا، کسی شخص کا

احترام نہیں کرتا، اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا، کھلم کھلا برائی کرنے سے بھی منہ نہیں پھیرتا اور ایمان اور خدا شناسی کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح جو خدا کی رحمت سے دور ہو تی ہے اس کے بدن میں رہ جاتی ہے۔خدا، فرشتے، انبیاء اور مؤمنین اس پر لعنت بھیجتے ہیں، چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہو گا اور اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہو گی، اس کے منہ کا لعاب اس کے سینے پر گرے گا اور وہ پیاس کی فریاد بلند کرے گا۔

مسئلہ ۷۸۷: جس دستر خوان پر شراب پی جارہی ہو اگر اس پر بیٹھنے سے انسان شراب پینے والوں میں ایک فرد شمار ہو تو اس دستر خوان پر بیٹھنا حرام ہے اور اس پر چنی ہوئی کوئی چیز کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۷۸۸: ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے نزدیک (اڑوس پڑوس) جب کوئی دوسرا مسلمان بھوک یا پیاس سے مر رہا ہو تو اسے روٹی اور پانی دے کر موت سے نجات دے۔

نذر اور عہد کے احکام

رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ﴾

سورہ بقرہ آیت ۲۷۰

نیز ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَأَوْفُواْ بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولاً﴾

سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۴

مسئلہ ۲۷۸۹: نذر سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر واجب کرے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کوئی اچھا کام کریگا یا کوئی ایسا کام جس کا نہ کرنا بہتر ہو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ترک کر دے گا۔

مسئلہ ۲۷۹۰: نذر میں صیغہ پڑھنا چاہیے اور یہ ضروری نہیں کہ عربی میں ہی پڑھا جائے لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ اگر میرا مریض صحت یاب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ پر لازم ہے کہ میں دس روپے فقیر کو دوں تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۱: نذر کرنے والے کے لئے لازم ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار اور قصد کے ساتھ نذر کرے لہٰذا کسی ایسے شخص کا نذر کرنا صحیح نہیں جسے مجبور کیا جائے یا جو جذباتی ہو کر بے اختیار نذر کر دے۔

مسئلہ ۲۷۹۲: کوئی مُفلّس یعنی جس شخص کو حاکم شرع نے اپنے اموال میں تصرف سے روک دیا ہو یا سفیہ انسان (جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اگر مثلاً نذر کرے کہ کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۹۳: اگر شوہر عورت کو نذر کرنے سے روکے اور عورت کا نذر کو پورا کرنا شوہر کے حق کے منافی ہو تو وہ نذر نہیں کر سکتی بلکہ اس صورت میں تو شوہر کی اجازت کے بغیر اس کی نذر قرار ہی نہ پائے گی۔ بلکہ اگر عورت اپنے مال میں شوہر کی اجازت کے بغیر نذر کرے وہ نذر صحیح نہیں ہے۔ ہاں نذر حج، زکات، ماں باپ سے حسن سلوک اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے بارے میں شوہر کی اجازت کے بغیر بھی نذر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۷۹۴: اگر فرزند کو باپ نذر کرنے سے منع کر دے تو یہ نذر کالعدم ہو جائے گی۔

مسئلہ ۷۹۵: انسان کسی ایسے کام کی نذر کر سکتا ہے جسے انجام دینا اس کے لئے ممکن ہو لہٰذا جو شخص مثلاً پیدل چل کر کربلا نہ جا سکتا ہو اگر وہ نذر کرے کہ وہاں پیدل جائے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۹۶: اگر کوئی شخص نذر کرے کہ کوئی حرام یا مکروہ کام انجام دے گا یا کوئی واجب یا مستحب کام ترک کر دے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۹۷: اگر کوئی شخص نذر کرے کہ کسی مباح کام کو انجام دے گا

یا ترک کرے گا اور اگر اس کام کا بجالانا اور ترک کرنا ہر لحاظ سے مساوی ہو تو اس کی نذر صحیح نہیں اور اگر اس کام کا انجام دینا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نذر بھی اسی لحاظ سے کرے مثلاً نذر کرے کہ کوئی غذا کھائے گا تاکہ اللہ کی عبادت کے لئے اسے قوت حاصل ہو تو اس کی نذر صحیح ہے اور اگر اس کام کا ترک کرنا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نذر بھی اسی لحاظ سے کرے کہ اس کام کو ترک کر دے گا مثلاً چونکہ تمباکو نقصان دہ ہے اس لئے نذر کرے کہ اسے استعمال نہیں کرے گا تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۹۸ :اگر کوئی شخص نذر کرے کہ واجب نماز ایسی جگہ پڑھے گا جہاں بجائے خود نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ نہیں مثلاً نذر کرے کہ نماز کمرے میں پڑھے گا تو اگر وہاں نماز پڑھنا کسی لحاظ سے بہتر ہو مثلاً چونکہ وہاں خلوت ہے اس لئے انسان حضور قلب پیدا کر سکتا ہے (یعنی خشوع و خضوع سے نماز ادا کر سکتا ہے) تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۹۹ :اگر کوئی شخص کوئی عمل بجالانے کی نذر کرے تو اسے چاہیے کہ وہ عمل اسی طرح بجالائے جس طرح نذر کی ہو پس اگر نذر کرے کہ

مہینے کی پہلی تاریخ کو صدقہ دے گا یا روزہ رکھے گا یا مہینے کی پہلی تاریخ کو اول ماہ کی نماز پڑھے گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد میں اس عمل کو بجالائے تو کافی نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص نذر کرے کہ جب اس کا مریض صحت یاب ہو جائے گا تو وہ صدقہ دے گا تو اگر اس مریض کے صحت یاب ہونے سے پہلے صدقہ دے دے تو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۰۰: اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے لیکن روزوں کا وقت اور تعداد معین نہ کرے تو اگر ایک روزہ رکھے تو کافی ہے اور اگر نماز پڑھنے کی نذر کرے اور نمازوں کی مقدار اور خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دو رکعتی نماز پڑھ لے تو کافی ہے۔اور اگر نذر کرے کہ صدقہ دے گا اور صدقے کی جنس اور مقدار معین نہ کرے تو اگر ایسی چیز دے کہ لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو پھر اس نے اپنی نذر کے مطابق عمل کر دیا ہے اور اگر نذر کرے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بجالائے گا تو اگر ایک نماز پڑھ لے یا ایک روزہ رکھ لے یا کوئی چیز بطور صدقہ دے دے تو اس نے اپنی نذر کو پورا کر دیا ہے۔

مسئلہ ۸۰۱: اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین دن کو روزہ رکھے گا تو اسے چاہیے کہ اسی دن روزہ رکھے اور اگر جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ اس دن کے روزے کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے اور اس کا کفارہ ماہ رمضان کے افطار کا کفارہ ہے ہاں اس دن وہ اختیاراً یہ کر سکتا ہے کہ مسافرت کرے اور روزہ نہ رکھے اور اگر سفر میں ہو تو ضروری نہیں کہ اقامت کا قصد کر کے روزہ رکھے اور اس صورت میں جب کہ سفر کی وجہ سے یا کسی دوسرے عذر مثلاً بیماری یا حیض کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۸۰۲: اگر انسان اختیاری طور پر اپنی نذر پر عمل نہ کرے تو اسے چاہیے کہ کفارہ دے۔[1]

مسئلہ ۸۰۳: اگر کوئی شخص ایک معین وقت تک کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کرے تو اس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجالا سکتا ہے اور اگر اس وقت کے گزرنے سے پہلے بھول کر یا بہ امر مجبوری اس عمل کو انجام

---

[1] یعنی ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے۔

دے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی لازم ہے کہ وہ وقت آنے تک اس عمل کو بجا نہ لائے اور اگر اس وقت کے آنے سے پہلے بغیر عذر کے اس عمل کو دوبارہ انجام دے تو چاہیے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۸۰۴: جس شخص نے کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کی ہو اور اس کے لئے کوئی وقت معین نہ کیا ہو اگر وہ بھول کر یا بہ امر مجبوری غفلت کی وجہ سے اس عمل کو انجام دے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے لیکن اس کے بعد جب بھی بہ حالت اختیار اس عمل کو بجالائے اسے چاہیے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۸۰۵: اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ہر ہفتے ایک معین دن کا مثلاً جمعے کا روزہ رکھے گا تو اگر ایک جمعے کے دن عید فطر یا عید قربان پڑ جائے یا جمعے کے دن اسے کوئی اور عذر مثلاً سفر یا حیض لاحق ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۸۰۶: اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین مقدار میں صدقہ دے گا تو اگر وہ صدقہ دینے سے پہلے مر جائے تو اس کے مال میں سے اتنی مقدار میں صدقہ دینا ضروری نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بالغ ورثاء میراث

میں سے اپنے حصے سے اتنی مقدار میت کی طرف سے بطور صدقہ دے دیں۔

مسئلہ ۸۰۷: اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین فقیر کو صدقہ دے گا تو وہ کسی دوسرے فقیر کو نہیں دے سکتا اور اگر وہ معین کردہ فقیر مر جائے تو بنابر احتیاط اس شخص کو چاہیے کہ صدقہ اس کے ورثاء کو دے۔

مسئلہ ۸۰۸: اگر کوئی شخص نذر کرے ائمہؑ علیہم السلام میں سے کسی ایک کی مثلاً حضرت ابی عبد اللہ امام حسینؑ کی زیارت سے مشرف ہو گا تو اگر وہ کسی دوسرے امام کی زیارت کے لئے جائے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ان امامؑ کی زیارت نہ کرے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۰۹: جس شخص نے زیارت کی نذر کی ہو لیکن غسل زیارت اور اس کی نماز کی نذر نہ کی ہو اس کے لئے انہیں بجالانا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۱۰: اگر کوئی شخص کسی امامؑ یا امام زادے کے حرم کے لئے کسی مال کی نذر کرے تو اسے چاہیے کہ اس مال کو اس حرم کی مرمت اور روشنی اور فرش وغیرہ پر صرف کرے۔

مسئلہ ۸۱۱: اگر کوئی شخص کسی امام علیہ السلام کی ذات کے لئے کوئی چیز

نذر کرے تو اگر کسی معین مصرف کی نیت کی ہو تو چاہیے کہ اس چیز کو اسی مصرف میں لائے اور اگر کسی معین مصرف کی نیت نہ کی ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسے ایسے مصرف میں لے آئے جو امامؑ سے نسبت رکھتا ہو مثلاً زوار فقیر کو دے دے یا اس امام کے حرم کے مصارف مثلاً مرمت وغیرہ پر خرچ کرے اور اگر کوئی چیز کسی امام زادے کے لئے نذر کرے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۱۲: جس بھیڑ کو صدقہ کے لئے یا کسی ایک امام کے لئے نذر کیا جائے اگر وہ نذر کے مصرف میں لائے جانے سے پہلے دودھ دے یا بچہ جنے تو وہ (یعنی دودھ یا بچہ) اس کا مال ہے جس نے اس بھیڑ کو نذر کیا ہو لیکن بھیڑ کی اون اور جس مقدار میں وہ فربہ ہو جائے نذر کا جزو ہیں۔

مسئلہ ۸۱۳: جب کوئی نذر کرے کہ اگر اس کا مریض تندرست ہو جائے یا اس کا مسافر واپس آجائے تو وہ فلاں کام کریگا تو اگر پتہ چلے کہ نذر کرنے سے پہلے مریض تندرست ہو گیا تھا یا مسافر واپس آگیا تھا تو پھر نذر پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۸۱۴: جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ جب اس کی

کوئی معین شرعی حاجت پوری ہو جائے گی تو فلاں اچھا کام انجام دے گا تو جب اس کی حاجت پوری ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ کام انجام دے اور اسی طرح اگر وہ کوئی حاجت نہ ہوتے ہوئے عہد کرے کہ فلاں اچھا کام انجام دے گا تو وہ کام کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۸۱۵ : عہد میں بھی نذر کی طرح صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور مشہور یہ ہے کہ کوئی شخص جس کام کے انجام دینے کا عہد کرے اسے یا تو واجب اور مستحب نماز کی طرح عبادت ہونا چاہیے یا ایسا کام ہو جس کا انجام دینا اس کے ترک کرنے سے بہتر ہو لیکن احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں جب کہ جس کام کا عہد کیا ہو وہ شرعاً قابل ترجیح نہ ہو اس کام کو انجام دے۔

مسئلہ ۸۱۶ : اگر کوئی شخص اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو اسے چاہیے کہ کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دو مہینہ مسلسل روزے رکھے۔

قسم کھانے کے احکام

ارشاد رب العزت ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تُحَرِّمُواْ طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّهُ لَكُمْ وَلاَ تَعْتَدُواْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴾﴿ وَكُلُواْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّهُ حَلاَلاً طَيِّبًا وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِيَ أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴾﴿ لاَ يُؤَاخِذُكُمُ اللّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُواْ أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾

سورہ مائدہ آیات ۸۷ تا ۸۹

مسئلہ ۸۱۷: جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دے گا یا ترک کرے گا مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھے گا یا تمبا کو استعمال نہیں کرے گا تو اگر بعد میں جان بوجھ کر اس قسم کیخلاف عمل کرے تو اسے چاہیے کہ کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دس فقیروں کو پوشاک پہنائے اور اگر ان اعمال کو بجانہ لا سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ تین دن روزے رکھے اور یہ بھی ضروری ہے کہ روزے پے در پے رکھے جائیں۔

مسئلہ ۸۱۸: قسم کی چند شرطیں ہیں:۔

(۱) جو شخص قسم کھائے اس کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور ارادے کے ساتھ قسم کھائے پس بچے یا دیوانے یا مست یا اس شخص کا قسم کھانا جسے مجبور کر دیا گیا ہو درست نہیں ہے اور اگر کوئی شخص جذباتی ہونے کی حالت میں بلاارادہ قسم کھائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۲) قسم کھانے والا جس کام کے انجام دینے کی قسم کھائے وہ حرام یا مکروہ نہیں ہونا چاہیے اور جس کام کے ترک کرنے کی قسم کھائے وہ واجب یا

مستحب نہیں ہونا چاہیے اور اگر کوئی مباح کام کرنے کی قسم کھائے تو ضروری ہے کہ لوگوں کی نظروں میں اس کام کا ترک کرنا اسے انجام دینے سے بہتر نہ ہو اور اسی طرح اگر کسی مباح کام کو ترک کرنے کی قسم کھائے تو اس کا انجام دینا اسے ترک کرنے سے بہتر نہیں ہونا چاہیے۔

(۳) قسم کھانے والا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی ایسے نام کی قسم کھائے جو اسکی مقدس ہستی کے سوا کسی کے لئے استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً خدا اور اللہ اور اگر ایسے نام کی قسم کھائے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی استعمال ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے اتنی کثرت سے استعمال ہوتا ہو کہ جب بھی کوئی وہ نام لے تو خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً اگر کوئی خالق اور رازق کی قسم کھائے تو قسم صحیح ہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر یہ صورت نہ ہو تب بھی قسم پر عمل کیا جائے۔

(۴) قسم کھانے والا قسم کے الفاظ زبان پر لائے لہٰذا اگر قسم کو لکھے یا دل میں اس کا قصد کرے تو قسم صحیح نہیں ہے لیکن اگر گونگا شخص اشارے سے قسم کھائے تو صحیح ہے۔

(۵) قسم کھانے والے کے لئے قسم پر عمل کرنا ممکن ہو اور اگر قسم کھانے کی وقت اس کے لئے اس پر عمل کرنا ممکن ہو لیکن بعد میں عاجز ہو جائے تو جس وقت سے عاجز ہو گا اس وقت سے اس کی قسم باطل ہو جائے گی اور اگر نذر یا قسم یا عہد پر عمل کرنے سے اتنی مشقت اٹھانی پڑے جو اس کی برداشت سے باہر ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۱۹: اگر باپ فرزند کو یا شوہر بیوی کو قسم کھانے سے روکے تو ان کی قسم صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۰: اگرفرزند باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائے تو باپ اور شوہر ان کی قسم فسخ کر سکتے ہیں۔

وقف کے احکام

ارشاد رب العزت ہے:

﴿وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ سورہ مزمل، آیت ۲۰.

مسئلہ ۸۲۱: اگر کوئی شخص کسی چیز کو وقف کر دے تو وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے اور وہ خود یا دوسرے لوگ نہ ہی وہ چیز کسی دوسرے کو بخش سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بیچ سکتے ہیں اور نہ کوئی شخص اس میں سے کچھ بطور میراث لے سکتا ہے لیکن بعض صورتوں میں اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں مثلاً نماز کے لئے وقف شدہ چٹائی اس طرح ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس پر نماز نہ پڑھی جاسکے یا جن پر کوئی چیز وقف کی گئی ہے ان میں سخت اختلاف ہو جائے کہ اگر اس چیز کو فروخت نہ کیا جائے تو مال یا کسی کی جان تلف ہو جائے گی تو پھر جائز ہے کہ اس مال، چٹائی کو بیچ دیا جائے اور رقم کو ایسے کام پر خرچ کیا جائے جو وقف کرنے والے کے قصد کے قریب ہو۔

مسئلہ ۸۲۲: یہ ضروری نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنا مکان وقف کر دیا ہے اور وہ شخص جس کے لئے مکان وقف کیا ہو یا اس کا وکیل یا اس کا ولی کہہ دے کہ میں نے قبول کیا تو وقف صحیح ہے بلکہ عمل سے بھی وقف ثابت ہو جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص وقف کی نیت سے چٹائی مسجد میں ڈال دے یا مسجد بنانے کی نیت

سے کوئی جگہ تعمیر کرے اور اسے نمازیوں کے اختیار میں دے تو وقف ثابت ہو جائے گا اور موقوفات عامہ مثلاً مسجد، مدرسہ یا ایسی چیزیں جو عام لوگوں کے لئے وقف کی جائیں یا مثلاً فقراء اور سادات کیلئے وقف کی جائیں ان کے وقف کے صحیح ہونے کے لئے کسی کا قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۳: اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو وقف کرنے کے لئے معین کرے اور صیغۂ وقف پڑھنے سے پہلے پچھتائے یا مر جائے تو وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۸۲۴: جو شخص کوئی مال وقف کرے اسے چاہیے کہ صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس مال کو ہمیشہ کیلئے وقف کر دے اور مثال کے طور پر اگر وہ کہے کہ یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہو گا تو چونکہ وہ مال صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس کے مرنے کے وقت تک وقف نہیں رہا اس لئے وقف صحیح نہیں ہے اور اگر کہے کہ یہ مال دس سال تک وقف رہے گا اور پھر وقف نہیں ہو گا یا یہ کہے کہ یہ مال دس سال کے لئے وقف ہو گا پھر پانچ سال کے لئے وقف نہیں ہو گا اور پھر دوبارہ وقف ہو جائے گا تو وہ وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۵: خصوصی وقف (جس میں وقف خاص افراد کے لئے ہو) اس صورت میں صحیح ہے جب وقف کرنے والا وقف کا مال اس شخص یا ان افراد کے تصرف میں دے دے جس کے لئے وہ وقف کیا گیا ہو یا اس کے وکیل یا ولی کے تصرف میں دے دے لیکن اگر کوئی شخص کوئی چیز اپنے نابالغ بچوں کے لئے وقف کرے اور اس نیت سے کہ وقف کردہ چیز ان کی ملکیت ہو جائے ان کی طرف سے اس کی نگہداری کرے تو وقف صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۲۶: ظاہر یہ ہے کہ عام اوقاف مثلاً مدرسوں اور مساجد وغیرہ میں قبضہ شرط نہیں ہے بلکہ صرف وقف کرنے سے ہی ان کا وقف ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۸۲۷: ضروری ہے کہ وقف کرنے والا بالغ اور عاقل ہو اور قصد اور اختیار رکھتا ہو اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو لہٰذا اگر سفیہ (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بے ہودہ کاموں میں صرف کرتا ہو) کوئی چیز وقف کرے تو چونکہ وہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے اس کا کیا ہوا وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۸: اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسے بچے کے لئے وقف کرے جو ماں کے پیٹ میں ہو اور ابھی پیدا نہ ہوا ہو تو اس وقف کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور لازم ہے کہ احتیاط ملحوظ رکھی جائے لیکن اگر کوئی مال ایسے لوگوں کے لئے وقف کیا جائے جو بالفعل موجود ہوں اور ان کے بعد ان لوگوں کے لئے وقف کیا جائے جو بعد میں پیدا ہوں تو اگرچہ وقف کے محقق ہونے کے وقت وہ ماں کے پیٹ میں بھی نہ ہوں وہ وقف صحیح ہے (مثلاً کوئی شخص کوئی چیز اپنی اولاد کے لئے وقف کرے اور ان کے بعد اولاد کی اولاد کیلئے وقف کر دے اور اولاد کے ہر گروہ کے بعد آنے والا گروہ اس وقف سے استفادہ کرے تو وقف صحیح ہے)

مسئلہ ۸۲۹: اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے آپ پر وقف کرے مثلاً کوئی دکان وقف کر دے تاکہ اس کی آمدنی اس کے مرنے کے بعد اس کے مقبرے پر خرچ کی جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر وہ کوئی مال فقراء کے لئے وقف کر دے اور خود بھی فقیر ہو جائے تو وقف کے منافع سے استفادہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۳۰: اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی مال کو فقراء یا

سادات پر وقف کرے یا اس مقصد سے وقف کرے کہ اس مال کا منافع بطور خیرات صرف کرے تو اس صورت میں جب کہ اس وقف کے لئے اس نے متولی معین نہ کیا ہو اس کا اختیار حاکم شرع کو ہے۔

مسئلہ ۸۳۱: اگر کوئی شخص کسی املاک کو مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد پر وقف کرے تاکہ ہر ایک طبقے کے بعد دوسرا طبقہ اس سے استفادہ کرے تو اگر وقف کو متولی اس مال کو کرائے پر دے دے اور اس کے بعد مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر املاک کا کوئی متولی نہ ہو اور جن لوگوں پر وہ املاک وقف ہوئی ہے ان میں سے ایک طبقہ اسے کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت کے دوران میں وہ طبقہ مر جائے اور جو طبقہ اس کے بعد ہو وہ اس اجارے کی تصدیق نہ کرے تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور اس صورت میں جب کہ مستاجر نے اجارے کی پوری مدت کا کرایہ ادا کر رکھا ہو مرنے والے طبقے کی موت کے وقت سے اجارہ کی مدت کے خاتمے تک کا کرایہ اس طبقے (یعنی مرنے والے طبقے) کے مال سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۳۲: اگر وقف کردہ املاک خراب بھی ہو جائے تو اس کے

وقف کی حیثیت نہیں بدلتی بجز اس صورت کے کہ وقف کرنے والے نے کوئی چیز کسی خاص مقصد کے لئے وقف کی ہو اور وہ مقصد فوت ہو جائے مثلاً کسی شخص نے کوئی باغ سیر کے لئے وقف کیا ہو تو اگر وہ باغ خراب ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا اور وقف کردہ مال واقف اور اس کے نہ ہونے کی صورت میں اس کے وارثوں کی ملکیت ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۸۳۳: اگر وقف کا متولی خیانت کرے اور اس کا منافع معین مصارف میں نہ لائے تو حاکم شرع اس کے ساتھ کسی امین شخص کو لگا دے تاکہ وہ متولی کو خیانت سے روکے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو حاکم شرع اس کی جگہ کوئی دیانتدار متولی مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۴: جو فرش امام باڑہ کے لئے وقف کیا گیا ہو اسے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں لے جایا جا سکتا خواہ وہ مسجد امام باڑے کے قریب ہی کیوں نہ ہو۔

وصیت کے احکام

ارشاد ربّ العزت ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ﴾

(سورہ بقرہ، آیت ۱۸۰)

مسئلہ ۸۳۵: وصیت یہ ہے کہ انسان تاکید کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے فلاں فلاں کام کیئے جائیں یا یہ کہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال کی کچھ مقدار فلاں شخص کی ملکیت ہو گی یا یہ یوں کہے کہ اس کے مال کی کچھ مقدار کا کسی کو مالک بنا دیا جائے یا اسے وقف کر دیا جائے یا نیک کاموں میں صرف کیا جائے یا اپنی اولاد کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو اس کی کفالت میں ہوں کسی شخص کو نگران اور سرپرست مقرر کرے جس شخص کو وصیت کی جائے اسے وصی کہتے ہیں اور وصیت کرنے والے کو موصی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۸۳۶: وصیت کرنے والے میں جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱. عاقل ہو
۲. بالغ ہو
۳. اپنے ارادہ اور اختیار سے وصیت کرے نہ کہ مجبور ہو

مسئلہ ۸۳۷: بناء بر احتیاط وصی کا مسلمان ہونا ضروری ہے نیز عاقل ہو اور قابل وثوق ہو بناء بر احتیاط بالغ ہو۔

مسئلہ ۸۳۸: جب موت کی نشانیاں ظاہر ہوں تو اس پر لازم ہے کہ وہ

امانتوں کو ان کے مالکین کو واپس کرے یا ورثاء کو بتائے۔ اپنے قرضوں کو ادا کرے اگر اداء کرنے پر قادر نہ ہو تو اس بارے میں وصیت کرے۔

خمس وزکوۃ اور مظالم کو فوراً اداء کرے۔ اپنے نماز روزے کے بارے میں کسی کو اجیر بنانے کی وصیت کرے۔ اپنی قضا نماز وغیرہ کے بارے میں اپنے بڑے بیٹے کو بتائے۔ اگر اپنا مال کسی دوسرے کے پاس رکھا ہو یا مخفی کر رکھا ہو تو اپنے ورثاء کو بتائے۔

مسئلہ ۸۳۹: مرنے والا اپنے مال سے ایک سوم مال کی وصیت کر سکتا ہے۔ اگر اس سے زائد وصیت کرے تو وہ وصیت اس کے ورثاء کی اجازت پر موقوف ہوگی اگر وہ اجازت دیں تو وصیت صحیح ہے ورنہ زائد کی نسبت وصیت باطل ہے، اگر بعض ورثہ اجازت دیں اور بعض اجازت نہ دیں تو جس نے اجازت دی ہے اس کے حصہ کی نسبت وصیت نافذ ہوگی۔

مسئلہ ۸۴۰: استطاعت کے ساتھ واجب حج اور مالی حقوق مانند خمس و زکوۃ مظالم کو اصل ترکہ سے نکالا جائے گا خواہ اس بارے میں مرنے والے نے وصیت کی ہو یا نہ۔

وراثت کے احکام

ارشاد ربّ العزت ہے:

﴿ يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ ... وَصِيَّةً مِنَ اللهِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴾

(سورہ نساء، آیت ۱۱۔ ۱۲)

مسئلہ ۲۸۴۰: جن افراد کو رشتہ داری کی وجہ سے میراث ملتی ہے ان کے تین گروہ ہیں:

پہلا گروہ، میت کے باپ، ماں اور اولاد ہیں اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد جہاں تک یہ سلسلہ نیچے چلا جائے ان میں سے جو دوسرے کے مقابلے میں میت سے زیادہ قریب ہو اسے میراث ملے گی اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو دوسرے گروہ کو میراث نہیں ملتی ہے۔

دوسرا گروہ، دادا، دادی، نانا، نانی، بہن اور بھائی ہیں بہن اور بھائی نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد اور اولاد میں سے جو بھی میت سے قریب تر ہو اسے میراث ملتی ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو تیسرے گروہ کو میراث نہیں ملتی ہے۔

تیسرا گروہ، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی اولاد ہے اور جب تک میت کے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں میں سے ایک شخص بھی زندہ

ہو ان کی اولاد کو میراث نہیں ملتی ہے لیکن اگر میت کے وارث صرف ایک پدری چچا اور ایک پدری و مادری چچا کا بیٹا ہو تو پدری و مادری چچا زاد بھائی کو میراث ملے گی اور پدری چچا کو میراث نہیں ملے گی۔

میاں بیوی کی میراث

مسئلہ ۱ ۲۸۴ ۱: اگر بیوی مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو آدھا حصہ شوہر کو اور باقی دوسرے وارثوں کو ملے گا اور اگر اسی موجودہ شوہر یا دوسرے شوہر سے اولاد ہو تو سارے مال کا چوتھائی حصہ شوہر کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملے گا۔

مسئلہ ۲ ۸۴۲: اگر مرد مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو مال کا چوتھائی حصہ بیوی کو اور باقی دوسرے ورثہ کو ملے گا اور اگر اس بیوی یا دوسری بیوی سے اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ بیوی اور باقی دوسرے ورثہ کو ملے گا اور بیوی کو زمین، گھر، باغ، کھیتی اور دوسری زمینوں سے میراث نہیں ملے گی اور نہ ہی ان کی قیمت سے اور زمین پر بنی عمارت اور درختوں سے میراث ملے گی لیکن اگر باقی ورثہ عمارت اور درخت کی قیمت دینا چاہیں تو عورت کے لیے اسے قبول

کرنا ضروری ہے اور باغ اور زراعت اور دوسری زمینوں پر موجود درخت، زراعت و عمارت کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۴۳: جن چیزوں سے بیوی کو میراث نہیں ملتی جیسے گھر کی زمین اگر ان میں تصرف کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ دوسرے ورثہ سے اجازت حاصل کرے۔ اسی طرح دوسرے ورثہ عورت کے حصے مثلاً عمارت اور درخت میں سے اس کا حق دیئے بغیر، چاہے اس حق کی قیمت ادا کرکے ہی سہی بیوی کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف نہ کریں۔

مسئلہ ۸۴۴: اگر عمارت، درخت اور ان جیسی چیزوں کی قیمت لگانا چاہیں تاکہ قیمت سے عورت کا حصہ ادا کیا جائے تو فرض کیا جائے کہ اگر یہ چیزیں خراب ہونے تک اجارے پر دیئے بغیر، اس زمین میں باقی رہیں تو اس کی کیا قیمت ہے۔ اس قیمت سے عورت کا حصہ دیا جائے گا۔

میراث کے متفرق مسائل

مسئلہ ۸۴۵: اگر باپ مر جائے تو اس کا قرآن، انگوٹھی، تلوار اور پہنے ہوئے کپڑے بڑے بیٹے کے ہیں اگر شروع والی تین چیزیں ایک سے زیادہ

ہوں مثلًا دو قرآن یا دو انگوٹھی تو احتیاط واجب ہے کہ بڑا بیٹا ان میں دوسرے ورثاء کے ساتھ مصالحت کرے۔

مسئلہ ۸۴۶: اگر میت کے ایک سے زیادہ بڑے بیٹے ہوں مثلًا دو بیویوں سے ایک ساتھ دو بیٹے پیدا ہوئے ہوں تو سابقہ مسئلہ میں جو چیزیں بیان ہوئی ہیں دونوں آپس میں برابر تقسیم کریں۔

مسئلہ ۸۴۷: مسلمان کو کافر سے میراث ملتی ہے لیکن کافر کو مسلمان سے میراث نہیں ملتی چاہے وہ مرنے والے کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۸۴۸: اگر جان بوجھ کر ظلم کرتے ہوئے قتل کرے تو قاتل مقتول کی میراث نہیں پائے گا۔

مختلف مسائل

مسئلہ ۸۴۹: اگر میت کے کچھ اعضاء مفقود ہوگئے ہوں تو باقی ماندہ جسم میں اگر صدر ''سینہ'' ہو تو میت کو غسل دیا جائے گا اور اگر حنوط کی جگہیں ہو تو حنوط بھی دیا جائے گا پھر میت کو کفن دے کر اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دفن کیا جائے۔

اور اسی طرح اگر صدر ہو یا اس کا کچھ حصہ ہو تو بھی بناء پر احتیاط واجب گذشتہ صورت کے اعمال کو انجام دیا جائے۔ البتہ اس صورت میں کفن میں قمیص اور ازار (چادر) پر اکتفاء کیا جائے گا۔

پہلی صورت کے کفن میں قمیص، چادر کے علاوہ اگر لنگ کی جگہ باقی ہو تو وہ بھی پہنائی جائے گی۔

مسئلہ ۸۵۰: اگر میت کے سینہ کی ہڈی کے علاوہ کوئی صرف ہڈی یا گوشت کے ساتھ پائی جائے تو اس کو غسل، حنوط دے کر کپڑے میں لپیٹ کر بنا

ء پر احتیاط واجب دفن کر دیا جائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۱: اگر میت کا کچھ حصہ ملے جس میں ہڈی نہ ہو تو اس کو کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط واجب کی بناء پر دفن کیا جائے۔

مسئلہ ۸۵۲: جو بچہ جس کے چار مہینے مکمل ہو چکے ہوں وہ سقط ہو جائے تو اسے غسل، حنوط، اور کفن دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اگر بچہ چار ماہ سے کم ہو اور سقط ہو جائے تو اس کو کپڑے میں لپیٹ کر بناء پر احتیاط واجب دفن کیا جائے گا لیکن اگر اس سقط شدہ بچے میں جو کہ چار ماہ سے کم تھا، میں روح تھی اگر اقوی نہ ہو تو احتیاط کی بناء پر چار ماہ مکمل ہونے والے بچے کے احکام جاری ہوں گے۔

مسئلہ ۸۵۳: اگر کوئی جنابت یا حیض، نفاس کی حالت میں مر جائے تو صرف غسل میت دینا کافی ہے۔

مسئلہ ۸۵۴: اگر کوئی انسان مر جائے تو اس کی میت کو اس کے ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل میت سے پہلے کوئی مسّ کرے تو اس پر غسل مسّ میت واجب ہو جاتا ہے۔

غسل مسّ میت کا وہی طریقہ ہے جو غسل جنابت کا ہے فرق صرف نیت کا ہے۔

مسئلہ ۸۵۵: جس شخص پر غسل مسّ میت واجب ہے وہ غسل کرنے سے پہلے مسجد میں داخل ہو سکتا ہے اور عزائم کی تلاوت بھی کر سکتا ہے ہاں قرآن کی کتابت کو مسّ نہیں کر سکتا جس عمل میں طہارت شرط ہے اس کو بغیر غسل کے انجام نہیں دے سکتا احتیاط لازم کی بناء پر غسل مسّ کے علاوہ وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۸۵۶: اگر کسی زندہ شخص کے بدن سے یا کسی ایسے مردہ کے بدن سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو ایک حصہ جدا ہو جائے جس میں ہڈی ہو اور اس سے بیشتر کہ جدا شدہ حصے کو غسل دیا جائے تو کوئی شخص اسے مسّ کر لے تو

اسے چاہیے کہ وہ غسل مسّ میت کرے لیکن جو حصہ جدا ہوا ہو اگر اس میں ہڈی نہ ہو تو اسے مسّ کرنے پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۷: اگر دو مردوں کا جنازہ اکٹھا پڑھنا ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد یوں کہے: ''اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَيْنِ عَبْدَاكَ وَابْنَا عَبْدَيْكَ وَابْنَا اَمَتَيْكَ نَزَلَا بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُمَا اِلَّا خَيْراً وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهِمَا مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَا مُحْسِنَيْنِ فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهِمَا وَاِنْ كَانَا مُسِيْئَيْنِ فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِمَا وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمَا اَللّٰهُمَّ احْشُرْهُمَا مَعَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ'' پھر پانچویں تکبیر کہے۔

اور اگر تین یا تین سے زیادہ جنازے مردوں کے ہوں تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰؤُلَاءِ عَبِيْدُكَ وَابْنَاءُ عَبِيْدِكَ وَاَبْنَاءُ اِمَائِكَ نَزَلُوْا بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهِ اَللّٰهُمَّ لَا نَعْلَمُ مِنْهُم اِلَّا خَيْراً وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهِم مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانُوا مُحْسِنِيْنَ فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهِمْ وَاِنْ كَانُوا مُسِيْئِيْنَ فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ اَللّٰهُمَّ احْشُرْهُمْ مَعَ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اُكْتُبْهُمْ عِنْدَكَ فِيْ اَعْلٰى

عِلّیِینَ وَ اخْلُفْ عَلٰی أَهْلِیْهِمْ فِیْ الْغَابِرِیْنَ وَاجْعَلْهُمْ مِنْ رُفَقَاءِ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَارْحَمْهُمْ وَاِیَّانَا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

اگر دو عورتوں کا جنازہ اکٹھا پڑھنا ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هَاتَیْنِ أَمَتَاكَ وَابْنَتَا عَبْدَیْكَ وَابْنَتَا أَمَتَیْكَ نَزَلَتَا بِكَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِهِ اَللّٰهمَّ اِنَّا لاَ نَعْلَمُ مِنْهُمَا اِلاَّ خَیراً وَاَنْتَ أَعْلَمُ بِهِمَا مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ کَانَتَا مُحْسِنَتَیْنِ فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِهِمَا وَ اِنْ کَانَتَا مُسِیئَتَیْنِ فَتَجَاوَزْ عَنْ سَیِّئَاتِهِمَا وَاغْفِرْلَنَا وَلَهُمَا اَللّٰهُمَّ اکْتُبْهُمَا عِنْدَكَ فِیْ اَعْلٰی عِلّیِینَ وَاخْلُفْ عَلٰی أَهْلَیْهِمَا فِیْ الْغَابِرِینَ وَاجْعَلْهُمَا مِنْ رُفَقَاءِ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَارْحَمْهُمَا وایَّانا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. پھر پانچویں تکبیر کہے۔

اور اگر تین یا تین عورتوں سے زیادہ کا جنازہ اکٹھا پڑھنا ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰؤُلاَءِ اِمَائُكَ وَبَنَاتُ عَبِیدِكَ وَبَنَاتُ اِمَائِكَ نَزَلْنَ بِكَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِهِ اَللّٰهُمَّ اِنّاَ لاَ نَعْلَمُ مِنْهُنَّ اِلاَّ خَیْراً وَاَنْتَ أَعْلَمُ بِهِنَّ مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ

کُنَّ مُحْسِنَاتٍ فَزِدْفِیْ اِحْسَانِهِنَّ وَاِنْ کُنَّ مُسِئَاتٍ فَتَجَاوَزْ عَنْ سَیِّئَاتِهِنَّ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهُنَّ اَللّٰهُمَّ اُکْتُبْهُنَّ عِنْدَکَ فِیْ اَعْلَیٰ عِلِّیِیْنَ وَاخْلُفْ عَلٰی أَهْلِهِنَّ فِیْ الْغَابِرِیْنَ وَاجْعَلْهُنَّ مِنْ رُفَقَاءِ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَارْحَمْهُنَّ وَاِیَّانَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. پھر پانچویں تکبیر کہے اور نماز جنازہ کے بعد پڑھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیا حَسَنَةً وَّفِیْ الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار.

مسئلہ ۸۵۸: بہنے والی دوائیاں، عطر، تیل، گھی، جوتوں کا پالش اور صابن جنہیں کافر ممالک سے لایا جاتا ہے اگر ان کی نجاست کے بارے میں یقین نہ ہو تو پاک ہیں۔

مسئلہ ۸۵۹: گوشت چربی اور چمڑا اگر مسلمانوں کے بازار سے لئے جائیں تو پاک ہیں۔ اسی طرح اگر کسی مسلمان کے ہاتھ میں ہوں جو اس کو شرعاً ذبح شدہ جانور کے طور پر استعمال کرے، سوائے اس کے کہ اس نے کسی کافر سے حاصل کی ہو اور اس بات کی تحقیق نہ کی ہو کہ آیا یہ اس جانور کے ہیں جن کو شریعت کے طریقے کے مطابق ذبح کیا گیا ہے یا نہیں (ایسی صورت میں اس سے اجتناب کیا جائے)

مسئلہ ۸۶۰: اسٹیل کی چھری لوہے کی ہی قسم سے ہے لہٰذا اس کے ساتھ جانور کو ذبح کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۸۶۱: عزاداری امام حسین علیہ السلام میں زنجیر زنی جائز اور موجب ثواب ہے۔ البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ بدن میں زیادہ ضرر نہ پہنچے نیز دشمنان اسلام سوء استفادہ بھی نہ کر سکیں۔

مسئلہ ۸۶۲: سڑکوں پر قمیص اتار کر خلوص نیّت کے ساتھ ماتم کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۶۳: عزاداری امام حسین علیہ السلام میں بلند آواز سے گریہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۶۴: جو عورت عدّت وفات میں ہو وہ اپنے گھر کے قریب امام بارگاہ میں مجلس سننے کے لئے جاسکتی ہے البتہ لباس زینت نہ پہنے اور مجلس کے بعد فوراً گھر چلی جائے۔

مسئلہ ۸۶۵: فقہاء کی ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ جملہ ''اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًا وَّلِيُّ اللهِ'' اذان اور اقامت کا جزء ہے۔[1] اور یہی حق ہے۔

مسئلہ ۸۶۶: نماز کے تشہد میں خدا کی توحید کی گواہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینے کے بعد امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی ولایت کی گواہی دی جاسکتی ہے بلکہ یہ ذکر یعنی شہادت ثالثہ، باقی سب اذکار سے افضل ذکر ہے جیسا کہ تشہد کے ذکر میں مفصّل گزر چکا ہے۔

مسئلہ ۸۶۷: نماز عید فطر اور عید قربان کا غیبت کے زمانے میں پڑھنا مستحب ہے صحیفہ سجادیہ کی دعا نمبر ۴۸ میں امام زین العابدین علیہ السلام نے عید قربان اور جمعہ کے دن اپنی دعا میں بارگاہ الٰہی میں شکوہ کیا ہے کہ پروردگارا نماز عید اور جمعہ کا اقامہ کرنا تیرے خلفاء کا مقام ہے جس کو غاصبوں نے غصب کرلیا ہے یہ دعا سقیفہ اور بنی امیہ کے ساتھ مربوط ہے آئمہ معصومین علیہم السلام اور ان کے شیعہ ہمیشہ مظلوم رہے ہیں اس دعا کا مؤمنین کی نماز عید وغیرہ پڑھنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مؤمنین ہمیشہ اپنی عبادت کو آئمہ معصومین علیہم السلام کے فرامین کی

[1] ۔اِنْ کانَ الاختلاف فی مبانیهم و التفصیل فی محله

روشنی میں انجام دیتے ہیں خداوند متعال، مؤمنین کو مغرضین اور جہلاء کے شر سے محفوظ فرمائے۔آجکل جو غیر ذمہ دار لوگوں کی طرف سے نماز عیدین، جمعہ ، اجتہاد اور تقلید کا انکار کیا جارہاہے یہ مذہب حقہ کو بدنام اور کمزور کرنے کی سازش ہے مشکوک افراد سے محتاط رہیں۔

مسئلہ ۸۶۸: پنجگانہ نماز کا ادا کرنا واجب ہے اور ان کا ترک کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ ۸۶۹: سیمنٹ پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۸۷۰: نماز آیات پڑھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ رکوع سے پہلے اور اس کے بعد تکبیر کہے اور پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد تکبیر سے پہلے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ" بھی کہے۔

مسئلہ ۸۷۱: دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اوراگر قنوت صرف دسویں رکوع سے پہلے پڑھ لیا جائے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۸۷۲: اگر نماز کے دوران جس چیز پر سجدہ کرنا صحیح ہے وہ چیز مفقود ہو جائے اور کوئی ایسی چیز نہ مل سکے جس پر سجدہ صحیح ہو تو اس صورت میں اگر وقت وسیع ہے تو نماز کو توڑ دے اور سجدہ گاہ وغیرہ تہیہ کرکے پھر نماز پڑھے اور اگر وقت تنگ ہو تو کپڑے پر یا ہتھیلی کی پشت پر سجدہ کرے اور اکثر فقہاء کے نزدیک ہاتھ کی پشت پر ہی سجدہ کرنا احوط ہے۔

مسئلہ ۸۷۳: جس کے ذمہ اپنے قضا روزے ہوں وہ استیجاری روزے (اجرت والے روزے) رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۷۴: اگر مسافر جو سفر میں روزہ کے حکم سے ناواقف ہو کہ سفر میں (عام حالات میں) روزہ نہیں رکھا جاتا، روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر روزہ کے دوران مسئلہ کو جان لے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۸۷۵: جو شخص ہر ہفتہ میں ایک دن سفر کرتا ہو وہ سفر میں قصر نماز پڑھے اور روزہ بھی نہ رکھے۔

مسئلہ ۸۷۶: جو شخص ہر ہفتہ میں صرف دو دن سفر کرتا ہو وہ سفر میں قصر نماز پڑھے اور روزہ بھی نہ رکھے۔

مسئلہ ۸۷۷: جو شخص ہر ہفتہ میں تین دن یا اس سے زیادہ سفر کرتا ہو وہ پوری نماز پڑھے اور رمضان میں روزہ بھی رکھے۔

مسئلہ ۸۷۸: جس شخص کا شغل سفر ہو اگر وہ ہر روز سفر کرتا ہو اور گھر واپس آجاتا ہو یا ایک دن گھر ٹھہرتا ہو اور ایک دن سفر کرتا ہو یا دو دن گھر میں رہتا ہو اور دو دن سفر کرتا ہو یا تین دن گھر رہتا ہو اور تین دن ایک ہی سفر میں رہتا ہو یا چار دن گھر رہتا ہو اور تین دن سفر میں ہو یہ شخص ان صورتوں میں پوری نماز پڑھے اور اگر پانچ دن گھر میں رہتا ہو اور دو دن مثلاً جمعرات وجمعہ کو سفر کرتا ہو تو وہ قصر نماز پڑھے اور احوط یہ ہے کہ قصر اور پوری دونوں پڑھے۔

مسئلہ ۸۷۹: مسافر مسجد الحرام میں اور مسجد النبویؐ میں بلکہ قدیمی مکہ اور قدیمی مدینہ کے پورے شہروں میں اور مسجد کوفہ میں اپنی نماز پوری پڑھ سکتا ہے اور مسافر امام حسین علیہ السلام کے حرم میں قبر اطہر سے ہر چار طرف سے پچیس ذراع تک کی حدود میں پوری نماز پڑھ سکتا ہے ان مقامات میں پوری نماز پڑھنا افضل اور قصر پڑھنا احوط ہے۔

مسئلہ ۸۸۰: جو شخص کسی عورت سے عقد کرے اور اس عورت کے ساتھ جماع نہ کیا ہو تو اس شخص پر اس عورت کی ماں حرام ہو جائے گی اور اس کی بیٹی بھی بناء بر احتیاط حرام ہو جائے گی (اس میں بیٹی کی بیٹی اور بیٹے کی بیٹی بھی شامل ہے) جب تک بیٹی کی ماں اس شخص کے عقد میں ہے اور اگر یہ شخص اس عورت سے دخول سے پہلے جدا ہو جائے تو اس صورت میں اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر اس عورت سے دخول کیا ہو تو پھر اس پر اس عورت کی بیٹی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی اور وہ بیٹی، اس شخص کے باپ اور اس کے بیٹے پر جب کہ وہ کسی دوسری بیوی سے ہو پر حرام نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۸۸۱: اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائے اور اگر ساقط ہونے والی چیز آزاد اور اسلام کے حکم میں ہو تو وہ نطفہ ہو تو اس کی دیت بیس مثقال شرعی سکہ دار سونا ہے جس کا ہر مثقال ۱۸ نخود (چنے کے دانے کی مقدار) کا ہوتا ہے اور اگر علقہ یعنی خون کا لوتھڑا ہو تو اس کی دیت چالیس مثقال اور اگر مُضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا ہو تو اس کی دیت ساٹھ مثقال اور اگر اسکی ہڈیاں بن چکی ہوں تو اس کی دیت اسیّ مثقال اور اگر

ہڈیوں پر گوشت بھی آگیا ہو لیکن اس میں روح داخل نہ ہوئی ہو تو اس کی دیت سو مثقال اور اگر اس میں روح بھی داخل ہو چکی ہو اور لڑکا ہو تو اس کی دیت ایک ہزار مثقال اور اگر لڑکی ہو تو اس کی دیت پانچ سو مثقال شرعی سکہ دار سونا ہے۔

مسئلہ ۸۸۲: اگر کوئی حاملہ عورت کوئی ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں اس کا حمل ساقط ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اس کی دیت بچے کے وارث کو دے اور خود اس عورت کو اس میں سے کچھ نہیں ملتا۔

مسئلہ ۸۸۳: اگر کوئی شخص کسی کے چہرے پر تھپڑ یا کوئی اور چیز اس طرح مارے کہ اس کا چہرہ سرخ ہو جائے تو مارنے والے کو چاہیے کہ ڈیڑھ مثقال شرعی سکہ دار سونا دیت دے جس کا ہر مثقال ۱۸ نخود کا ہوتا ہے اور اگر اس کا چہرہ نیلا ہو جائے تو تین مثقال اور اگر سیاہ ہو جائے تو لازم ہے کہ چھ مثقال شرعی سکہ دار سونا دے لیکن اگر مارنے کی وجہ سے کسی کے بدن کا کوئی اور حصہ سرخ یا نیلا یا سیاہ ہو جائے تو مارنے والے کو چاہیے جو دیت چہرے کے لئے بتائی گئی ہے اس کا نصف دے۔

مسئلہ ۸۸۴: اگر کوئی بچہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کا ولّی یا مثلاً اس

کا استاد اس کے ولّی کی اجازت سے اسے اتنا مار سکتا ہے کہ بچہ مؤدب ہو جائے لیکن یہ خیال رکھے کہ مارنے کی وجہ سے اس پر دیت واجب نہ ہو جائے۔

پوسٹ مارٹم

مسئلہ ۸۸۵: مسلمان میت کی تشریح (پوسٹ مارٹم) کرنا جائز نہیں ہے اگر اس کی تشریح کی جائے تو دیہ کے احکام کے مطابق تشریح کرنے والے پر دیت ادا کرنا واجب ہے۔

انشورنس یا بیمہ

مسئلہ ۸۸۶: اگر حکومت یا کسی بیمہ کمپنی اور پالیسی ہولڈر کے درمیان یہ طے ہو جائے کہ وہ ہر ماہ یا ہر سال ایک خاص رقم دیتا رہے گا تاکہ اسے اگر کوئی نقصان پہنچے تو حکومت یا کمپنی اس کا تدارک کرے تو یہ بیمہ یا انشورنس کہلاتا ہے کبھی بیمہ زندگی کا ہوتا ہے کبھی مال کا، کبھی آگ لگنے کا، کبھی ہوائی جہاز کا کبھی کشتی وغیرہ کا بیمہ کی دوسری اقسام بھی ہیں جن کا وہی حکم ہے جو اس کی مذکورہ اقسام کا ہے۔ لہٰذا ان کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۸۸۷: اس معاملے کے درج ذیل اجزاء ہیں:

۱۔ کمپنی کی پیشکش ۲، پالیسی ہولڈر کا قبول کرنا ۳، وہ چیز جس کا بیمہ کیا گیا ہو یعنی زندگی وغیرہ ۴، اقساط جو پالیسی ہولڈر ہر سال یا ہر ماہ ادا کرتا رہے گا۔

مسئلہ ۸۸۸: یہ ضروری ہے کہ جس چیز کا بیمہ کیا گیا ہو وہ معین ہو اور یہ بھی بیان کیا جانا چاہیے کہ حکومت یا بیمہ کمپنی کس قسم کے نقصان کا تدارک کرنے کی ذمہ داری اٹھائے گی مثلاً غرق ہونا، آگ لگنا، چوری ہو جانا، مریض ہو جانا، مر جانا وغیرہ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ قسط کی کیا مقدار ہو گی ساتھ ہی ابتداء وانتہاء کے لحاظ سے بیمے کی مدت بھی معین ہونی چاہیے۔

مسئلہ ۸۸۹: بیمہ کی تمام اقسام کو مشروط بخشش قرار دیا جاسکتا ہے یعنی پالیسی ہولڈر بیمہ کمپنی کو اس شرط پر اقساط کی صورت میں ایک معین رقم بخشش کے طور پر ادا کرے گا کہ معاملہ کے ضمن میں مذکور نقصانات اگر پیش آئیں تو کمپنی ان کا تدارک کرے گی اس صورت میں کمپنی پر واجب ہے کہ اس شرط پر عمل کرے پس بیمہ کے تمام اقسام مذکورہ طریقہ پر شرعاً صحیح ہیں۔

مسئلہ ۸۹۰: اگر حکومت یا بیمہ کمپنی شرط پر عمل نہ کرے تو پالیسی ہولڈر کو حق حاصل ہو گا کہ معاملے کو ختم کر کے اقساط واپس لے لے۔

مسئلہ ۸۹۱: عقد بیمہ کی صحت کے لئے کوئی خاص مدت معتبر نہیں ہے بلکہ بیمہ کمپنی اور پالیسی ہولڈر جتنی مدت پر متفق ہو جائیں، درست ہے۔

مسئلہ ۸۹۲: چوری کرنا بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا دائیں ہاتھ کی چار انگلیوں کا کاٹنا ہے۔

مسئلہ ۸۹۳: اسلام میں جادو کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے مسلمان جادو گر کی سزا قتل ہے۔

مسئلہ ۸۹۴: مؤمن کو ناحق قتل کرنا حرام اور بہت بڑا گناہ ہے اور قاتل ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

مسئلہ ۸۹۵: کسی مسلمان پر زنا یا لواط کی تہمت لگانا گناہ ہے تہمت لگانے والے کی سزا اسیّ (۸۰) کوڑے ہیں۔

مسئلہ ۸۹۶: غنا جب لہو اور باطل کے طور پر واقع ہو تو وہ حرام ہے اور اسی طرح اس کا سننا بھی جائز نہیں ہے ہر خوش آواز کو غنا نہیں کہتے۔ غناء کے صدق میں معیار عُرف ہے۔

مسئلہ ۸۹۷: کسی مسلمان مؤمن کو گالیاں دینا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۹۸: رشوت کا لینا اور دینا شرعاً حرام ہے۔

مسئلہ ۸۹۹: روح دار چیز خواہ وہ انسان ہو یا حیوان ہو ، کی تصویر

(نقاشی) کرنا بناء پر احتیاط حرام اور اس پر اجرت لینا بھی حرام ہے۔

اور روح دار چیز کا مجسمہ بنانا حرام ہے اور اس پر اجرت لینا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۹۰۰: ظالموں کی مدد کرنا شرعاً حرام ہے اور حرام کاموں میں مدد کرنا ان میں حصہ لینا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۹۰۱: احتیاط واجب کی بناء پر سونے اور چاندی کے برتنوں کی خرید وفروش، زینت کی غرض سے بھی نہ کی جائے، اور ان کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۰۲: غیر شکاری کتوں کی خرید وفروش جائز نہیں ہے اور اس کی قیمت کا انسان مالک نہیں بنتا۔ کتوں کی بھیڑی وغیرہ کروانا اور دیکھنا شیطانی فعل ہیں بُرے کاموں سے بچ کر رہیں۔

مسئلہ ۹۰۳: کتب ضالّہ (گمراہ کرنے والی کتابوں) کی خرید وفروش اور گھر میں ان کی نگھداری جائز نہیں ہے ہاں اگر گمراہ ہونے کا خوف نہ ہو یا اور کوئی اہم مصلحت ہو تو، جائز ہے۔

مسئلہ ۹۰۴: مردوں کے لئے سونا پہننا (مثلاً زنجیر، لاکٹ، انگوٹھی، گھڑی کی چین یا عینک کا فریم استعمال کرنا جو سونے سے بنا ہو) جائز نہیں ہے

اور حرام ہے لیکن دانت پر سونے کا خول چڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ وہ زینت کے لیئے ہی ہو۔

مسئلہ ۹۰۵: نامحرم عورتوں سے خلوت کرنا جائز نہیں ہے اور موبائل وغیرہ پر ان سے خوش گزرانی کرنا، شیطان کو خوش کرنا ہے شیطان کے جال میں ہر گز نہیں آنا چاہیے ورنہ دنیا وآخرت میں ذلت وخواری اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۹۰۶: گانا گانا یا گانا سننا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۰۷: جوا، شطرنج، تاش وغیرہ کا کھیلنا حرام ہے۔

مسئلہ ۹۰۸: مشت زنی کرنا حرام ہے۔

مسئلہ ۹۰۹: سود دینا اور لینا حرام ہے۔

مسئلہ ۹۱۰: شریعت میں زنا کرنا فعل حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور جہنم میں اَبدی عذاب کا موجب ہے خصوصاً شادی شدہ مرد یا شادی شدہ عورت کا زنا کرنا سخت عذاب کا موجب ہے اور اسی طرح لواطہ، حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس بُرے فعل کا مرتکب بہشت میں نہیں جائے گا مگر یہ کہ توبہ کرلے۔

مسئلہ ۹۱۱: عورتوں کا آپس میں چپٹی کا فعل انجام دینا گناہ ہے اور اس فعل کے ارتکاب پر ان کو سو سو کوڑے مارے جائیں گے۔

مسئلہ ۹۱۲: شراب کا پینا بہت بڑا گناہ ہے اور پینے والے کی سزا

(اسیّ ۸۰) کوڑے ہیں جب دو مرتبہ شراب پیئے اور ہر دفعہ حد جاری ہو جائے تو اگر تیسری دفعہ اس کا مرتکب ہو تو اس کو قتل کر دینے کا حکم ہے۔

مسئلہ ۹۱۳: غیبت (چغلی) کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ ۹۱۴: جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے اور سب برائیوں کی جڑ ہے جھوٹ بولنے والوں پر خدا نے قرآن مجید میں لعنت کی ہے نیز جھوٹی قسمیں کھانا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ مؤمن جب بغیر کسی عذر کے جھوٹ بولے اس پر ستّر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں اور اس کے دل سے بدبُو نکلتی ہے جو کہ عرش پر پہنچتی ہے اور خدا اس کے جھوٹ بولنے پر ستر ایسے زنا کا گناہ، جس میں کمترین زنا، گویا اس نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہو، کا گناہ اس کے لئے لکھتا ہے۔

مسئلہ ۹۱۵: تکبرّ سے بچنا چاہیے چونکہ سب سے پہلے تکبر کرنے والا شیطان ملعون ہے۔

مسئلہ ۹۱۶: مؤمن سے حسد رکھنا گناہ ہے حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے آگ (خشک) لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ سب گناہوں سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ گناہ کے ارتکاب سے عذاب کے مستحق ہونے کے علاوہ، انسان عدالت سے خارج ہو جاتا ہے مگر یہ کہ توبہ کرلے۔ اور انسان کو ہمیشہ اپنی قبر یاد رکھنی چاہیے۔

آیۃ اللہ شیرازی صاحب کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ قلمی آثار

ناشر: مؤسسہ جواد الائمہ علیہم السلام

۱. وضوء النبی (ص) مطبوع

۲. صلاۃ النبی (ص) مطبوع

۳. صراط النجاۃ مطبوع

۴. اجوبۃ الأسئلۃ مطبوع

۵. عقائدالشیعہ مطبوع

۶. علمی رسائل مطبوع

اعتقادی سوالوں کے جوابات

رسالہ عزاداری امام حسین علیہ السلام

فضائل صلوات

۷. فضائل الشیعہ

۸. الموضوعات

۹. قواعد الحدیث و اصطلاحاتہ مطبوع

۱۰. کردار بنو أمیّه

۱۱. آداب الدعاء

۱۲. دفع الشبهات عن الامام المهدی (ع)

۱۳. دفع الشبهات عن ایمان سیدنا أبی طالب (ع) مطبوع

۱۴. دفع الشبهات عن الاجتهاد و التقلید مطبوع

۱۵. التحقیق فی آیة الغار

۱۶. پاسخ به شبهات واعتراضات به عزاداری امام حسین (بزبان فارسی) مطبوع

۱۷. حقیقت چیست؟ بضمیمه رساله تحقیقی بیعت رضوان (فارسی) مطبوع

۱۸. تفسیر آیه تطهیر (فارسی) مطبوع

۱۹. مستند المناظرین(فارسی)

۲۰. پاسخ به یک شبهه (فارسی) مطبوع

۲۱. رسالة فی صلاة العیدین (عربی) مطبوع

۲۲. رسالة فی صلاة الجمعه (عربی)

۲۳. الشهادة الثالثة (عربی) مطبوع

۲۴. الحاشیة علی منهاج الصالحین "لسماحة السید الخوئی" (عربی)

۲۵. توضیح المسائل (اردو) مطبوع

سماحۃ آیۃ اللہ سید مظہر علی شیرازی دامت برکاتہ

کی تحقیقی کتاب عقائد الشیعہ منظر عام پر آچکی ہے۔

مطبوعہ درج ذیل ایڈریس پر حاصل کر سکتے ہیں:

۱) عمران بکڈپو چوک بہادر پور رحیم یار خان.

فون نمبر: 03027625914

۲): امام بارگاہ آف بدر رانجھا

فون نمبر: 0346-8733289

۳) ضامن بکڈپو کربلا گامے شاہ لاہور

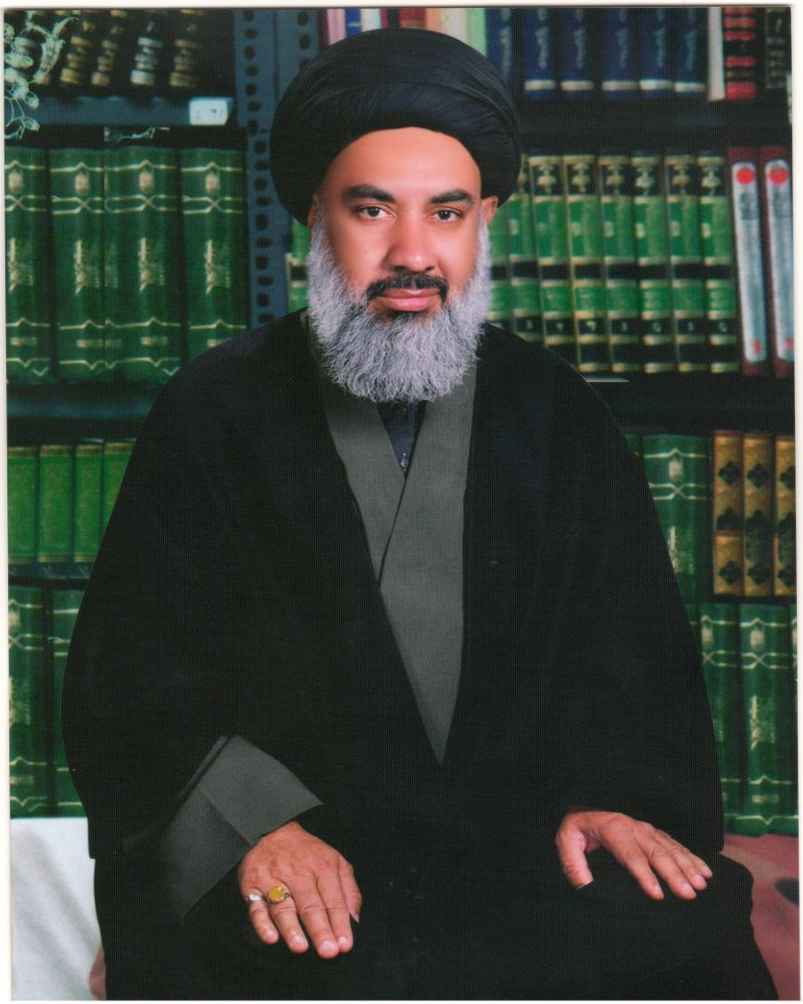

فقیہ اہل بیتؑ آیۃ اللہ سید مظہر علی شیرازی دامت برکاتہ